(خوارج ونواصب کہ ہر معصیت کو کفر کہتے ہین اور ظاہر یہ کہ منکر قیاس ہین اور نجدیہ کہ اہانت
انبیا وعلما انکا شعار ہے) تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کرنے شروع کئے کہ عوام کو تمیز نہوئی
نہ کوئی حاکم اسلام تھا کہ بندوبست انکا بہ ممانعت وتخرجہ کرتا شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ
ہی موافق اِن مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہوگئے اور اسکو عین توحید اور اتباع سنت جاننے
لگے اور علم دین یہان سے کم ہوگیا - مدار وعظ گوئی کا ترجمہ اردو بعض احادیث اور آیات قرآن
اور چند مسائل اردو فقہ پر رہگیا - انکو یہ خبر نہین کہ علماء اہل سنت کے نزدیک اس آیت اور حدیث
کے کیا معنی ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگون کا اختیار کرتے
ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین - اور اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اردو بھی
اچھی طرح نہین پڑھ سکتے اور اگر پوچھو تو فرائض اور سنن نماز اور وضو بھی اچھی طرح مفصل نہین
بیان کرسکتے اور آیات ناسخ اور منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر دیہات مین وعظ کہتے پھرتے ہین
اور نشان انکی غلط بیانی اور دروغگوئی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھکر اپنے قیاس اور
اجتہاد سے جو کچھ منہ مین آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان
تفسیر مین اس آیت کے یہ معنی لکھے ہین یا فلان مجتہد نے فلان کتاب مین اس حدیث
سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اسکی معلوم ہو بلکہ بڑی دلیل یہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین ایسا نہین ہوا یہ بدعت ضلالت ہے - اگرچہ یہ قول مخالف علماء
اہل سنت ہے جیسا آگے آویگا مگر جو تسلیم کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت
مین جو کچھ نہین ہوا وہ سب ضلالت ہے تو چاہئے کہ قرآن مجید کے اعراب اور حدیث کی
تدوین اور بناء مدارس سب بدعت ضلالت ہو اور جہاد مین توپ اور بندوق سے لڑنا ضلالت
ہو بلکہ جب یہ لوگ ایک وقت کسی قدر قرآن شریف کسی طرح پر بیٹھکر ہاتھ مین لیکر یا رحل
پر رکھکر پڑھین تو چاہئے کہ ثابت کرین کہ اسوقت اسی طرح بیٹھکر اسی قدر قرآن آنحضرت
صلعم اور صحابہ رض نے پڑھا ہے نہین تو یہ پڑھنا بدعت ضلالت ہے اور ظاہر ہے کہ دیکھکر پڑھنے
والے تو سب بدعت ضلالت مین مبتلا رہین اسلیئے کہ کہین دیکھکر پڑھنا قرآن کا آنحضرت
صلعم سے ثابت نہین بلکہ لکھنا قرآن کا بھی بعد آنحضرت صلعم کے ہوا ہے پس خدا پناہ مین

نوکھے اپنے ہین اور وعظ سو کہ جس سے حلالِ خدا حرام اور عبادتِ خدا ضلالت ہو غرض یہ طریقہ وعظ کا
مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کرلیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا کچھ نذرانہ دے وعظ کہتے
ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے کہ ہم اِس قابل ہین یا نہین اور مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے
ہین کہان سے کرتے ہین آیا صحیح ہین یا غلط ہین - غرض مقصود دعوت کھانی اور نذرانہ ہوتا ہے الحال
اِس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کا نام وعظ رکھا ہے اور بعض نے مسجدون یا
مدرسون مین بیٹھکر فتویٰ لکھنے کو اپنا ذریعہ معاش کا کیا اور مال زکوٰۃ اور خیرات کھاتے ہین باوجود
قدرت حاصل کرنے معاش کے اپنی محنت اور کسب سے - اور یہ نہین جانتے کہ طلبِ حلال فرض ہے
اور آیاتِ الٰہی کو اِس ثمنِ قلیل دُنیا پر بیچنا حرام ہے - داخل ہوتے ہین اِس آیت کے حکم مین
وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط غرض مزدوری وغیرہ جو حلال ہے اُسکو عیب سمجھتے
ہین اور خیرات اور صدقات کا مال یا اُجرتِ وعظ کو کہ حرام مطلق ہے اپنی معاش مقرر کی ہے
اور حالِ استعداد یہ ہے کہ سوائے اُردو کے عربی زبان مطلق نہین سمجھتے ہین اور عقیدۂ اہلِ سنت
وجماعت سے خبر نہین - تمام عقائد خوارج اور ظاہریہ کے بیان کرتے ہین اور ایسے غلط مسائل
بے اصل کہتے ہین کہ جنکا کہین پتہ نہین - مثلاً کہتے ہین کہ فاتحہ دینے سے کھانا حرام ہوجاتا ہے اور
واسطے دعا کے جو فاتحہ مین ہاتھ اُٹھاتے ہین یہ بدعتِ سیئہ ہے کہ کہین کوئی اسکا قائل نہین ہے اور
اسیطرح مردون کی فاتحہ دلانے کو اور زیارت قبور والدین وغیرہ کو بروزِ معین بدعتِ سیئہ کہتے ہین
واسطے تخصیص یوم کے فاتحہ اور زیارت مین اگرچہ حدیث مین وارد ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مَن زار قبر ابویہ او احدھما فی کل جمعۃ غفرلہ وکتب برا مگر تحقیق اور دریافت نہین جو کچھ جی مین آتا
ہے کہتے ہین ایک قاعدہ اپنے دل سے مقرر کیا ہے کہ جو کچھ کہ پیغمبر خدا صلعم کے وقت مین نہین ہوا سب بدعت
ضلالت ہے اسپر صدہا مسائل کو خلاف ائمہ دین حرام کہتے ہین غرض ایسے کامونکو شرک اور بدعت کہتے ہین
کہ کہین فقہا نے انکو حرام اور شرک اسطرح پر نہین لکھا بلکہ فعل پر حکم شرک بے عقیدہ کے مذہب خارجیون کا ہے
اگرچہ بعض مسائل کو بشرائط فقہا نے حرام اور مکروہ لکھا ہے اور بعض افعال کو بشرط اعتقاد عبادت شرک کہا ہی مگر
عموماً جیسے یہ نادان لوگ کہتے ہین کہین فقہ مین نہین پایا جاتا اور اگر حوالہ فقہ دیجئے تو کہتے ہین کہ فقہ خود
بدعت ہے مسائل قیاسی بے اصل ہین یہ انکار قیاس مذہب ظاہریہ ہے کہ اول موجد اسکا داؤد ابن علی

اصبہانی تھا کہ ایک سالہ ردِ قیاس مین لکھا تھا اور قرآن کو مخلوق کہتا تھا آخر ہر طرف سے لفرین اور
سرزنش اسقدر ہوئی کہ نیشاپور سے نکالا گیا اور محمد بن یحییٰؒ اور اسحاق ابن راہویہؒ اور دیگر علمانے نکلوایا
اور بغداد مین جب آیا امام احمد حنبلؒ نے اُسے اپنی مجلس مین نہ آنے دیا اور اُسکی ضلالت پر فتوے
لکھے گئے سنہ دو سو ستر مین بحالِ خراب مر گیا۔ بعد اسکے ابن حزم ظاہری حکومت بنی عباس مین
پیدا ہوا اور مجمع علما مین اُسکی کتابین جلائی گئین اور حکم ضلالت کا اس عقیدہ پر لکھا گیا اور سنہ
چار سو چھپن مین مرا اور اُسکے رد مین حافظ الحدیث قطب الدین حلبی اور عبد الحق ابن عبد اللہ انصاری
نے رسالہ لکھا اور اُسکی غلطیان ظاہر کین اور گستاخی جو ائمہ کبار کی نسبت کی تھی اُسپر حکم ضلالت
لکھا اور اُسکی ضلالت سے ایک یہ بھی تھا کہ مزامیر کو حلال بلکہ مستحب کہتا تھا اور اس باب مین
اُسنے اور اُسکے شاگرد دونے رسالے لکھے ہین بعد اسکے سنہ ستاسو پانچ مین ابن تیمیہ ظاہری پیدا
ہوا کہ خدا کو مجسم کہتا تھا اور سفر زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین
بعض خلفائے راشدہ اور ائمہ مجتہدین طریقہ اُسکا تھا صراط مستقیم کتاب اُسکے اسباب مین موجود
ہے آخر علمائے عصر شیخ ابو داؤد دستان اور شیخ کمال الدین اور تقی الدین سبکی نے اُسکے عقیدۂ
باطل کو رد کیا اور اُسے گرفتار کر کے مدرسۂ کاملیہ مصر مین لیگئے مجلس منعقد ہوئی اور تمام قاضی اور
مفتی جمع ہوے اور اُسکو قائل کیا اور حکم سلطان تمام بلاد مین جاری ہوا کہ عقیدۂ ابن تیمیہ خلاف
اجماع ہے جو کوئی اُسکی پیروی کریگا سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ مین گفتگو
ہوئی آخر اس مقدمہ مین قید ہوا کہ اہانت اولیا و مشائخ و علما کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق
علیہ علمائے امت ہے منکر اسکا گمراہ ہے چنانچہ زمانۂ دولت ناصریہ مین ابن تیمیہ نے توبہ کی اور
رہائی پائی جب شام مین آیا تو پھر ایسی باتون سے قیدخانۂ دمشق مین قید ہوا اور حکم عام بادشاہی
جاری ہوا کہ جو کوئی ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اُسکا خون اور مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری
ہونیکے خارجی بھی تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کی جناب مین بے ادبی
کرتا تھا غرضکہ ایامِ حکومتِ اسلام مین جسنے خلاف دین کوئی بات کہی سزایاب ہوا اسیطرح عبد الوہاب
نجدی اگرچہ دعوی حنبلی مذہب کا رکھتا تھا مگر جب بقصد حصول حکومت بے ادبی جناب رسالتمآب
اور اہل بیت رسول الثقلین اور دیگر صلحائے مومنین کی کرنی شروع کی اور گستاخی حرمین

بقتل سادات اور غارتگری کرنے لگا بادشاہ اسلام نے استیصال اُسکا مع اتباع اُسکے کیا اور یہان
ہندوستان مین بسبب نہونے حکومت اسلام کے کوئی مانع نہین ہر شخص ناخوانده اپنی فروغ معاش
اور حصول جاہ کے لئے عقیدۂ باطلۂ منبد مین سابقین سے برخلاف اہل سنت جو چاہتا ہے کہتا ہے
اور عقائد عوام الناس کے خراب کرتا ہے لہذا بیان معنی شرک و بدعت مع چند مسائل متعلقہ اُسکے
جیسے علماء حرمین نے تحقیق کی ہے سن بارہ سو تانوے مین اردو زبان مین واسطے ہدایت عوام
کے لکھے ہین اگر کوئی مُصِر اپنے ابتداع پر نہو اور بچشم انصاف اور طلب حق کے مطالعہ کرے تو شاید
راہ یاب ہو وما علینا الا البلاغ المبین - واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم
صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے دربارۂ نجد کے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان مصداق اس حدیث کا کہتے ہین کہ
عبد الوہاب نجدی ہتے جو سلطنت ترکی مین بدنظمی واقع ہونے سے موقع پاکر دن جمعہ کے سنہ
۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین ایک مجمع عام کیا اور سردارون کو جمع کرکے یہ بات کہی کہ شرع میں
ہونا خلیفہ کا واجب ہے واسطے اقامت جمعہ اور عیدین اور حدود اور قصاص اور دادرسی مظلومان
کے اور سلطان روم فقط برائے نام ہے اُسکا نام خطبہ مین جھوٹ پڑھنا حرام ہے کسیکو
اپنے اوپر حاکم کرو اور اُسکی اطاعت کرو - سبنے اُسی کو پسند کرکے حاکم کیا اور اُسیکا نام خطبہ
مین بمقام نجد وغیرہ پڑھا گیا اور اطراف وجوانب نجد مین اُسی کی طرف سے قاضی اور نائب
اور عامل مقرر ہوے اور وہ خود اختراع دین جدید مین مصروف ہوا بعض مسائل مذہب
معتزلہ اور خوارج اور ظاہریہ اور بعض اپنی طبیعت سے نکالکر اپنی رائے کے موافق اُنکو مدلل بآیات
واحادیث کیا اور ایک کتاب بنائی بعدہ اُسکے بیٹے محمد نام نے اُسمین ایک مقدمہ اور ملایا
اور اُسکو مفصل آراستہ کرکے اُسکا نام کتاب التوحید رکھا اور اسمین دو باب کئے ایک رد شرک
اور دوسرا رد بدعت مین اور خلاصہ اُسکا یہ کہ جو کام متعلق بہ تعظیم وتکریم انبیا اور اولیا تھے یا
برکت حاصل کرنیکے آثار متبرکہ اُنکے سے سب پر حکم شرک اور بدعت جاری کیا گویا فصل
مقوم اس مذہب کی اہانت اور تحقیر انبیاء اور اولیا ہے اور روضۂ اقدس رسول اللہ صلعم کا
نام صنم اکبر رکھا اور یہ ساری تدبیر اسلئے تھی کہ لوگون کے دلون مین سے عظمت رسول الثقلین

اور اہل بیت کرام اور تعظیم حرمین جاتی رہے اور آمادہ غارتگری اور قتل اہل حرمین پر بصورت جہاد
ہوجائین پھر وہ کتاب سب نائبون پاس واسطے دعوت عوام الناس کے بھیجی گئی جب
سب نے باغوائے شیطان قبول کیا کہ حرمین قابل جہاد ہے ساتھ قتل اور غارتگری کے
حرمین مین ثواب جہاد حاصل کرنا چاہیئے۔ تب ایک شخص سعود نام سنہ بارہ سو اکیس مین
بنام نہاد زیارت کعبہ آخر زمانۂ سلیم ثالث مین روانہ ہوا ہر چند لوگون نے شریف سے واسطے
جمعیت لشکر کے کہا مگر شریف نے یہی کہا کہ وہ مشہور قامع شرک و بدعت ہے ہتک حرم اور
غارتگری کیونکر کریگا اسی گفتگو مین وہ قرن المنازل تک آیا اور کعبہ کو چھوڑ کر طائف گیا اور
سب کو بہ بہانۂ ملاقات کے بلا کر قتل کیا اور خوب غارتگری کی اور وہان سے مراجعت طرف
مکہ معظمہ سیف زنان اور غارت کنان کر کے جو حق غارتگری اور قتل کا تھا خاص بیت اللہ
مین کیا اور تمام شریف اور سادات کو قتل کیا جو بھاگ گئے وہ بچ رہے غرضکہ کوئی گھر مکہ
معظمہ مین قتل اور غارتگری سے خالی نرہا اور بعض مساجد اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ اور اہل بیت
مثل مسجد امام ابن مالک وغیرہ تمام منہدم کر کے ارادۂ قتل و نہیب اہالیان مدینہ کیا اور
قصد ڈھانے روضۂ مقدسۂ نبویہ کا مصمم رکھتے تھے اسلئے کہ اُسکو صنم اکبر کہتے تھے مگر سنا ہے
کہ جب لوگ اس ارادۂ ناپاک سے وہان پہونچے اور دروازہ کھولا فوراً ایک اژدہائے عظیم نکلا
کہ اُسکی گرمی سانس سے سب لوگ مر گئے اور کہتے ہین کہ لاشین بھی متعفن ہو گئی تھین کہ
نوبت غسل اور کفن اور دفن کی نہ پہونچی بہزار دقت شہر کے باہر کھینچکر پھینک دیا غرض بعد
طے مراتب جور و ستم ایک سردار کو وہان مع فوج چھوڑ کر معاودت مکہ معظمہ مین کی اور تمام اطراف
ملحقۂ حجاز اور نجد مین نہیب اور قتل شروع کیا اور کچھ شہرون عراق مین بھی دست درازی کی
اور کربلائے معلّٰی کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا اور جدہ پر بسبب جمعیت فوج اور توپون کے حملہ آور
نہوے تھے کہ سلطان محمود خان سنہ ایکہزار دوسو تیئیس مین تخت نشین ہوا اور انتظام
سلطنت بخوبی اور قرار واقعی کیا اور قلع و قمع نجدیونکا بالکل کیا اور تمام اسباب غارت کردہ اُنسے
چھین کر حرمین مین اپنی اپنی جگہ پہونچایا اور دیگر اموال تجارت مدعیان رعایا کو سپرد کیا اور باقی
مال جو جہاد نجدیون سے ہاتھ آیا تھا نقد و جنس سے سب اہالیان حرمین تقسیم کیا اور واسطے تعمیر مساجد

اور آثار متبرکہ کے کہ نجدیون نے منہدم کئے تھے حکم دیا اور کچھ شیعۂ زیدیہ نے کہ مذہب وہابیہ بنادر یمن
مین اختیار کیا تھا اور غارتگری اموال مسلمانان اُسطرف کے کرتے تھے بنام ابراہیم پاشا حکم واسطے استیصال
اُنکے بھیجا کہ بعد وفات سلطان محمود خان عبد المجید خان اُنکے بیٹے نے بتاکید تمام حجاز اور یمن اور شام
سے استیصال ان نجدیون کا کیا کہ سب مطیع حکم اسلام ہوئے اور اس مذہب جدید سے توبہ کی اور کچھ لوگ
مفرور اطراف ہند مین آئے اور کچھ پوشیدہ وہین رہے مثل شیعون کے تقیہ کیا اور علمائے مکہ نے رد اس
کتاب التوحید شیخ عبد الوہاب نجدی حنبلی کا لکھا کہ مشہور بہدایہ اور لمعہ مکیہ ہے اور کہتے ہین کہ جب
وہابیون نے بعد تسلط مکہ معظمہ پر جب جمع کیا اُن لوگون کو جنہون نے مہر اُنکے کفر پر کی تھی تو مقتدا
اور شیخ مکہ حضرت عمر عبد الرسول سے سعود نے کہا کہ تمنے ہمارے کفر پر کس سبب سے حکم کیا اُنہون نے
کہا کہ تم اپنی کتاب لاؤ مین نشان دون سعود نے کتاب پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ جو کوئی اموات
کو نبی ہو یا ولی غیر وقت زیارت قبر کے پکارے شرک ہے شیخ العلماء مکہ نے فرمایا کہ یہ عجب شرک ہے
کہ ہر نماز مین موجود السلام علیك ایها النبی اگر یہ عقیدہ مُسلّم ہو تو سب صحابہ اور تابعین اور ایمۂ
مجتہدین اور جمیع افراد امت شرک سے نجات نہین پاتے ہین اور دلائل قاطعہ سے قائل کیا اور
سعود غصہ مین آیا اور شیخ العلماء نے پناہ نجد امانگی اس عرصہ مین خبر آمد لشکر ابراہیم پاشا بندر جدہ مین
مشہور ہوئی کہ وہ راہی بندر جدہ ہوا اور شیخ محفوظ رہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ وہابیہ ہندوستان
کے اُنسے بڑھکر ہین کہ وہ پکارنیکو غیر وقت زیارت قبر شرک کہتے تھے یہ لوگ قبر پر بھی پکارنے
کو شرک کہتے ہین اور جب نجدیون کو قتل اور لوٹ حرمین کی کہ وہان اموال کثیرہ تھے منظور نظر
تھی اور اُسکے لئے کوئی تدبیر سوائے اِسکے نہ تھی کہ بزرگی اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور اہل بیت اور صلحا کی لوگون کے دلون سے کم ہو اور بزرگی آثار متبرکۂ انبیا اور صلحا اور توقیر حرمین
قلوب عوام مین سے نابود ہو جب آمادۂ قتل اور نہیب حرمین ہون اسلئے بہانہ کفر و شرک
ایسی باتین کہنی شروع کین کہ جنسے محبت اور عظمت اُنکی کم ہو اور لوگ واسطے اجتناب کے شرک
سے اُن باتون سے پرہیز کرین اور اُنکو اپنی عقل سے مُدلّل کیا آیات اور احادیث کے ساتھ برخلاف
علمائے اہل سنت کے تاکہ جلد لوگ دام تزویر مین گرفتار ہون اور عوام الناس کو
اپنے ساتھ اِس فریب سے متفق کیا اور تعظیم و محبت انبیا اور صلحا اور اہل بیت

رسول اللہ صلعم کو کہ اصل ایمان اور واجبات سے تھی استیصال کرنا شروع کیا اسلئے کہ محبت آپکی
دلیل محبت الٰہی ہے اور محبت الٰہی فرض ہے جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ
حُبًّا لِّلّٰہِ ط یعنی جو لوگ مسلمان ہین وہ سب پر غالب رکھتے ہین محبت خدا کو اور قُلْ اِنْ کَانَ
اٰبَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ
تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ الخ اور
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب
تک اُسکا ایمان درست نہین ہے اور پوچھا صحابہ رضہ نے رسول خدا صلعم سے کہ ایمان کیا چیز
ہے فرمایا کہ بندہ خدا اور رسول کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل اور عیال اور زر و مال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ
رکھے تب تک ایماندار نہین اور ایک اعرابی نے پوچھا رسول خدا صلعم سے کہ قیامت کب ہوگی
آپنے فرمایا کہ اُسدن کے لئے تو نے کیا رکھا ہے اُسنے عرض کیا کہ نماز اور روزہ تو مین بہت رکھتا
نہین ہون لیکن خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ قیامت کو تو اُسکے ساتھ ہوگا جسے
دوست رکھتا ہے اور یہ دعا ماثور ہے پیغمبر خدا صلعم سے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَن
احبّك وحبّ ما یقربنی الی حبك واجعل حبك احب الیّ من الماء البارد غور کرنا
چاہئے کہ رسول مقبول صلعم طلب کرتے تھے محبت دوستان خدا کی اور محبت اُس چیز کی کہ خدا
سے ملاوے اور یہ لوگ متنفر کرتے ہین لوگون کو محبت انبیاء اور صلحا سے اور ظاہر کرتے ہین اُنمین
کفر اور بدعت ضلالت احق اور جھوٹ جیسا کہ آگے بیان ہوگا اور ایسے ہی وارد ہین حدیثین
صحیح محبت اور عظمت اہل بیت مین - اول قرآن شریف مین ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی کہ محبت رشتہ داران رسول مقبول مین مقصود ہے اور بخاری اور مسلم مین
ہے کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ تھے کندھے پر رسول خدا صلعم کے اور آپ کہتے تھے اللھم
انی احبہ واحبہ واحب من یحبہ یعنی مین دوست رکھتا ہون اسکو یا الٰہی تو بھی دوست رکھ
اسکو اور دوست رکھ اُسکو جو اس سے دوستی رکھے پس جب عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو وہ شایان
جناب امام حسن رض محبوب خدا ہین - اور فرمایا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے احبوا اللہ لما

بغد وکم من نعمة فاحبونی لحب الله واحبوا اهل بیتی لحبی یعنی اول دوست رکھو خدا
کو بسبب نعمت کے اور دوست رکھو مجھکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو اہل بیت میرے
کو بسبب محبت میری کے اور فرمایا کہ من احبنی کان معی فی الجنة جو مجھے دوست رکھے ہوگا
میرے ساتھ جنت مین پس محبت انکی مدار صحت ایمان ہے اور باعث دخول جنت اور اہانت
انکی باعث کفر جیسا کہ حدیث مین ہے من اهاننی فقد اهان الله ومن اهان الله فقد
کفر یعنی جسنے میری اہانت کی خدا کی اہانت کی اور جسنے خدا کی اہانت کی بیشک کافر ہوا اور یہ
شعار اور وعظ ان وہابیون کا ہے کہ کبھی آیات اور احادیث فضائل اہل بیت اور جناب
رسالت مآب صلعم کے نہین کہتے اگر بیان کرینگے تو بعض آیتین پڑھکر بیان ایسا کچھ کرین گے
جس سے محبت اور عظمت رسول اللہ صلعم اور اہل بیت اور صلحا کی عوام کے دلون مین سے جاتی
رہے مثلاً کہتے ہین قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوحٰی اِلَیَّ اور قُلْ لَّوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ
مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ اور قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ
اللّٰہُ اور حدیث لا ادری وانا رسول الله ما یفعل بی ولا بکم اور حدیث یا بنی کعب انقذوا
انفسکم من النار لا املک لکم من الله شیئا ویا فاطمة انقذی نفسک من النار
سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من الله شیئا اور مثل اسکے پڑھکر کہتے ہین کہ وہ نہ
کسیکے کچھ کام قیامت کو آوینگے نہ یہان مالک نفع اور ضر ہین اور نہ انکو کچھ حال غیب معلوم ہے
ایک بشر تھے مانند ہمارے ہمکو انکی تعظیم برابر بڑے بھائی کے کافی ہے مانند ہرکارون اور ڈھنڈورچیون
کے احکام الٰہی جو ہمکو پہونچادیئے اُسپر عمل کرنا چاہیئے انکی محبت اور تعظیم کچھ ضرور نہین - اور یہ بیان
انکا سراسر گمراہی ہے اسلیئے کہ اس قسم کا کلام آپکا خواہ تعلیم خدا تعالے ہو یا ازخود ایسا ہے جیسے کوئی
وزیر کمال معتمد اور مقبول القول اور مشیر بادشاہ کا کہے کہ مجھے کچھ اختیار سلطنت مین نہین نہ مالک
ہون بادشاہ کو اختیار ہے جو چاہے حکم کرے اس کہنے سے کوئی یہ نہین سمجھتا کہ اسکو احکام وزارت
مین جو متعلق سلطنت ہین کچھ دخل نہین یا اسکے کہنے کو دربار شاہی مین کچھ اثر نہین اس سے ملاقات
ترک کرنی اور رجوع معاملات مین چھوڑنی چاہیئے بلکہ اس کہنے کو کمال علو حوصلہ اور اطاعت اُس
وزیر پر حمل کرکے ویسی ہی تعظیم اور توقیر اسکی کرتے ہین اور اپنے کامون مین اُسی کی طرف رجوع

رکھتے ہین اسی جہت سے صحابۂ کرام رضنے بعد نزول ان آیات اور فرمانے ان احادیث کے محبت
اور تعظیم رسالت مین کمی نہین کی - اور اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق علما کفر ہے خواہ
صریحاً ہو یا ضمناً اور التزاماً یا اشارۃً اور کنایۃً اور یہ مضمون ان آیات اور احادیث سے سمجھنا غلط فہمی
اُنکی ہے علم غیب کا پیغمبر خدا صلعم کو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے - قرآن مین ہے کہ فَلَا یُظْهِرُ
عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی نہین مطلع ہوتا اوپر غیب خدا کے کوئی مگر رسول
کہ راضی ہو اُس سے آگے بیان اس آیت کا آویگا اور تفسیر عزیزی مین مفصل لکھا ہے اور حدیث علمت علم
الاولین والآخرین یعنی دیا گیا مین علم اگلے پچھلون کا وان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقہا
و مغاربہا یعنی بیشک خدا نے واسطے میرے زمین پس دیکھی مین نے تمام مشارق اور مغارب اُسکی
گواہ صادق موجود اور کام آنا پیغمبر خدا صلعم کا قیامت مین احادیث صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے واسطے
ذوی القربی کے کیا بلکہ واسطے تمامی امت اور جمیع بنی آدم کے جیسے صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انا اول شافع واول مشفع وآدم ومن دونہ تحت لوائی اور فرمایا ہے
اول من اشفع من امتی اهل بیتی ثم بنو هاشم ثم الاقرب فالاقرب اور مالک ہونیکا حال
یہ ہے کہ بخاری اور مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اوتیت بمفاتیح خزائن
الارض فوضعت فی یدی اور دوسری روایت مین ہے کہ اعطیت الکنزین الاحمر والابیض اور معنی
ان حدیثون اور آیتون کے آگے بیان ہونگے کہ یہ فرمانا کمال علو حوصلہ ہے آپکا اور بیان ہے عظمت
مرتبہ احکم الحاکمین کا اور جو کچھ یہ وہابیہ کہتے ہین مراد نہین ہے یہ فہم اُنکا غلط ہے بقول سعدی ؎
چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش در نظر + مگر جب فضل مقوم اس مذہب کے اور مذاہب
سے توہین اور تحقیر انبیاء اور صلحا ہے لہذا اُنکو کوئی بات سوائے اہانت کے جو اصل بے ایمانی اور ضلالت
کی ہے نہین سوجھتی ہے پس جب ثابت ہوا کہ محبت انبیاء اور اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم و جمیع صلحا جز ایمان کی ہے اور سبب داخل ہونے جنت کا اور باعث حشر کا ہے ساتھ
ان لوگون کے کہ صحیحین مین موجود ہے المرء مع من احب یعنی حشر آدمی کا جسکو دوست رکھے
اُسکے ساتھ ہوگا اسی سبب سے لحاظ رکھتے تھے محبت آنحضرت صلعم کا صحابۂ کرام جیسا کہ ترمذی مین ہے
کہ حضرت عمر رضنے مقرر کئے واسطے اُسامہ کے تین ہزار پانسو درہم اور واسطے عبداللہ ابن عمر کے تین ہزار

پس کہا عبداللہ نے اپنے باپ سے کیون فضیلت دی آپنے اُسامہ کو مجھ پر قسم خدا کی نہین سبقت کی اُسامہ نے مجھ پر کسی مشہد مین پس فرمایا حضرت عمر رضی نے ان زیداً کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیك وکان اسامة احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منك فاثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی + اِس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوستان خدا اور رسول سے سلوک ہونا اپنی اولاد سے زیادہ سنت خلفائے راشدین ہے اور اموات سے بجز ایصال ثواب اور کوئی صورت سلوک نہین منع کرنا اسکا قطع محبت خدا و رسول کرتا ہے اور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کبار کو کسقدر محبت اور کس مرتبہ مین تعظیم اور تکریم رسول مقبول مدنظر تھی کہ باوجود نثار کرنے جان اور مال اور زن و فرزند کے اور چھوڑنے گھر بار کے آپکے پیچھے کسقدر مؤدب حضور رسول اللہ صلعم مین بیٹھتے تھے کہ کانما علی رؤسنا الطیر کتب حدیث مین موجود ہے اور بمقتضائے کمال ادب اور تعظیم کے ہروقت چہرہ مبارک کو دیکھتے رہتے تھے کہ کسی بات سے کسی طرح پر خاطر اقدس مین ملال نہ آئے اور مبادا کسی حرکت سے حکم آیۂ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ مین نہ داخل ہوجائین۔ چنانچہ حدیث مین ہے کہ حضرت عمر رض ایکدن توریت آنحضرت صلعم پاس لائے اور پڑھنے لگے اور جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے آثار غضب ظاہر ہوئے تو حضرت صدیق اکبر رض نے حضرت عمر سے کہا ثکلتك الثکالی اماتری الی وجہ رسول اللہ صلعم اور عمر رض نے چہرہ مبارک غضبناک دیکھ کر کہا اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ امنت باللہ ربًا وبالاسلام دینًا وبمحمد صلعم رسولًا۔ اور فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اگر تم پاتے موسیٰ کو تو چھوڑ دیتے مجھ کو اور گمراہ ہوجاتے ولو کان موسیٰ حیًا ما وسعہ الا اتباعی پس وہ لوگ بڑے جاہل اور نادان ہین کہ کلمات متضمن اہانت نسبت ایسے جناب کے منہ سے نکالتے ہین اور محبت اور عظمت ایسے رسول مقبول اور اُنکے دوستارون کی لوگون کے دلون مین سے گھٹاتے ہین کہ کوئی نادان نسبت بڑے بھائی کی کہتا ہے اور کوئی مثل ڈھنڈوریون اور ہرکارون کے پیغام رسان زبان پر لاتا ہے آیا نہین پڑھتے آیۃ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنی اے مسلمانون مت کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنتے رہو اور کافرون کو عذاب دردناک ہے۔ غور کرین اگرچہ کافر

کا راعنا کی جگہ راعینا زبان دبا کر کہتے تھے مگر بیان واقعی تھا کچھ غلط نہ تھا اور مسلمان فقط راعنا کہتے
تھے اور جو غرض کافرون کی تھی وہ بھی مسلمانون کے دل مین نہ تھی پھر وجہ ممانعت بجز اسکے کہ ایک
شبہ اہانت کا قول کافرون سے کہ راعنا سے راعینا مراد رکھتے تھے پیدا ہوتا تھا مسلمانون کو ممانعت
ہوئی کہ تم راعنا نہ کہو پس جب حق تعالی نے کلمہ شبہ اہانت سے بھی مسلمانون کو اپنے نبی کی نسبت
منع فرمایا اور کافرون کو عذاب سخت کے ساتھ تہدید کی باوجودیکہ وہ کلمہ بیان واقعی تھا پھر انکو ایسے
کلمات کہنے باوجود دعوی ایمان کیونکر زیبا ہین اگر غور کرین تو در پردہ مخالفت حکم خدا اور اہانت الٰہی
کرتے ہین کہ ضرب الغلام اہانۃ المولی مشہور ہے کیا نہین پڑھتے آیہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ
الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ کہ کیسی باتین واقعی کہنے والون کو گمراہ فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا
لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوْا ط چاہیے ہر مسلمان کو کہ اہانت صریح اور ضمناً اور اشارۃً اور التزاماً وغیرہ
سب سے پرہیز کرے کہ اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح پر ہو کفر لازم آتا ہے چنانچہ بعض
آیات مین توبیخ واقع ہے بے ادبی کرنے والون پر جیسے کہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ آدمی شرافت
مال وجاہ پر مغرور نہو راہ و رسم مقربان الٰہی سے درست رکھے کہ آنحضرت صلعم نے بموجب حکم
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ کے کوہ صفا پر چڑھ کر سب کو نام بنام بلایا اور عذاب خدا سے
ڈرایا تو ابو لہب نے کہا تباً لک اُسکے جواب مین سورۂ تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی اور جب کفار مکہ
نے بعد وفات حضرت طیب اور طاہر صاحبزادون کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اُسکے جواب
مین فرمایا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ اور جب ابو جہل نے بے ادبی کی اور کہا کہ محمد صلعم جس وقت
سجدہ کرینگے تو انکی گردن پر پاؤن رکھونگا اور گردن کا توڑونگا اور نماز سے مانع آیا اُسکے واسطے حق تعالی
نے فرمایا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ط اور جنگ بدر مین عبد اللہ
ابن مسعود رض اسکا سر کاٹ کر بال پیشانی کے پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور کان چھید کر ایک رسی
باندھکر مقتل سے کھینچتے ہوئے ایک کنوے ناپاک مین ڈالا اور جب کہا اُس جاہل نے کہ میری مجلس
کے حاضر باش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی ہین تو فرمایا کہ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ
اور اسیطرح سورۂ نون کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب ولید ابن مغیرہ نے ایک طعن کیا کہ رسول مقبول
صلعم کو مجنون کہا حق تعالی نے اُسکو دس طعنون سے یاد فرمایا حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيْمٍ

فَتَنَاعِ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ اور پھر فرمایا کہ سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ اور جنگ بدر مین یہ فرمانا متحقق ہوا کہ اُسکی ناک پر زخم شمشیر آیا اور اچھا نہوا اُسی زخم سے مکہ مین مرا پس جب حق تعالی نے براہ عدل موذیان رسول اللہ صلعم کو ایک بدی کے بدلے دس مین پکڑا لہذا جو لوگ کہ محبت رسول اللہ صلعم اور خدمت آنحضرت مین مصروف رہے ہین ایک نیکی کا دس گنا انعام لیگا اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے من صلّی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا اور اس خاکپاے امت رسول ثقلین کو یون القا ہوتا ہے کہ ہر بدی کا بدلہ برابر اور ہر نیکی کا دس حصہ زیادہ ہے کہ جَزَآءُ سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا - وَمَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا فرمایا ہے مگر طعن اور تحقیر انبیا و اور صلحا کے باب مین ہر بدی کا بدلہ دس گنا ہے اسلئے کہ غیرت الہی مقتضی اسکو نہین ہے کہ کوئی اُسکے رسولون اور دوستون سے بطعن اور اہانت پیش آئے کہ اہانت رسولون اور دوستون خدا کی اہانت آلہی ہے کہ کافر کر دیتی ہے اور اس قسم کی اور بھی آیتین ہینگی کہ جسنے اہانت اور تحقیر کا کلمہ موںہہ سے نکالا سزایاب ہوا اور اسی جگہ سے فقہا نے لکھا ہے کہ استہزا اور استخفاف بانبیا علیہم السلام کفر ہے - مُرتد اور واجب القتل ہے جو یہ حرکت کرے جیسا کہ عینی شرح کنز اور درر غرر مین ہے من سبّ النبیّ صلعم یکفر فیقتل حدّا ولا یقبل توبتہ اصلا اور تاتارخانیہ مین ہے من عاب نبیًّا بشیٔ او لم یرض بسنۃ نبی من المرسلین فقد کفر فمن قال لرجل احلق راسك واقلم اظفارك فان ھذا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلك الرجل لا افعل وان كان سنۃ فقد كفر اور ایسا ہی در مختار مین ہے کہ یقتل ولا یقبل توبتہ ومن شك فی کفرہ فقد کفر وکذلك الاستہزاء والاستخفاف بہ علیہ السلام اور ایسا ہی تحفۃ الاخیار اور غرۃ الانظار اور منہج الغفار اور اساس الدین مین ہے اور شفا مین لکھا ہے کہ من سبّ النبی صلعم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلتہ او عرضہ او شبہہ بشیٔ علی طریق الازراء علیہ او التصغیر لشانہ فھو ساب والحکم فیہ القتل اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہے قد اجتمعت الامۃ علی ان استخفاف نبی من الانبیاء کفر سواء فعلہ فاعل ذلك استحلالا ام فعلہ معتقد الحرمۃ ولیس بین العلماء خلاف فیہ اور نوادر الفتاوی مین ہے ہر کہ پیغامبر را بعیب و نقص

یاد کند اگرچہ اندک بود کافر شود لان تعظیمہم اصل کبیر من الاصول فی الدین اور حلبی مین
لکھا ہے من عابہ علیہ السلام بشئ مما جریٰ للہ علیہ من البلاء والمحنۃ واستحقرہ
علیہ السلام ببعض العوارض البشریۃ الجائز والمعہودۃ لدیہ فہو مساب لہ حکم القتل
ولا توبۃ لہ وھذا کلہ اجماع من العلماء من لدن الصحابۃ ھلم جرا قال ذلک مالک و
اللیث واحمد واسحاق وھو مذھب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر و بمثلہ قال ابو حنیفۃ
والثوری والاوزاعی اور کہا امام ابو یوسف نے کہ اگر بولا کوئی کہ نبی صلعم دوست رکھتے تھے کدو کو
اور دوسرا بولا کہ مین دوست نہین رکھتا پس یہ کفر ہے ومن قذف ام النبی صلعم یقتل ولا
توبۃ لہ اور اُسی حلبی مین ہے من قال ھزم النبی صلعم فی بعض غزواتہ یستتاب فان تاب
فبہا والا قتل لانہ انتقص شانہ اور اشباہ النظائر مین ہے لا تصح ردۃ السکران الا الردۃ
بسب النبی صلعم فانہ یقتل ولا یعفی عنہ - اور اب لوگ بجز اس بات کے کہ جسمین اہانت
نکلے اور محبت زائل ہو بتحریف معانی آیات قرآن وحدیث کچھ نہین بیان کرتے ہین لہذا چند آیات
کلام مجید اور بعض احادیث صحیحہ کہ جنسے عظمت انبیا اور صلحا اور اہل بیت سب پر ظاہر ہو اور دلون
مین عوام کے محبت پیدا ہو لکھی جاتی ہین اگرچہ آپکی مدح وثنا اس مرتبہ نہین کہ کوئی بشر ادا کر سکے
یا کسی قلم سے تحریر ہو سکے اسلئے کہ تمام قرآن مین آپکے صفات حمیدہ جا بجا مذکور ہین اور جسکا خدا تعالیٰ
مداح ہو دوسرے کا کیا رتبہ کہ اُسکی ثنا لکھ سکے مگر واسطے آگاہی عوام الناس کے ذریعہ سعادت اور
نجات کا سمجھ کر کچھ آیتین اور حدیثین لکھی جاتی ہین - اول تو حق تعالیٰ نے اپنی محبت اور اطاعت
کو منحصر کیا ہے جناب رسالت مآب صلعم کی محبت اور اطاعت مین یہ کتنی بڑی عظمت ہے -
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
اب دیکھین کہ یہ مرتبہ ہرکارہ اور ڈھنڈورے کا ہوتا ہے سلطنت مین یا یہ مرتبہ کمال دوست اور
معتمد کا مثل وزیر اور ولیعہد کے - اور فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی قسم ہے
تیرے رب کی نہ مسلمان ہونگے جب تک نہ حاکم کرین تجھکو اپنے جھگڑون مین اور پھر نہ پاوین کچھ
حرج اپنے دل مین تیرے فیصلہ سے اور قبول کرین اُسکو بخوشدلی - اور درباب تعظیم اور تکریم کے

فرمایا ہے وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ
السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ یعنی کہتے ہین کافر کہ
اے خدا اگر یہ دین سچ ہے تو ہمپر پتھر برسا آسمان سے یا عذاب کر دردناک اور نہین ہے اللہ کہ عذاب کرے
اُنپر اور تو اُنمین موجود ہو اب دیکھین کہ کسقدر حق تعالیٰ کو پاس خاطر اور تکریم اپنے رسول کی منظور
ہے کہ اُنکے سبب کافرون پر عذاب نہین آتا - یہ مرتبہ نزدیک بادشاہون کے بڑے معتمدین اور
عزت والونکا بھی نہین ہوتا ہے کہ اُنکے پاس سے یا اُنکے گھر سے کسی دشمن یا مجرم کو گرفتار عذاب
کرین بسبب اُنکی عزت کے ہرکارون اور ڈھنڈوریونکا کیا رتبہ ہے اور فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اے ایمان
والونہ آگے بڑھو خدا اور رسول خدا صلعم سے چلنے مین اور مجلس مین اور ڈرو خدا سے تحقیق اللہ سنتا
دیکھتا ہے - اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا
لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اے ایمان والونہ
بلند کرو آواز اپنی اواز رسول اللہ صلعم پر اور نہ پکارو مانند پکارنے ایک دوسرے کے آپسمین مبادا نابود
ہو جاوین عمل تمہارے بسبب بے ادبی کے اور تم بیخبر رہو اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ
یعنی جو لوگ پست کرتے ہین آوازین اپنی نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ ہین کہ آزمالیا
اللہ نے اُنکے دلون کو واسطے پرہیزگاری کے اور اُنکے لئے مغفرت ہے اور نیگ بڑا پس جو لوگ کہ
واسطے تعظیم رسالت وآداب کے پیغمبر خدا صلعم کے سامنے پست آواز سے بولتے تھے اُنکے لئے وعدہ
مغفرت اور عطائے اجر عظیم کا فرمایا - اور یہ تعظیم واجب ہے حیًّا ومیّتًا فی البخاری ان عمر رض قال لرجلین
من اھل الطائف لو کنتما من اھل البلد لاوجعتکما ضربا ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وعن ابی بکر الصدیق رض قال لا ینبغی رفع الصوت علی نبی حیا و
لا میتا - وروی عن عائشۃ رض انھا کانت تسمع صوت وتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض
الدور المطیفۃ بمسجد النبی صلعم فترسل الیھم لا تؤذوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما عمل
علی رض مصراعی بابہ الا بالمناصع توقیا لذلک وتادبا معہ ولما ناظر ابو جعفر یا لکافی

مسجد النبی صلعم فقال مالك يا امير المؤمنين لا ترفع صوتك فی هذا المسجد فان الله تعالی
ادب قوما لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی وان حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان
له ابوجعفر وقال يا ابا عبد الله استقبل القبلة وادعوا ام استقبل رسول الله صلعم فقال
لم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابيك الی يوم القيمة بل استقبله و
استشفع به فيشفعك الله قال الله تعالی ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك الخ- لهذا
یہان سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ مراتب تعظیم اور آداب رسالت کا لحاظ رکھین اس وعدہ مین داخل
ہین برخلاف اُنکے جو بے ادبانہ پیغمبر خدا صلعم کے روبرو بولتے ہین کہ اُنکے عمل نیک بھی خبط ہو جاتے
ہین اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۤءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا
حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ یعنی جو لوگ کہ پکارتے ہین تجھ کو حجرون مین سے وہ اکثر بیوقوف
ہین اگر صبر کرتے یہان تک کہ نکلتا تو اُنکی طرف از خود بہتر ہوتا واسطے اُنکے یہ تعلیم ادب ہے خدا کی
طرف سے کہ کوئی حاکم وقت اور بادشاہ کو محل سے اپنی غرض کے واسطے نہین پکارتا ہے جب تک
وہ از خود دربار مین نہ آوے ایسی ہی تعظیم رسالت چاہئے اور فرماتے ہین وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ - لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا اَوْ
یُلْقٰۤی اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا
مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا اور کہا کافرون
نے کہ کیا حال ہے اس رسول کا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازار مین پھرتا ہے - اسکے ساتھ فرشتے اور خزانہ
کیون نہین ہے اور باغات کیون نہین ہین کہ اُنمین سے کھاتا اور کہا ظالمون نے کہ تم پیروی نہین کرتے
مگر ایک آدمی کی جادو کئے ہوے کی۔ پس دیکھ کہ کیسی مثالین تجھ پر بیان کرتے ہین پھر گمراہ ہوے اور نہ پائینگے
راستہ- پس کھانا اور بازار مین چلنا اور باغات وغیرہ نہونا یہ بیان واقعی تھا کافرونکا مگر جب
متضمن اہانت اور بے ادبی تھا اسلئے توبیخ نازل ہوئی پس ایسا کلام کہ جس سے اہانت نبی پائی جاے
ضمنا یا التزاما عمدا ہو خواہ سہوا خیر واقعی ہو یا واقعی مستلزم ہے کفر کو۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا
نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ فَاِنْ
لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی اے مسلمانون جب سرگوشی کرو پیغمبر خدا صلعم سے تو صدقہ

دو پہلے اُس سے یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور پاکیزہ بات اور اگر نپاؤ تو خدا غفور رحیم ہے - یہ تہمت
واسطے تعظیم اور آداب رسالت کے تھی خدا کی طرف سے اگرچہ پھر فرضیت اسکی موقوف ہوئی وَلَوْ
اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا
اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور جب ظلم کیا تھا اُنھوں نے اپنے نفسوں پر کیون نہ آئے تیرے پاس پس بخشش
چاہتے خدا سے اور بخشش مانگتا واسطے اُنکے رسول تو البتہ پاتے خدا کو رجوع برحمت کرنیوالا اور رحیم
اور وَصَلِّ عَلَيْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّھُمْ طلب رحمت کرو واسطے اُنکے پس طلب رحمت تیری
موجب تسکین ہے واسطے اُنکے اور ایسے ہی صحیحین مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جب نماز پڑھی
قبر امرأة سودا پر کہ مسجد مین جاروبکشی کرتی تھی ان ھذہ القبور مملوۃ ظلمۃ علی اھلھا وان اللہ
ینورھا لھم بصلوٰتی یعنی تاریک ہین قبرین تمہاری اہل قبور پر اور روشن اور نورانی کرتا ہے اللہ
انکو اہل قبور پر بسبب میری دعا اور نماز کے پس ظاہر ہے یہان سے کہ توبہ استغفار پیش صلحا موجب
قبولیت ہے اور سبب مغفرت کا بسبب اُنکے استغفار کے ورنہ کیا خصوصیت تھی کہ جاؤک فرماتے
اور صل علیھم کہتے یہ رد ہے منکرون پر جو کہتے ہین کہ خدا سبکی سنتا ہے بزرگون کی کیا ... ہے
البتہ سنتا ہے مگر قبولیت جو انبیا اور صلحا کی دعا کو ہے وہ عوام گنہگارون کو کہان ہے اسی سبب
سے پیش بزرگان اور مشاہد متبرکہ پر امید اجابت دعا ہے کہ مقامات نزول رحمت الٰہی ہین اور یہ
لوگ میزاب رحمت الٰہی اور جو لوگ تکبر کرتے تھے دعا چاہنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اُنکے لئے
فرمایا وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَيْتَھُمْ يَصُدُّوْنَ
وَھُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے انکو آؤ طلب مغفرت کرے رسول واسطے تمہارے سر ہلاتے
ہین اور دیکھا تو نے کہ رکتے ہین اور تکبر کرتے ہین اور يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ اے ایمان والو قبول کرو پکارنے خدا اور رسول کو جب پکارے رسول
تمکو تا زندہ کرے تمکو اور باتفاق علما اجابت واجب تھی جسوقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے
یہ تعظیم رسالت نہین تو کیا ہے يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ
يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا وَاِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ

فَلْيَنْتَشِرُوْا مِنْكُمْ اے ایمان والو مت جاؤ نبی صلعم کے گھرون مین مگر جب اجازت ہو تمکو واسطے
کھانے کے اور نہ منتظر ہو پکنے کے مگر جب بلائے جاؤ داخل ہو اور جب کھا چکو نکل آو۔ مت لو
مزے باتون کے تحقیق یہ حرکت تمہاری ایذا دیتی ہے نبی کو پس وہ شرماتا ہے تمسے کہ کچھ نہین
کہتا اب یہ کسقدر تعلیم آداب اور تعظیم نبوت اور کیسا لحاظ اور پاس تکلیف نبی صلعم ہے وَالَّذِيْنَ
يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور جو لوگ اذیت دیتے ہین رسول خدا صلعم کو
اُنکو عذاب دردناک ہے چنانچہ آپنے ازواج مطہرات سے فرمایا کہ لاتُؤذوني في عائشة اور اُنہون
نے پناہ مانگی خدا سے آپکے اذیت دینے سے پس معلوم ہوا کہ اذیت آپکی کچھ مخالفت حکم آلہی پر
منحصر نہین کسی طرحپر اذیت دے داخل اس آیت مین ہے اور کہین فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو بسبب کمال قرب اور عظمت کے جناب آلہی مین فعل آلہی فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ
يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ یعنی جو تجھ سے بیعت کرتے ہین تیرے سوا
نہین کہ وہ خدا سے بیعت کرتے ہین ہاتھ خدا کا اُنکے ہاتھون پر ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور تو نے نہین پھینکے وہ کنکر جسوقت پھینکے تھے مگر وہ خدا تعالی نے پھینکے تھے
اور کہین اظہار عظمت رسالت فرمایا ہے ساتھ مغفرت اور عطائے درجات عالی کے دارین مین
يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اور اُٹھائیگا تجھکو تیرا رب مقام محمود مین کہ وہ یا مقام شفاعت
کبرا ہے یا مقام وسیلہ ہے کہ وہ تمام بنی آدم سے واسطے ایک آدمی کے ہوگا اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ
الْكَوْثَرَ ہمنے عطا فرمایا تجھکو حوض کوثر یا کثرت اُمت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ٥
اور عنقریب عطا فرمائیگا تجھکو رب تیرا اسقدر عطا کہ تو راضی ہو جاویگا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ
الْاُوْلٰى اور البتہ دار آخرت اچھا ہے واسطے تیرے اس دنیا سے یا ہر حال پچھلا تیرا بہتر ہوگا پہلے
سے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ
يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا یعنی فتح
ما دی ہمنے تجھکو فتح ظاہر تا کہ بخشین گے ہم تیرے گناہ اگلے پچھلے سب اور پوری کرینگے اپنی نعمت تجھ پر
اور دکھائینگے تجھ کو صراط مستقیم اور مدد کرینگے تیری مدد عزت کی اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ٥
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کیا نہین کھولا ہمنے سینہ تیرا واسطے علم وحکمت اور ایمان اور اسرارات آلہی

کے اور کیا نہین بلند کیا ہمنے ذکر تیرا کہ اپنے نام کے ساتھ ہر جگہ تیرا نام داخل کیا ہے حتی کہ کلمۂ توحید
مین بھی اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ہ بیشک تو اوپر خلق بڑے کے ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعٰلَمِيْنَ نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر رحمت واسطے اہل جہان کے اسلیئے کہ آپکی برکت سے عذاب عام
اس امت پر سے موقوف ہوا ہے پس کفار بھی بسبب اسکے عذاب سے دنیا مین محفوظ ہین ۔ اور کہین
تسلی خاطر جناب رسالت صلعم کے بہ زجر و توبیخ کفار فرمائی ہے وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ
لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ہ جو کوئی نافرمانی کریگا اللہ و رسول کی وہ دوزخ مین ہمیشہ
رہیگا اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ تحقیق دشمن تیرا وہی ہے دم کٹا وَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ
بِمَجْنُوْنٍ ہ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ یعنی کافر جو تجھکو دیوانہ کہتے ہین تو اپنے رب کے
فضل سے دیوانہ نہین ہے بیشک تیرے لیئے نیگ بے نہایت ہین اور کہین احسان جتاتے ہین
آپکی رسالت سے لوگون پر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمٌ یعنی آیا رسول تمہارے پاس تم مین سے گران ہوتی ہے
اُسپر تکلیف تمہاری اور چاہتا ہے بھلائی تمہاری اور مسلمانون پر مہربان و رحم کرنیوالا ہے ۔ اب دیکھو
رؤف اور رحیم اسماء حسنیٰ مین سے ہے اور نود و نہ نام الٰہی مین موجود اور یہان خدا تعالیٰ نے انہین نامون
کے ساتھ نبی صلعم کو خطاب فرمایا ہے یہ کیسا شرک وہابیہ ہے کہ خدا اپنے ساتھ خود مشرک ہے ۔ اور
کہین بزرگی اور عزت آپکی اظہار فرمائی ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا
يَعْلَمُوْنَ تحقیق عزت واسطے اللہ کے ہے اور اسکے رسول کے اور واسطے مسلمانون کے لیکن منافق
نہین جانتے ۔ یہان بھی حق تعالیٰ نے عزت مین اپنے ساتھ رسول صلعم اور مسلمانون کو شریک کیا
ہے ۔ یہ بات قابل سمجھنے کے ہے کہ حق تعالیٰ خود اپنے ساتھ اپنے بندون کو اپنی صفت مین شریک
کرتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى
فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ہ یعنی بھیجا ہمنے طرف تمہارے رسول گواہ حال غیر جیسا
بھیجا تھا طرف فرعون کے رسول جب نافرمانی کی فرعون نے رسول کی پکڑا ہمنے اُسکو وبال مین پس
اسیطرح اگر تم بھی نافرمانی کروگے رسول کی اور وہ دعائے بد تمپر کریگا جیسے حضرت موسیٰ نے کہا تھا
ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم قال قد اجیبت دعوتکما تو

تم بھی گرفتار عذاب ہوگے چنانچہ قحط مکہ بسبب آپکے دعائے بد کے واقع ہوا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ بیشک تو تحقیق رسولون سے ہے سیدھی راہ پر یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی بھیجا ہمنے تجھ کو شاہد امت پر کہ تیری عرض و معروض انکی نیک و بد مین مقبول ہے ہماری جناب مین اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا اور بلانے والا طرف خدا کے اور چراغ روشن اور کہین ڈرایا ہے لوگون کو آپکی تکلیف دہی سے واسطے تعظیم رسالت کے مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا نہین لائق ہے تمکو کہ اذیت دو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اور یہ کہ نکاح کرو انکی بیویون سے بعد اُسکے کبھی فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ چاہئے کہ خوف کرین نافرمانی کرنے والے حکم رسول کی یہ کہ پہونچے انکو فتنہ یا عذاب دردناک اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ اور نبی صلعم اولی تر ہین باعتبار مین اُنکے نفسون سے اور ازواج مطہرات مائین ہین انکی غور کرین کہ یہ رتبہ ہر کارون اور ڈھنڈورےیون کا ہوسکتا ہے کہ اُنکی بیویان مائین ہون مسلمانون کی۔ اور کہین تسلی فرماتے ہین اپنے رسول مقبول کی اسطرح پر کہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ نہ گمان کر اللہ کو کہ خلاف کریگا اپنا وعدہ رسولون سے۔ اور کہین تسکین خاطر کرتے ہین اس طرح وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ یعنی اگر تجھکو جھٹلاتے ہین تو غم نکر کہ تجھسے پہلے رسولون کو بھی جھٹلا چکے ہین۔ اور کہین اسطرح فرماتے ہین فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ اب عنقریب لکھینگے ہم رحمت اور مغفرت کو واسطے تابعدارون نبی امی کے کہ پاتے ہین اُسکو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین اور کہین تقویت فرماتے ہین اپنے نبی کی اسطرح یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی کفایت کرتا ہے تجھکو خدا اور جو تابع ہین تیرے مسلمانون سے۔ اب حق تعالی نے یہان اپنے ساتھ شریک کیا مسلمانون کو کہ کفایت کرتا ہے اللہ اور مسلمان تجھ کو۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ نہ غم کھا اُنپر اور نہ تنگدل ہو اُنکے فریب سے وَلَا يَحْزُنْكَ

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۔ غمگین کرین تجھکو وہ لوگ جو دوڑتے
ہین کفر مین تحقیق نہ ضرر پہونچا سکینگے تجھکو کچھ اور کہین بند و بست فرمایا ہے امور خانگی کا اور تادیب
فرمائی ازواج مطہرات کی تو جانین کہ کسقدر عنایت الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر مبذول
ہے اِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ یعنی اگر تم دونو
غلبہ کروگی اسپر پس خدا کارساز ہے اسکا اور جبرئیل اور نیک بندے اور فرشتے بعد اسکے مددگار ہین ۔
اگر طلاق دیگا تمکو تو عنقریب رب اسکا بدلا دیگا بیویان اسکو بہتر تمسے ۔ یہان بھی حق تعالی نے اپنے
ساتھ حضرت جبرئیل علیہ السلام اور صلحائے مومنین رضی اللہ عنہم کو شریک فرمایا ہے ۔ غرض اس
قسم کی فضیلتون اور تسلیون سے تمام قرآن بھرا ہوا ہے ۔ اسیطرح احادیث صحیحہ مین ہے جیسے
صحیح مسلم مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انا اکثر الانبیاء تبعًا انا اول من یقرع
باب الجنة انا سید ولد ادم یوم القیمة وانا اول من ینشق عنه القبر واول شافع
واول مشفع یعنی امت میری سب نبیون سے زیادہ ہوگی اور پہلے دروازہ جنت مین کھلواونگا
اور مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور مین پہلے قبر سے اٹھونگا اور سب سے پہلے مین شفاعت
کرونگا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی ۔ اور فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ فضیلت
دیگئی ہے مجھے نبیون پر چھ چیز مین اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی
الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهورا وارسلت الی الخلق كافة وختم لی النبوة
یعنی عطا کیا گیا ہون مین جامع کلمات اور فتح دیا گیا ساتھ رعب کے اور حلال ہوا مال غنیمت واسطے
میرے اور کیگئی زمین مسجد اور پاک کنندہ واسطے میرے اور بھیجا گیا مین طرف تمام خلقت کے اور
ختم ہوئی مجھ پر نبوت اور بخاری و مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعة وبینما انا نائم رایتنی اوتیت
بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی یعنی دیا گیا مین شفاعت اور مین سوتا تھا کہ دیکھا مین نے
کہ دیا گیا مین کنجیان خزانون زمین کی پس رکھی گئین میرے ہاتھ مین اور صحیح مسلم مین ہے ان
الله زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها وان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها و
اعطیت الکنزین الاحمر والابیض تحقیق اللہ نے بیش کی مجھ پر زمین پس دیکھا مین نے مشرقون

اور مغلوب اُسکے کو اور البتہ امت میری پہونچیگی عنقریب ملکون اُسکے کو جو بیش کی گئی تھی مجھ پر اور دیا گیا
میں دونو خزانے چاندی اور سونے کے - اور ترمذی میں ہے بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من
نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وانا حبیب اللہ ولا فخر وانا اکرم الاولین و
الآخرین ولا فخر یعنی قیامت کو میرے ہاتھ میں ہوگا جھنڈا حمد کا اور نہیں کہتا ہون فخر سے بلکہ
بیان واقعی ہے اور نہیں کوئی نبی آدم اور سوا اسکے مگر ہونگے نیچے جھنڈے میرے کے اور میں دوست
خدا ہون اور نہیں کہتا تکبر سے اور میں بزرگ زیادہ ہون سب اگلون اور پچھلون کا اور نہیں کہتا تکبر
سے - دارمی میں ہے وانا قائد المرسلین ولا فخر وان اللہ وعدنی فی امتی واجارھم من
ثلث لا یعمھم بسنۃ ولا یستاصلھم عدو ولا یجمعھم علی الضلالۃ وانا اول الناس
خروجاً اذا بعثوا ومستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا یئسوا لکرامۃ والمفاتیح
یومئذ بیدی ولواء الحمد بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم
کانھم بیض مکنون فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میں راہبر ہون رسولون کا اور نہیں کہتا فخر
سے اور البتہ وعدہ کیا ہے اللہ نے مجھ سے میری امت کے باب میں اور بچایا اُنکو تین باتون سے
ایک یہ کہ نہ ہلاک کریگا اُن سب کو قحط سے اور دوسرے یہ کہ نہ جڑ سے کھودیگا اُنکو دشمن تیسرے
یہ کہ نہ متفق ہونگے گمراہی پر اور میں سب سے پہلے نکلونگا جب اُٹھائے جائینگے لوگ اور طلب شفاعت
کرنے والا ہونگا لوگون کے واسطے جب بند کئے جائینگے اور میں خوشی سناؤنگا لوگون کو جب ناامید
ہونگے بخشش سے اور کنجیان میرے ہاتھ میں ہونگی اُسدن اور جھنڈا حمد کا میرے ہاتھ میں ہوگا
اور میں بزرگتر اولاد آدم ہونگا خدا کے نزدیک دوڑینگے ہزار خادم میرے روبرو گویا کہ وہ سفید
موتی ہین نادر - اور ترمذی میں ہے اکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش
لیس احد من الخلائق ذلک المقام غیری واذا کان یوم القیمۃ کنت امام النبیین
وصاحب شفاعتھم ولا فخر فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا جاؤنگا میں لباس حلہ
ہائے جنت سے پھر کھڑا ہونگا میں دائیں طرف عرش کے نہ ہوگا کوئی خلائق سے کہ کھڑا ہو اُس
جگہ پر سوا میرے اور جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا میں امام نبیون کا اور شفاعت کرنے والا اُنکی
اور نہیں کہتا ہون فخر کی راہ سے بلکہ بیان واقعی ہے - اور ترمذی میں ہے لا تمس النار

مسلمار انی اور ای من رانی یعنی نہ چھوئیگی آگ کسی مسلمان کو کہ دیکھا اُسنے مجھکو یا دیکھا اُسکو جسنے مجھے
دیکھا تھا اور جنگ بدر مین فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ھذا مصرع فلان ووضع یدہ
علی الارض ھٰہنا وھٰہنا فما ماط احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلعم رواہ مسلم یعنی یہ
جگہ مرنے فلان شخص کی ہے اور یہ جگہ مرنے فلان کی اور رکھا ہاتھ اپنا زمین پر کہ اِس جگہ اور اِس جگہ پس نہ
مرا کوئی غیر جگہ ہاتھ رکھنے رسول خدا صلعم کے پس یہ خبر آیندہ اظہار اُسی علم اولین اور آخرین کا تھا۔
اور ابی وقاص رض سے روایت ہے صحیح بخاری اور مسلم مین کہ جبرئیل اور میکائیل دونو داہنے اور بائین
رسول خدا صلعم کے اشد قتال کرتے تھے بدر کے دن۔ غرض اس قسم کی عظمت اور بزرگی سے تمام
کتب حدیث بھری ہوئی ہین اور معجزات آپکے حد سے زیادہ ہین کسکو طاقت ہے کہ تمام لکھ سکے۔
چنانچہ صحیح بخاری مین ہے کہ ساڑھے تین سیر آٹا جَو کا تھا اور سالن ایک ہنڈیا مین کہ تھوکا آپنے
اُس آٹے مین اور سالن مین بھی اور دعائے برکت کی اور کھا روٹی پکاؤ اور ایک ہزار آدمی نے خندق
کی لڑائی مین کھایا پیٹ بھر کر اور بچ رہا۔ یہ سب برکت آپکے تھوکنے اور دعا کی نہ تھی تو کیا تھا۔
اور اسطرح پر فراخی دعوت تنگ بہت بار آپسے ہوئی۔ اور اسیطرح نکلنا پانی کا آپکی انگلیون سے
جب ہاتھ پیالہ پانی مین رکھا کہ وہ پانی تمام لشکر کو کافی ہوا اور سوا اسکے صدہا معجزات ہین چنانچہ
کشش باران مین خطبہ کے وقت ایک اعرابی نے کہا کہ ہلک المال وجاع العیال پس بمجرد ہاتھ
اُٹھانے کے واسطے دعا کے پہاڑ بدلی کے اُٹھے اور ہفتہ بھر برابر مینہ برسا کہ پھر جمعہ کو اُس اعرابی
نے کہا کہ مکانات منہدم ہوے پھر آپنے دعا کی کہ آلٰہی گرد مدینہ کے برسے ہمپر نہ برسے اُسیوقت دھوپ
نکل آئی۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے یہ اثر کسکی زبان کو ہے سوائے نیک بندون
کے انبیا اور صلحا سے۔ پھر اُنسے کیونکر طلب دعا نہ کیجائے۔ اور اُحد کے دن بُلایا ایک درخت کو چلا آیا
کہا چلا جا چلا گیا۔ اور اسیطرح درخت کیکر کو جب واسطے ادائے شہادت کے بُلایا آپکے روبرو آکر
تین مرتبہ گواہی رسالت پر دی اعرابی منکر رسالت کے سامنے۔ جب فرمایا چلا جا چلا گیا۔ رواہ الدارمی
اور سلام علیک کہنا احجار اور اشجار کا متواتر حدیثون مین موجود ہے۔ اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایسی باتین
ہوئی ہین جیسے روشن ہونا عصا اُسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر کا اور زیادہ ہوتے جانا طعام حضرت
ابوبکر صدیق رض کا۔ رواہ البخاری۔ اور سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھول گئے تھے رستہ

لشکر کا زمین روم مین پھر ڈھونڈھتے پھرتے تھے لشکر کو کہ شیر ملا پس کہا سفینہ نے کہ اے شیر مین غلام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور حال میرا ایسا ایسا ہے پس پیش آیا شیر واسطے اُنکے دم ہلاتا
ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا کھڑا ہوا پہلو مین اور پہونچایا لشکر تک رواہ فی شرح السنۃ - اور حضرت عمر رض نے
خطبہ مین پکارا یا ساری الجبل اور وہان لشکر والون نے سُنا - رواہ البیہقی - اور جو کوئی کسی مسلمان سے
اللہ کے واسطے محبت رکھے اُسکے لئے فرمایا ہے رسول خدا صلعم نے کہ جانتے ہو تم کونسا کام خدا
کے نزدیک بہت بہتر ہے کسینے کہا نماز کسینے کہا جہاد کسینے کہا زکوٰۃ آپنے فرمایا کہ بہترین کامون کا
محبت ہے واسطے خدا کے - رواہ ابوداؤد - اور فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ نہین دوست رکھتا کوئی
کسی بندہ کو واسطے خدا کے مگر بزرگی دیتا ہے اُسکو اللہ رواہ احمد - اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بندے ہین اللہ کے کہ نہ نبی ہین نہ شہید اور رشک کرینگے اُنپر انبیا اور شہدا قیامت مین - کہا
صحابہ رض نے خبر دیجئے ہمکو کون ہین وہ فرمایا محبت رکھنے والے بسبب رحمت خدا کے بے رشتہ
داری اور بے امید مال قسم ہے اللہ کی مونہہ اُنکے نورانی ہونگے اور نور کے منبرون پر ہونگے اور
نہ خوف کرینگے جب خوف مین ہونگے لوگ اور پوچھا ابوذر رض نے رسول خدا صلعم نے کہ کونسی دستاویز
ایمان کی مضبوط ہے کہا کہ خدا اور رسول دانا ہے فرمایا دوستی رکھنی واسطے اللہ کے - اور روایت
ہے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جنت مین ستون ہین یاقوت کے اوراُنپر غرفہ زبرجد
کے اور دروازے کشادہ روشن مانند ستارون درخشان کے پس پوچھا کون رہینگے اُسمین فرمایا
دوستی کرنے والے واسطے خدا کے اور فرمایا ہے کہ حشر آدمی کا اُسکے ساتھ ہے جسکو دوست رکھے
پس جب مطلق دوستی کا مسلمانون سے واسطے خدا کے یہ حال ہے تو دوستی انبیا اور صلحا سے واسطے
خدا کے کونسا عمل بہتر ہوگا اس سے - پس لازم ہے ہر مسلمان کو کہ دوستان خدا سے محبت للہ پیدا
کرے اور اُسپر مضبوط رہے نہ یہ کہ قطع کرے محبت خدا اور رسول سے اور دوستان خدا سے اور داخل ہو
اس آیت مین وَيَقْطَعُونَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ چنانچہ تفسیر عزیزی مین ہے کہ ایک قطع تعلق
روح کا ہے کہ عالم ملکوت وجبروت سے بسبب غرق ہونے کے محبت اور شہوت دنیا مین - دوسرے قطع تعلق
انبیا اور مرشدون اور اغطون سے بسبب مصاحبت کفار اور منافقین اور مبتدعین کے اور سماعت
اُنکے شک اور شبہون کی اور صحابہ اور اہل بیت کی محبت اور تعظیم کے ساتھ مامور ہین ہم بلکہ تمام عرب

کی محبت کے ساتھ حکم ہے اور صلحائے مومنین داخل ہین انہین کے حکم مین جیسے فرمایا ہے لاتسبوا
اصحابی۔ متفق علیہ یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو اور اصحابی امنة لامتی اور نسائی مین ہے
اکرموا اصحابی فانھم خیارکم یعنی تعظیم اور توقیر کرو میرے اصحاب کی زندگی مین اور بعد موت کے
کہ وہ برگزیدہ امت ہین۔ اور ترمذی مین ہے کہ جسنے دوست رکھا انکو پس میری محبت سے دوست رکھا
اور جسنے بغض کیا اُسنے مجھ سے بغض کیا اور جسنے اذیت دی انکو مجھے اذیت دی اور جسنے مجھے اذیت
دی خدا کو ایذا دی اور جسنے خدا کو ایذا دی پکڑا جاویگا کہ فرمایا ہے حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ
اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا یعنی جو لوگ ایذا
دیتے ہین خدا اور رسول اُسکے کو لعنت کی ہے اللہ نے اُنپر دنیا اور آخرت مین اور تیار کیا ہے اُنکے
لئے عذاب ذلت کا اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے فرمایا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ اور انت منی وانا منك اور من
کنت مولاہ فعلی مولاہ اور وھو ولی کل مؤمن اور انت اخی فی الدنیا والاخرة اور وانا دار
الحکمة وعلی بابھا اور لایحب علیا منافق ولایبغضہ مؤمن اور من سب علیا فقد سبنی اور
امر بسد الابواب الاباب علی یعنی تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور تو مجھ سے ہے اور
مین تجھ سے۔ اور جسکا مین مولا ہون اُسکا علی مولا ہے۔ اور وہ ولی ہے ہر مسلمان کا اور تو بھائی ہے
میرا دنیا اور آخرت مین اور مین گھر ہون حکمت کا اور علی دروازہ اُسکا ہے۔ اور نہین دوست رکھنے کا
علی کو منافق اور نہین بغض رکھنے کا اُس سے مسلمان۔ اور جسنے برا کہا علی کو پس تحقیق برا کہا مجھکو اور
حکم کیا ساتھ بند کرنے دروازون کے مگر دروازہ علی مرتضیٰ رض کا۔ اور اسیطرح حجة الوداع مین فرمایا ہے
انی تارك فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل
ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیھما۔ رواہ الترمذی یعنی مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کروگے تم
ساتھ اُسکے ہرگز نہ گمراہ ہوگے۔ ایک اُن دونو نکا بڑا ہے دوسرے سے۔ کتاب اللہ کی رسی لٹکی
ہوئی ہے آسمان سے زمین تک اور قرابتی میرے اہل بیت میرے نہ جدا ہونگے یہ دونو یہانتک کہ
آوین دونو میرے پاس حوض پر پس دیکھو کسطرح معاملہ کرتے ہو بیچ ان دونو کے بعد میرے۔ غور

گویں اس عظمت میں کہ تمسک کو ساتھ اہل بیت کے برابر قرآن کے فرمایا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ
اور حضرت فاطمۂ زہرا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی نسبت فرمایا ہے انا حرب لمن حاربہم
وسلم لمن سالمھم یعنی میں لڑنے والا ہوں جو لڑے اُنسے اور صلح کرنیوالا ہوں جو صلح کرے اُنسے اور
فرمایا ہے احب اللہ من احب حسینا وحسین سبط من الاسباط وحسین منی وانا من حسین
وان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وفاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ یعنی دوست
رکھا خدا کو جسنے دوست رکھا امام حسین کو اور جناب امام حسین سبط ہیں اسباط سے اور جناب امام حسین
مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور تحقیق امام حسنؓ اور امام حسینؓ سردار ہیں جوانوں جنت کے اور حضرت
فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا سردار ہیں عورتوں اہل جنت کی اور فرمایا ہے وان مثل اھل بیتی فیکم
مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک یعنی اہل بیت میری مانند کشتی
نوح کے ہیں کہ جو سوار ہوا اُسمیں نجات پائی اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا اور وجہ نجات کی اور تخصیص
اہل بیت کی ساتھ اس فضیلت کے تفسیر عزیزی میں دیکھنی چاہیئے جو آیۂ حملناکم فی الجاریۃ میں لکھا
ہے کہ نجات ثقل گناہوں سے ممکن نہیں بدون توسل ایسے لوگوں کے کہ اپنے دلکو ظرف لطف مثل
لکڑی کے کہ اُسمیں ہوا تخلخل ہے بنایا ہو پس اُنکے دل میں اپنی گنجایش پیدا کرے اور اُنکی متابعت
اور محبت میں دل وجان سے کوشش کرے اور اس امت کے لئے وہ ظروف لطیفہ اہل بیت رسول اللہ
صلعم ہیں کہ اُنکی محبت اور متابعت سے صورت نجات ہے اور دور کرنے ثقل گناہوں میں حکم تریاق کا
رکھتی ہے اور حضرت عباسؓ کے لئے فرمایا ہے من اذی عمی فقد اذانی لا یدخل قلب رجل
الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ - رواہ الترمذی یعنی جسنے ایذا دی میرے چچا کو البتہ مجھے ایذا
دی نہیں داخل ہوگا ایمان کسی کے دل میں جب تک نہ دوست رکھے تمکو واسطے اللہ اور رسول کے
اور فرمایا ہے اٰیۃ الایمان حب الانصار واٰیۃ النفاق بغض الانصار اور فرمایا ہے لکل نبی
سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر - رواہ الترمذی اور فرمایا ہے بہ نسبت
اہل بیت کے من احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم الغرض ثابت ہے
قرآن اور حدیث سے کہ بغیر محبت خدا اور رسول کے ایمان نہیں حاصل ہوتا ہے اور مامور ہیں ہم ساتھ
محبت اور تعظیم اہل بیت اور اصحاب رسول اللہ صلعم کے بلکہ تمامی قریش اور عرب کے چنانچہ روایت

کیا ہے بیہقی نے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و
کلام اھل الجنة عربی یعنی دوست رکھو عرب کو تین سبب سے کہ مین عربی ہون اور قرآن عربی ہے
اور کلام اہل جنت عربی ہے - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ منسوب ہے ساتھ جناب آنحضرت
صلعم کے اُس سے محبت رکھنی اور اُسکی توقیر اور تعظیم کرنی چاہئیے اور داخل ہین اصحاب اور آل
مین تمام اتباع صلحا کہ اُنکی توقیر اور تکریم بھی داخل ہے اسی مین اسلئے کہ پیغمبر خدا صلعم بنفس نفیس دعا
فرماتے تھے کہ الٰہی عطا کر مجھے محبت اپنی اور اپنے دوستون کی اور اُس چیز کی جو قریب کرے تیری محبت
سے اور احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ یعنی بہت دوست کامونکا خدا کے نزدیک محبت کرنی
ہے واسطے اللہ کے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ اسرار المحبة مین لکھا ہے المحبة
مع الاحیاء الحاضرین نافعة عاجلا و اجلا واما مع الاموات فنافعة فی الاجل بشرط
الاھلیة والایمان واما فی العاجل فیشترط دوام التوجه وتخلیة القلب معه فی الخلوات
وملاومة ذکرہ وکثرة الدعاء له والبر معه بارسال الثواب الیه والاحسان الی اھله فلک
کثیرا ما یفتح باب الاویسیة ویعطی منفعة الصحبة اور ظاہر ہے کہ علما اور صلحا سے کچھ محبت
اُنکی صورت اور مالداری سے نہین ہوتی فقط للہ واسطے تعظیم اور محبت خدا کے ہوتی ہے اور جو کوئی کسیکو
دوست رکھتا ہے تو اُسکے گھر والون اور غلام اور اُسکے ملنے والون کو اور جس کسی سے اُسکو دوستی ہو سب
کو دوست رکھتا ہے اور سلوک کرتا ہے اور ہدیہ اور تحفہ بھیجتا ہے اور یہ سب دلیل اُسکی محبت کی ہوتی
ہے نہ اُنکی تعظیم اور توقیر اور سلوک باعث خفگی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے چنانچہ جس کسی پر کہ عنایت بادشاہ
اور حاکم ہوتی ہے سب اُسکے پاس جاتے ہین اور سلام کرتے ہین اور تحفہ تحائف بھیجتے اور عظمت اور
توقیر کرتے ہین اور یہ امر موجب رضامندی بادشاہ ہوتا ہے اور اس بات کو بادشاہ اپنی عظمت اور
توقیر تصور کرتا ہے کبھی یہ نہین کہتا کہ اُسکو کیون سلام کیا اور کیون ہدیہ بھیجا اور کیون اُسکے پاس
گئے تمنے اُسکو میرے برابر کردیا بلکہ جو چیز اُسکے ساتھ منسوب ہو اُسکی تعظیم داخل اُسکی تعظیم کے ہے
جیسا مشہور ہے کہ مجنون سگ کوچہ لیلی کی کیسی عظمت کرتا تھا بسبب لیلی کے کہ اُسکی گلی کا رہنے
والا ہے اب دیکھیے آدمی کو اپنی اولاد اور بیویون سے کہ فقط محبت طبعی ہے کسقدر کھلانے پہنانے مین
ایثار کرتا ہے کہ اچھا کپڑا اور میوہ اور کھانا بے اُنکے کھلائے پہنائے نہین کھاتا پہنتا ہے اور اگر موجود

نہین ہوتے انتظار کرتا ہے یا رکھ چھوڑتا ہے یا بسبیل ڈاک بھجواتا ہے اسیطرح بعض دوستون
سے یہی حال ہوتا ہے اور اسیطرح بعض امراء سے کہ محبت دنیا فقط نوکری یا سعی کی ہوتی ہے
کسقدر حاضر باشی اور سلام اور بھیجنا تحائف کا اور اطاعت اُنکی کرتا ہی پس محبت اور اطاعت انبیا اور اولیا اور
اور اہل بیت کہ باعث دخول جنت اور سعادت ابدی اور موجب حشر کا ہے اُنکے ساتھ جیسا کہ بخاری
اور مسلم مین ہے المرء مع من احب اور جب کہا ایک آدمی نے کہ مین اللہ و رسول کو دوست رکھتا
ہون تو فرمایا آنحضرت صلعم نے انت مع من احببت اور مسلم مین ہے کہ این المتحابون بجلالی الیوم
اظلہم فی ظلی کہ کہان ہین دوستی رکھنے والے آپسمین بسبب میری بزرگی کے آجکے دن تو کہ جگہ
دون مین اُنکو اپنے سایہ مین کسطرح چھوڑنی چاہیئے آور بعض نادان کہتے ہین کہ محبت غیر خدا شرک
ہے پس اول تو محبت انبیا اور صلحا واسطے خدا ہی کے ہوتی ہے نہ واسطے مال اور رشتہ داری کے
اور یہ قول اُنکا رد ہے حدیث صحیح سے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے لا انی لا ارجو لامتی فی حبھم
لابی بکر و عمر کما ارجو لھم فی قول لا الہ الا اللہ اور حدیث ہے کہ حب ابی بکر و عمر ایمان و
بغضہما کفر اور جب محبت اور تعظیم اور اتباع انبیا اور صلحا جزء ایمان اور باعث حشر کا ہے اُنکے ساتھ
تو لازم ہے ہر مسلمان کو کہ پیدا کرے محبت اُن لوگون کی اور زیادہ بڑھاوے اُسکو اور قطع نکرے
اور طریقہ ازدیاد محبت کا حدیث شریف مین ہے تھادوا تحابوا یعنی ہدیہ اور تحائف بھیجو اور محبت
پیدا کرو اور جب اموات سے ظاہر مین یہ عمل نہین ہو سکتا ہے کہ اُنکو عین تحائف اور اموال سے نفع پہونچے
جیسا تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ چون مردہا بعد از مفارقت اینجہان قابل انتفاع بعین المال نماندہ
اند طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنین قرار یافت کہ ثواب اموال را کہ بمستحقان میرسانند
بآنہا عائد سازند۔ پس ثواب اُسکا البتہ دیگر اُنکو پہونچانا ممکن ہے۔ اور حدیثون مین پہونچنا ثواب ہر عمل
نیک کا ثابت ہے جسکی طرف سے کرے اُسکو پہونچتا ہے اور اُسی کو عرف ہندوستان مین نذر
اور نیاز بزرگون کی کہتے ہین اگرچہ اصطلاح شرع مین نذر بمعنی ایجاب غیر واجب تقربًا الی اللہ ہے
جیسے کہ مولوی رفیع الدین صاحب مرحوم نے رسالہ نذور مزارات مین لکھا ہے کہ جو کچھ بزرگون کے سامنے
لیجاتے ہین اُسکو عرف مین نذر اور نیاز کہتے ہین اور نذر لغت مین بمعنی عہد اور پیمان کے ہے
پس نذر اولیا کے معنی اقرار اور پیمان اولیا سے ہوئے کہ اسقدر ثواب یا اس چیز کا ثواب اسطرح پر اُنکو

نہونچائین گے اور کچھ کہنے اس لفظ مشترک سے حرمت وغیرہ لازم نہین آتی کہ صبا نا بجائے سلمنا
شاہد اسکا موجود ہے اور یہ طریقہ علما اور مشائخین سلف نے واسطے پیدا کرنے محبت صلحا اور بڑھانے
محبت کے ساتھ صلحا کے تا کہ حشر اُنکے ساتھ ہو اور اگر وہ دعا کرین تو باعث مغفرت اور تسکین ہو
دونو جہان مین بحکم اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ اور پہونچانے نفع کے فقراء مسلمین کو طعام وغیرہ سے
اور حاصل کرنے منفعت کے اُنسے مقرر کیا ہے اور برکات اس عمل کی بہت ہوتی ہین کہ نفع ہے
سب طرح سے زندون کو اور مُردون کو ثواب اور طعام اور دعا سے اور زیادہ ہوتی ہے عظمت اور
محبت خدا کی بسبب محبت اور تکریم انبیاء اور صلحا کے اور توقع مضبوط ہوتی ہے حشر کی اُنکے ساتھ
پس جب دیکھا شیطان نے اُسکو ایسا عمل خیر کہ سب طرح مفید ہے اور وہ دشمن قدیمی بنی آدم ہے
پس ڈالے اُسمین وسوسے طرح طرح سے - اوّل یہ کہ اس عمل کو شرک قرار دیا حالانکہ ایمان اور شرک
نام اعتقاد کا ہے کوئی فعل بے اعتقاد اور نیت کے شرک نہین ہوتا ہے اہل سنّت کے ہان جیسے
کہ آگے بیان ہوگا - دوسرا لفظ نذر مین کہ مشترک ہے (معنی عرفی اور اصطلاحی مین) وسوسہ ڈالا کہ
نذر لغیر اللہ حرام ہے اور نہین دیکھتے قرآن مین کہ لفظ ضلالت کا شرع مین گمراہی کفر پر بولا گیا
ہے جیسے کہ یُضِلُّ بِهٖ کَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ کَثِیْرًا مثل اسکے بہت جگہ ہے اور حضرت یعقوب
علیہ السلام کی نسبت کہا ہے اِنَّكَ لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ اور یہان گمراہی کفر مراد نہین ہے
اور ایسا ہی لفظ سید ہے کہ خدا تعالیٰ کو کہتے ہین حدیث ہے السید ھو اللہ اور سید القوم سردار کو
بھی کہتے ہین اور اسیطرح لفظ صلاۃ کے معنی صلاۃ الناس نماز اور نیاز کے ہین اور صلاۃ اللہ بمعنی
رحمت خدا ہے اسیطرح نذر کے شرعی معنی نذر اولیا مین مراد نہین ہین اور بعض کے دلمین اسطرح وسوسہ
آیا کہ نذر اور نیاز بزرگون کی لوگ یہ جانکر کرتے ہین کہ اُنکو ادراک اور شعور ہے اور قدرت و تصرف
رکھتے ہین مثل زندون کے نفع و نقصان پہونچانے مین اور یہ شرک ہے - اول تو ایصال ثواب
واسطے نفع رسانی کے ہے شرع مین اموات کو اور نفع بے ادراک و شعور ممکن نہین اور زندے
اور مردے غیر خدا ہونے مین برابر ہین جب زندون کو ہدیہ اور تحفہ نذر کرنا شرک نہین بامید نفع و
نقصان کے تو مردون کو شرک کہان سے ہوا اور مردہ بمعنی بے ادراک و شعور کے جسم ہے روح کو
فنا نہین عذاب قبر کہ منکر اُسکا ملحد ہے عین دلیل ادراک و شعور ہے واسطے مردون کے ورنہ

بذاب کسپر ہوا اور روح مثل فرشتون کے ہے جیسے حدیث ابن ماجہ مین فرمایا آنحضرت صلعم نے ۔
ان اروالح المؤمنین فی طیر اور حضرت جعفر کے لئے فرمایا ہے یطیر مع الملائکۃ اور حضرت جبرئیل
کو روح القدس اور روح الامین کہتے ہین اور ملائکہ قدرت افعال پر رکھتے ہین زندہ آدمیون سے زیادہ
ویسے ہی روح کو قدرت افعال پر ہے چنانچہ بیان اسکا مع دلائل اور اقوال ایمۂ سلف آویگا
آئندہ اِس رسالہ مین اور بعض کو یہ وسوسہ ہوا کہ فاتحہ اور نذر بزرگون مین اسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ
دن ناغہ نہو گویا اُسدان کو مثل اوقات نماز کے فرض سمجھتے ہین اس سبب سے یہ معذور ہے پس کچھ تعین
وقت شرع مین حرام اور منع نہین ہے چنانچہ اکثر شادیون مین دن مقرر کرکے اطلاع دیتے ہین اور پھر
اُسدن کا کمال اہتمام رہتا ہے کہ ناغہ نہو کوئی اس تعین کو منع نہین کرتا اور تعین یوم سوم بسبب کتنے فائدون
کے ہے ایک یہ بھی ہے کہ نیک آدمی بہت سے جمع ہون اور ثواب تلاوت اور ذکر زیادہ ہو اور بھی
فائدے ہین اور اہتمام نہ ناغہ ہونے دن سے یہ بات لازم نہین آتی ہے کہ اُسکو رکن یا شرط اس
کام کا سمجھتے ہین چنانچہ بہت نفل اور سنتین ہین کہ اکثر لوگ اُسکا کمال اہتمام رکھتے ہین اور فرض
نہین سمجھتے نہ کوئی فرض کا اہتمام سمجھ کر منع کرتا ہے کہ انکو ناغہ کرو فرض کے ساتھ نہ پڑھو اور وظائف
شبانہ روز کے لیئے حدیثون مین بہت تاکید ہے کہ اپنے وقت پر ادا کرے اگر شب کا وظیفہ ناغہ
ہو دنکو پورا کرے چنانچہ اسکا بیان بھی مشرح آگے آویگا اور بعض کو یہ وسوسہ دل مین آیا کہ زائرین
بوسہ لیتے ہین اور طواف وغیرہ کرتے ہین اور یہ فعل حرام اور شرک ہین پس کہتے ہین ہم کہ کوئی
فعل بے اعتقادِ الوہیت شرک نہین ہے یہ غلطی فہم ہے ہان علمائے سلف کو ان کامون
مین اختلاف ہے بعض مباح کہتے ہین اور بعض مکروہ نہایت کار یہ ہے کہ ان افعال سے منع
کیا جاوے نہ یہ کہ ہدایت ترک فاتحہ کی کیجاوے اگر کوئی شخص نماز اسطرح پڑھے کہ تعدیل
ارکان نہ ہوتی ہو یا کوئی عمل کثیر نماز مین کرتا ہو اُسکو ہدایت کرنا چاہیئے کہ تعدیل ارکان کرے
اور عمل کثیر سے باز رہے کہ اِس سے نماز نہین ہوتی نہ یہ کہ اُسے ہدایت کیجاوے کہ تو ایسی
نماز پڑھنے سے نماز پڑھنا ہی موقوف کر یہ کام اہل ہدایت اور ارشاد کا نہین ہے اور بیان
بوسہ اور طواف کا آگے آویگا غرض شیطان بہرحال دشمنِ انسان ہے بعضون کو یہانتک
تعظیم انبیا اور اولیا مین گرفتار کیا کہ قائل الوہیت کے ہوکر گمراہ ہوے اور بعضون کو اسقدر

منکر انکی بزرگی اور قرب الٰہی سے کیا کہ درپے اہانت اور تحقیر انکے ہو کر ضلالت مین پڑے -
پس جب آگاہ کرنا امر نیک وبد پر فرض کفایہ تھا لہذا تحقیق معنی شرک وبدعت اور بعض مسائل
متعلقہ اسکے کہ جنمین فی زماننا ان لوگون کو التباس اور اشتباہ پڑا ہے قرآن وحدیث سے
موافق اقوال علماے اہل سنت کے واسطے ہدایت عوام کے لکھے ہین - واللہ یہدی من یشاء الی
صراط مستقیم اول عقائد باطلہ نجدیہ سے یہ ہے کہ افعال اور اعمال کو داخل حقیقت ایمان مثل
تصدیق کے سمجھتے ہین جیسے کہ معتزلہ اور خوارج افعال کو رکن ایمان جانتے ہین اور مذہب جمہور
اہل سنت جماعت یہ ہے کہ رکن ایمان کا تصدیق قلبی ہے اور اقرار شرط اجراے احکام ہے
دنیا مین اور بعض کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے مگر اقرار محتمل سقوط ہے
جیسے گونگے اور مکرہ مین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین ہے ھذا الذی ذکر من ان الایمان
ھو التصدیق والاقرار مذھب بعض العلماء وجمہور المحققین الی انہ التصدیق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا لان التصدیق بالقلب امر
باطن ولا بد لہ من علامۃ فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فھو مؤمن عند اللہ
وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق
فھو بالعکس فقط اور ایسا ہی ثابت ہوتا ہے قرآن سے کہ ایمان نام تصدیق قلبی کا ہے نہ اقرار
زبانی کا جیسے فرمایا ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ
یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ یعنی منافق اقرار جھوٹا
کرتے ہین تصدیق قلبی نہین کہ ایمان ثابت ہو پس عمل رکن حقیقت ایمان کا نہین ہے مگر مجازا
اطلاق ہوتا ہے جیسے بال اور ناخن کہ جزء بدن کہتے ہین اور انکے معدوم ہونے سے بدن معدوم
نہین ہوتا ہے پس مرتکب کبیرہ مذہب اہل سنت مین مؤمن ہے اور خوارج کافر جانتے ہین اور
معتزلہ نہ مومن نہ کافر جیسا شرح عقائد نسفی مین ہے والکبیرۃ لاتخرج المؤمن من الایمان
خلافا للمعتزلۃ حیث زعموا ان مرتکب الکبیرۃ لیس بمؤمن ولا کافر وھذا ھو المنزلۃ
بین المنزلتین بناء علی ان الاعمال عندھم جزء من حقیقۃ الایمان ولا یدخلہ فی
الکفر خلافا للخوارج فانہم ذھبوا الی ان مرتکب الکبیرۃ بل الصغیرۃ ایضا کافر وانہ

لا واسطة بين الايمان والكفر اور معتزلہ ابطال مذہب اہل سنت نیز اثبات دلیلین آیات
اور حدیث سے ذکر کرتے ہین اور اہل سنت اُسکا جواب دیتے ہین چنانچہ یہ تمام سوال اور
جواب شرح مواقف مین موجود ہین اُسی مین سے یہ آیت ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ
بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ اور جواب یہ ہے کہ یہان ایمان بمعنی لغوی مراد ہے نہ ایمان مصطلح
وعن ابن عباس في تفسير هذه الآية ان سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن
الله فذلك ايمانهم وهم يعبدون غيره فذلك شركهم اخرجه البخاري وغيره
اور یہ بیان ہے حال مشرکین عرب کا نہ واسطے آئندہ کے لئے اور تمام آیۃ یہ ہے وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ
وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ وَكَأَيِّنْ
مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ
بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ہ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ اور جواب یہ ہے کہ نہ حکم کرے تمام حکم الٰہی کے موافق یعنی جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے
کسی پر حکم نکرے یا مراد ما انزل اللہ سے توریۃ ہے بقرینہ ماقبل پس یہ آیت مخصوص ہے ساتھ یہود کے غرض
اکابر اہل سنت نے جواب معتزلہ اور خوارج انواع طرح سے دیا ہے اور کہین استدلال بمعارض قوی
کیا ہے پس جو آتین خوارج اور معتزلہ سند پکڑتے ہین وہی یہ نجدیہ بیان کرتے ہین اسی سبب سے ہر فعل کو
حرام ہو یا مکروہ شرک اور کفر کہتے ہین اور اکثر افعال پر حکم شرک اور کفر کا کرتے ہین بے شرط تصدیق مثل
خوارج کے کہ ہر مکروہ اور حرام کو کفر کہتے ہین جیسا کہ شرح مواقف مین ہے فقالت الخوارج كل معصية
كفر وقد ابطلناه اور حکم بکفر اہل قبلہ ہرگز جائز نہین اور نسبت بہ کفر کرنے مین کمال احتیاط لازم
ہے جیسا کہ بحر الرائق مین لکھا ہے روى الطحاوي عن اصحابنا لا يخرج الرجل من الايمان
الا جحود ما ادخله فيه ثم ما تيقن انه ردة يحكم بها وما يشك انه ردة لا يحكم بها
اذ الاسلام الثابت لا يزول بالشك مع ان الاسلام يعلو ولا يعلى اور خلاصہ وغیرہ مین
ہے جب ایک مسئلہ مین کئی وجہ تکفیر ہون اور ایک وجہ مانع تکفیر پس لازم ہے مفتی کو کہ اختیار
کرے وجہ منع تکفیر کو بسبب حسن ظن کے ساتھ مسلم کے اور تاتارخانیہ مین ہے کہ نہ تکفیر کیجائے
کلام محتمل سے اور قابل پرہیز کے ہے کہ فتویٰ دیا جائے مسلمان ساتھ کفر کے اور ممکن ہو کہ حمل

باقی ہی اور زندگی مین فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا - وَاضْرِبْ
لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا اور قدرت کسب فعال جوارح اور انواع افعال پر ثابت ہے قَدْ
خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ اور تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا - اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ - لِلَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ پس یہ صفات
انسان مین اور دیگر مخلوقات مین بھی مثل جنات اور ملائکہ اور ارواح مجردہ کہ مثل فرشتون کے
ہین اور اسی سبب سے فرشتون کو بھی روح کہتے ہین جیسے کہ جبرئیل علیہ السلام کو روح القدس اور
روح الامین کہتے ہین پائی جاتی ہین مثلاً کہتے ہین فلان شخص اندھا بہرا نہین سب کچھ سنتا دیکھتا
ہے یا فلان ہرکارہ بیس کوس چلنے کی قدرت رکھتا ہے یا فلان پہلوان اگر ارادہ کرے پانچ من
بوجھ اُٹھا سکتا ہے اور یہ قدرت افعال فرشتون مین بنی آدم سے زیادہ معلوم ہوتی ہے
شریعت سے - جیسے چیخ حضرت جبرئیل ع سے ہلاک ہونا بعض بستی کفار کا حدیث مین وارد ہے
اور اشد قتال کرنا جبرئیل اور میکائیل ع کا بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور
بعض حدیثون مین مع اسلحہ بھی وارد ہے یا جیسے قرآن مین ہے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ
اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی ثابت رکھو اے فرشتو مسلمانون کو مقابلہ کفار مین
یا کہنا حضرت جبرئیل ع کا مریم ع سے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا اور اسیطرح بولتے ہین فلان شخص
اپنا نفع و ضرر خوب جانتا ہے اور امام اعظم فقہ مین بڑے عالم ہین اور کلام اور علم فرشتون کو
بھی ثابت ہے جیسے حضرت آدم ع کے باب مین کہا قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ
یَسْفِكُ الدِّمَآءَ اور ہونا علم لوح محفوظ کا حضرت اسرافیل ع کو احادیث صحیحہ سے ثابت اور
جبرئیل ع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر باتین پوچھی ہین اور اُنہون نے بتائی ہین پس
یہ صفات بنی آدم سب ایک دوسرے کو ثابت کرتی اور بولتے ہین اور آجتک باہم اسیطرح
گفتگو کرنے کو کسی نے شرک نہین کہا اور نہ منع کیا اسی سبب سے کہ کوئی صفات انسان وغیرہ مخلوق
کو بالذات اور عام مثل صفات حق تعالی کے نہین جانتا اور اسیطرح بادشاہ کے حکم کو بھی حکم کہتے
ہین اور اُسکے ماتحت لوگون کے فیصلہ کو بھی حکم کہتے ہین کہ فوجدار نے فلان مقدمہ مین یہ حکم
دیا اور دیوان نے یہ حکم لکھا اور تحصیلدار نے یہ حکم کیا اور کمشنر نے یہ حکم چڑھایا اور ہر چند بادشاہ

جانتا ہے مگر کبھی ممانعت نہین کرتا کہ انکے حکم کو حکم نہ کہو میرے حکم کی طرح بلکہ اُسکو اپنا ہی حکم سمجھتا ہے کہ وہ سب حکومتین پرتو اُسی حکومت کا ہے انکی رونق اور عزت اُسی حکومت کی رونق ہے اور سب لوگ یہی سمجھتے ہین کوئی حکم تحصیلدار وغیرہ کو برابر مرتبہ مین حکم بادشاہ کے نہین جانتا اسلیئے کہ حکومت بادشاہ اُنکی دی ہوئی نہین ہے بالذات ہے اور حکومت تھانہ او تحصیل ناقص ہے کمًا وکیفاً اسیطرح صفات ممکنات سب عارضی ہین خدا کے دیئے ہوے جب چاہے سلب کرلے اور صفاتِ آلٰہی سب بالذات اور مستقل ہین کسی کی دی ہوئی نہین دوسری صفات ممکنات سب ناقص متناہی ہین مثلاً سمع اور بصر انسان کی کیسی ہی کامل ہو مگر چیونٹی کے پانو کی آواز نہین سُن سکتا اور ساتوین زمین کے نیچے جو کچھ ہے نہین دیکھ سکتا ہے۔ یہی حال قدرت کا ہے کہ کیسا ہی پہلوان زبردست ہو پہاڑ نہین اُٹھا سکتا نہ زمین کو چیرڈالنے کی قدرت رکھتا ہے اور ایسا ہی حال علم کا ہے کہ جو چیز حواس ظاہری اور باطنی سے نہین معلوم ہوسکتی ہرگز نہین جان سکتا اور اہل علم کامل جانتے ہین کہ کیسا ہی کمال ہو مگر مجہولات اُس علم کے بہ نسبت معلومات زیادہ ہونگے مثلاً کیسا ہی طبیب ہو ہزارہا چیزون کے خواص مجہول ہونگے اور ہزار اسباب اور علامات امراض غیر معلوم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت جگہ لاادری فرمایا ہے غرض صفات انسان سب محدود ہین ایک حد تک کہ اُس سے زیادہ نہین ہوسکتی ہین اور ایسا ہی حال ملائکہ وغیرہ ممکنات کا ہے جیسے بھوک پیاس کی کیفیت فرشتون کو نہین معلوم نہ قیام قیامت کا علم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب صفات کامل ہین بکمال غیر متناہی یعنی کسی مرتبہ اور کسی حد پر محصور نہین پس ناقص کو برابر کامل اکمل اور عرضی کو برابر ذاتی مستقل کے کون سمجھتا ہے اگرچہ بولنے مین ایک لفظ دونو جگہ بولا جاوے پس حق تعالیٰ کو صاحب علم اور صاحب قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ اُسکی قدرت اور علم ذاتی ہین اور کامل حد سے زیادہ اور انسان اور جنات اور ملائکہ اور ارواح کو ذی علم اور قدرت کہنا یہ معنی ہین کہ اُنکا علم اور قدرت عرض ہین غیر مستقل اور ناقص بقدر استعداد محصور اور محدود پس ظاہر ہوا کہ بولنے الفاظ مشترکہ سے بلحاظ تفاوت معنی خدا اور مخلوق مین شرک لازم نہین آتا جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب مرحوم نے بھی تقویۃ الایمان مین لکھا ہے کہ السید ھواللہ حدیث ہے سید خدا کو بھی کہتے ہین اور سردار قوم کو بھی بتفاوتِ معنی پس یہا جیسے صفات آلٰہی۔

تمام انسان باہم ایک دوسرے پر بولتے ہین کوئی شرک نہین کہتا ایسے ہی اطلاق اِن صفات
کا ملائکہ اور ارواح اموات پر اُسی معنون مین شرک نہین ہو سکتا کہ باقی رہنا ارواح کا بعد مفارقت
شرع سے ثابت ہے اور تمام علما اور صلحا اِسکے قائل ہین چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ
عبدالعزیز صاحب اور شیخ عبدالحق صاحب محدث اور ملا علی قاری وغیرہ متقدمین علما نے بخوبی شرح
لکھا ہے کہ روح بعد مفارقت بدن بجمیع اوصافہ باقی رہتی ہے بلکہ روح صلحا کو ترقی ہوتی ہے اور
شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین کہ روح کو بُعد مانعِ ادراک نہین جیسے قوۃ بصر
زندون مین ساتوین آسمان کے ستارے دیکھتی ہے چنانچہ یہ سب اقوال علما کے اور محدثین
جو اس باب مین وارد ہوئی ہین آگے مذکور ہونگی مگر جو کہ زندون مین عارضی اور ناقص ہونا
اِن صفات کا محسوس ہر خاص و عام ہے اور ارواح اموات مین عوام کو کچھ معلوم نہین ہوتا
توہم ہوتا ہے کہ شاید اموات مین ان صفات کو ذاتی اور مستقل اور غیر متناہی مانند صفات
الٰہی کے سمجھین اور گرفتار ضلالت ہون لہذا بنظرِ حفظِ ایمان عوام اور دفع توہم کے اطلاق اِن
صفات کا روحِ اموات پر مصلحتاً بہتر نہین ہے واسطے عوام کے نہ کہ اطلاق اِن صفات کا روح
پر عموماً شرک ہے بلکہ جیسے زندون مین یہ صفات ہین روحِ اموات مین بھی ہین اگر شرک ہو
تو دونو جگہ برابر ہے اور نہین تو دونون جگہ نہین ہے جیسے زندون مین غیر ذاتی اور ناقص
ہین ویسے ہی روحِ اموات مین اگر کوئی کسی غیر خدا مین یہ صفات ذاتی اور کامل اور غیر متناہی
سمجھے شرک ہے زندہ ہو یا مردہ فرشتہ ہو یا جن وغیرہ جو اکثر اس مقام مین دھوکہ تھا لہذا تشریح
کی گئی ہے اور ارواح انسانی کو یہ صفات اس دنیا مین بھی بے وساطتِ حواس جسمانی حاصل ہین
مثلاً سوتے مین کہ حواس خمسہ معطل ہوتے ہین خواب مین آدمی دیکھتا ہے کسی زندہ یا مردہ کو اور
اُسکو پہچانتا ہے کہ فلان شخص ہے اور سبز یا سفید کپڑے ہین اور کچھ کہتا ہے اُنسے یا جو کچھ وہ کہتے ہین
سنتا ہے اور سمجھتا ہے - اور شاہ ولی اللہ صاحب اور اُنکے والد نے اپنے خواب لکھے ہین اُسمین بیعت
کرنا خواب مین اور دریافت کرنا بعض مسائل کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور دیگر اولیا سے ذکر
کیا ہے اور افعال بھی روحِ اموات سے مثل زندون کے ہوتے ہین کہ اولیا سے بتواتر منقول
ہین اسلئے کہ مردہ جسم ہے بسبب مفارقت روح کے اور روح باقی ہے شرعاً اور عقلاً جیسے قرآن

مجید مین ہے قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ہ اور حدیث مین ہے کہ جب اُٹھاتے ہین جنازہ لوگ پس اگر ہوتا ہے نیک کہتا ہے آگے لیچلو مجھکو اور اگر ہوتا ہے بدکار کہتا ہے افسوس کہان لیچلے مجھکو یسمع صوتہا کل شئ الا الانسان ولو سمع الانسان لصعق اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا محمد بن منکدر نے جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت اُنکی کے کہ اقرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا ام بشر نے کعب سے وقت موت اُنکی کے کہ اگر ملاقات ہو فلان سے میرا سلام کہنا اور جب کہا کعب نے کہ ہم حال مین مشغول ہونگے تو کہا ام بشر نے کہ اے کعب کیا نہین سُنا تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجرۃ الجنۃ قال بلی قالت فھو ذاک اور والنازعات کی تفسیر مین صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ ارواح دوستان خدا بعد موت کے مُدبّرات امر مین داخل ہوتی ہین یہ اُنہین کی قسم ہے غرض بہت آیتین اور حدیثین بقائے ارواح پر دلالت کرتی ہین اور بڑی دلیل ثبوت عذاب قبر ہے کہ منکر اُسکا ملحد ہے مگر اہانت کرنے والے دوستان خدا کے کہ درپردہ اہانت الٰہی کرتے ہین آگا پیچھا نہین دیکھتے ہین نہ اقوال علمائے سلف سنتے ہین اب بعض نادان کہتے ہین کہ خدا دور و نزدیک سے برابر سنتا ہے اور دیکھتا ہے ایسا کسیکو سمجھنا شرک ہے وہ لوگ غافل ہین معرفت الٰہی سے اور جاہل آیات قرآن سے اسلئے کہ خدا تعالیٰ جسم نہین کہ بظاہر دور و نزدیک کسی سے ہو دور اور نزدیک ہونا اشیا سے اسطرحپر خاصہ جسم کا ہے حق تعالیٰ سے قرب اور بُعد باعتبار مرتبہ کے ہے نہ بحسب ظاہر اور آیۂ قرآن شریف کہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ سے حق تعالیٰ کو ہر بشر کے ساتھ کمال قرب ہے اور ہر چیز کے ساتھ احاطہ بُعد کسی بشر اور کسی شئے سے نہین ہے پھر دور خدا کو کہنا اور نزدیک کہنا جسم ثابت کرنا ہے یا انکار کرنا ہے آیہ نحن اقرب الیہ سے اور یہ دونو باتین کفر ہین قائل اس کلام کا پہلے اپنی جہالت کفر سے توبہ کرے پھر اورون کو ہدایت کا مضائقہ نہین۔ اور جاننا چاہئے کہ بعض آدمی ایسے تیز سماعت اور بصارت ہوتے ہین کہ سو دو سو قدم کے فاصلہ سے بات سُن لیتے ہین اور کتنی دور سے کسیکو آتے دیکھین پہچان لیتے ہین کہ فلانا شخص ہے اور بعض کی سماعت و بصارت ایسی نہین ہوتی کہ دور کی بات سنین یا دور کے آدمی کو پہچانین پس پہلے آدمی کو کہتے ہین کہ یہ دور او

نزدیک سے برابر سنتا دیکھتا ہے اور دوسرے کو کہتے ہین کہ یہ پاس سے سنتا دیکھتا ہے دور سے نہین سنتا دیکھتا اور قائل اس کلام کا مشرک نہین اور اگر کہین کہ یہ کچھ بُعد نہین مراد بُعد آسمان و زمین ہے تو بہت حدیثون مین آیا ہے کہ بنی آدم کے حال سے فرشتے مطلع ہوتے ہین جیسے حدیث بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب طلب کرتا ہے شوہر اپنی بیوی کو بستر پر اور وہ انکار کرتی ہے پس وہ ہوتا ہے غصہ مین پس لعنت کرتے ہین اُس عورت پر فرشتے صبح تک آور ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نہین تکلیف دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دُنیا مین مگر کہتی ہے بیوی اُسکی حورون سے کہ نہ اذیت دے اُسکو لعنت کرے تجھکو خدا یہ مہمان ہے تیرے پاس عنقریب آویگا ہماری طرف - پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین احوال بنی آدم پر جیسا کہ علما نے استدلال کیا ہے اِن حدیثون سے اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ اُنسے اطلاع فرشتون کی احوال بنی آدم پر معلوم ہوتی ہے - آب چاہئے کہ اور کوئی حد بُعد مقرر کرین کہ حق تعالیٰ اسقدر دور سے سنتا دیکھتا اور مطلع ہوتا ہے اور سوا اُسکے کوئی اِسقدر دور سے مطلع نہین ہوتا اور ثابت کرین اُس بُعد کو شرع سے جیسے ثابت ہے قرب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ سے آور اسیطرح بعض جُہلا کہتے ہین کہ زندہ کرنا موتی کا اور اچھا کرنا مریض کا اور خبر غیب کی دینا خاصہ خدا کا ہے دوسرے کسی مین یہ صفتین سمجھنی شرک ہے - اور نہین دیکھتے حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کہ کہا ہے وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۚ اور نہین دیکھتے حال جناب خاتم المرسلین کا کہ واقعۂ بدر مین ہاتھ رکھ رکھ زمین پر فرمایا کہ فلان شخص اس جگہ مریگا اور فلان اس جگہ اور ایسا ہی وقوع مین آیا اور جنکو شہید فرمایا وہ شہید ہوکر مرے اور درباب خلافت کے جو مدت فرمائی تھی وہی ظہور مین آئی اور علامات قیامت مین کیسی خبرین آئندہ کی دی ہین اور جو خبرین دی ہین ایسی ہی واقع ہوئین اور باقی ہونگی آور جنگ خیبر مین جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو واسطے عَلَم دینے کے بُلایا تو اُنکی آنکھین دُکھتی تھین پھر فوراً اچھی ہوگئین آپکی برکت سے آور اسیطرح خبر دی یہود کو نام بانون اُنکے سے خیبر مین آور سلمۃ ابن اکوع کی پنڈلی مین جب ضرب آئی ایسی کہ لوگون نے جانا کہ مرگیا پھر تھوک لگا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اُسیوقت اچھا ہوگیا جیسا کہ بخاری مین ہے اور غزوہ
مؤتہ مین خبر دی آپنے موت زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی پہلے آنے خبر شہادت اُنکی سے اور
خندق کھودتے مین عمار سے فرمایا تقتلك الفئة الباغية اور جب عبد اللہ بن عتیک پھر
ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اور ٹوٹ گئی ٹانگ اُنکی اور عمامہ سے باندھکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا پس آپنے ہاتھ پھیرا فوراً اچھے ہوگئے بخاری مین موجود
ہے اور اسیطرح سُننا اور معلوم کرنا عذاب قبر کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے غرض صدہا باتین
اِس قسم کی احادیث مین ہینگی مگر جنکے دلون مین اہانت انبیاء اور اولیاء اللہ ہے وہ ایسی
حدیثین نہین سُنتے دیکھتے اور ناحق لوگون کو مشرک بناتے ہین اور اس بہانہ سے عوام کے دلون
مین سے محبّت اور عظمت اُنکی جو دلیل ایمان ہے کھوتے ہین اگر یہ کہین کہ یہ مخصوص انبیا سے
ہے تو دیکھین کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل حدیث موجود ہے اور کرامات صلحائے مومنین
برحق ہے منکر اُسکا کافر جیسا کہ کتب عقائد مین لکھا ہے اور حدیث سے ثابت ہے بلکہ اسندراجًا
کفار سے بھی ہوتا ہے جیسے دجّال سے زندہ کرنا مردونکا اور مثل اسکے بہت باتین حدیثون مین
مذکور ہین پس قدرت اِن کامون کی مخلوق کو بھی ثابت ہے اور ورا اسکے اور طرح طرح کی
قدرت مخلوق کو ثابت ہے جیسے اُٹھانا گائے کا تمام زمین کو سینگ پر یا ایک فرشتہ کا ہاتھون
پر حدیث مین وارد ہے اور قبض ارواح کرنا عزرائیل علیہ السلام کا ہزار ہا بنی آدم سے ہر روز
اور رزق پہونچانا میکائیل علیہ السلام کا اور ہونا علم لوح محفوظ کا اسرافیل علیہ السلام کو
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور ہلاک کرنا چیخ سے بعض فرشتونکا بعض شہر کفار کو اور
اسیطرح انواع تاثیرات اشیا کی جیسے جلانا آگ کا اور تبرید پانی کی اور تاثیر اشیاء سمی اور
فادزہر کی شبانہ روز محسوس اور مشاہد ہین اگر کہین کہ یہ باتین تمام مخلوق اور ممکنات کو
حق تعالیٰ کی دی ہوئی ہین اُنکو اپنی ذات سے حاصل نہین جب چاہے لیلے تو بیشک
یہ بات درست ہے مگر یہ سمجھنا تمہارا مسلمانون کی نسبت کہ یہ اِن صفات کو مخلوق مین
بالذات سمجھتے ہین بن کہے اُنکے کیونکر معلوم ہوا اگر وحی ہے تو جھوٹ ہے کہ نبوت ختم ہو چکی
اور اگر گمان ہے تو ظن المؤمنین خیرا چاہئے اور اگر قیاس ہے تو غلط ہے اسلئے کہ مسلمان

سب کو مخلوق اور محتاج حق تعالی سمجھتے ہین اور جب خود ہر شئے کو بنفسہ مخلوق سمجھا تو اُسکی
صفات کو کسطرح غیر مخلوق اور بالذات سمجھینگے بلکہ اگر کوئی کسی ملازم بادشاہ مثلاً تھانہ دار
یا تحصیلدار یا فوجدار وغیرہ کے انتظام اور حکومت کی تعریف کرے کہ اُسکا حکم مثل نادر کے
ہے اور عدل مثل نوشیروان کے اور انتظام اور سیاست اس درجہ مین کہ اُس سے زیادہ
کوئی نہین کرسکتا ہے پس وہ بادشاہ اُسکی تعریف سنکر خوش ہوتا ہے کہ فی الحقیقت تعریف
اُس بادشاہ کی ہے اسلئے کہ وہ حکومت اُسیکی دی ہوئی ہے ایک شعبہ ہے اُسکی حکومت
سے اس تعریف کو کوئی شرکت نہین کہتا ہے نہ تعریف کرنیوالا شرکت سمجھتا ہے بلکہ اُسکی
حکومت کی تعریف کو تعریف حکومت بادشاہ سمجھتے مین اسلئے کہ حکومت تھانہ دار وغیرہ
اُسکی دی ہوئی ہے اور قلیل ہے برابر حکومت بادشاہ کے کیونکر ہوسکتی ہے کبھو کسیکے خیال
اور وہم مین بھی شرکت نہین آتی ہرچند کہ جو سیاست وغیرہ حکومت ہر بادشاہ مین ہے وہ
حکومت تھانہ دار وغیرہ مین بھی ہوتی ہے مگر کوئی تھانہ دار کو برابر بادشاہ کے نہین جانتا
اور اگر کوئی یہ سمجھے کہ اسنے حکومت تھانہ اور تحصیل کو برابر حکومت بادشاہ کے کردیا تو وہ شخص
نادان ہے اپنی بیوقوفی کا علاج کرے کہ غلط سمجھا نہ کہ اسطرح تعریف کرنیکو منع کرے بلکہ وہ
حکومت سلطانی کو نہین سمجھا کہ کیا چیز ہے اور کس عظمت کے ساتھ ہے اور حکومت تھانہ کیا
ہے اگرچہ حکومت دونون کو برابر کہتے ہین جیسے حرارت آفتاب اور حرارت چراغ دونو کو حرارت
کہتے ہین مگر حرارت چراغ کو کیا نسبت عظمت حرارت آفتاب سے پس جو لوگ کہ اس قسم کی
ہر ایک بات کو شرک کہتے ہین وہ عظمت اور قدرت صفات الٰہی کو نہین جانتے کہ کس مرتبہ
مین ہے اور کیا چیز ہے اگر جانتے تو کبھی صفات محدودہ اور محصورہ غیر مستقلہ مین شرکت نہ کہتے
ان لوگون کو چاہئے کہ معرفت صفات الٰہی پیدا کرین جب خود بھی صاحب ایمان ہونگے اور
دوسرونکو بھی شرک سے بچائینگے اور جب تک کہ خود ہی عظمت اور مرتبہ صفات الٰہی نہین
جانتے تو اورونکو کیا ہدایت کرینگے اب اکثر صفات الٰہی سوائے الوہیت کے اُسکی مخلوق
مین بھی اُسی کی دی ہوئی پائی جاتی ہین مگر وہ فقط مشارکت اسمی ہے جیسے حکومت تھانہ
اور حکومت شاہی حکومت تھانہ کیسی ہی عالی مرتبہ دار وگیر مین ہو حکومت شاہی سے

بریا نسبت اور مبالغہ سیاست حکومت تھا نہ مین عین تعریف حکومت شاہی ہے نہ شرکت بلکہ
سب تابعین حکومت سلطانی کی حکومت مین مبالغہ کرنا اور اطاعت کرنی اور عظمت بیان
کرنی ظاہر کرنا عظمت حکومت شاہی ہے نہ شرکت اور تحقیر اور اہانت کرنی انکی اور عدم اطاعت
دلیل صریح ہے توہین حکومت شاہی کی اسی سبب سے جو کوئی تعظیم اور تکریم گورنر کی اور اُسکی اطاعت
نہین کرتا باغی تصور کیا جاتا ہے اور جو کوئی تعظیم گورنر کی کرتا ہے بسلام اور نذرانہ اور تعمیل
حکم وہ مقربین اور مخلصین اُس دولت سے ہوتا ہے پس سمع و بصر و علم اور کلام اور حیاۃ اور
ارادہ وغیرہ انسان اور فرشتون اور ارواحون مین کہ وہ بھی مثل فرشتون کے مجردات سے
ہین موجود ہین اگرچہ ذاتی اور عام نہین پس اگر کسی کی نسبت اموات سے اِن صفات کو مثل
زندون کے جانے تو شرک نہین ہو سکتا اسلئے کہ روح کو شرع مین فنا اور موت نہین۔ فانی
اور مردہ جسم ہے بسبب جدا ہونے تعلق روح کے اس جسم سے اور روح باقی ہے۔

اَب چند افعال کہ بجدیہ اُنکو شرک کہتے ہین بلا شرط کے اُنکا حال لکھا جاتا ہے کہ مجتہدین
اور معتمدین علمائے سنت کے نزدیک اُنکا کیا حکم ہے **اوّل** سجدہ ہے کہ جسکو غیر خدا کے
واسطے عموماً شرک کہتے ہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ شرک سے ممانعت اور توحید کا حکم سب شریعتون
مین حضرت آدم کے وقت سے برابر ہے اور آیۂ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ
اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنَ ہ سے بخوبی ثابت ہے کہ ہمیشہ توحید سب نبی بیان
کرتے رہے ہین اور فرشتون نے حضرت آدم کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف
کو سجدہ کیا اگر مطلقاً سجدہ شرک ہوتا تو فرشتے اور نبی مشرک ہوتے جو معصوم ہین شرعاً پس مطلقاً
شرک ہونا سجدہ کا یہ دعویٰ اُنکا غلط ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ پیشانی بر زمین نہادن
بدو طور واقع می شود یکے برائے اداے حق عبودیت باشد و این قسم در جمیع ادیان و ملل برائے
غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچگاہ جائز نشدہ زیرا کہ از محرمات عقلیہ ہست و محرمات
عقلیہ بہ تبدل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ این تعظیم مشعر بغایت تذلل است
و غایت تذلل برائے کسے سزاوار کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آنست کہ ذاتی
باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود دوم آنکہ برائے تکریم

وتحیہ باشد مانند سلام وسرخم کردن و اینمعنی باختلاف رسوم وعادات وتبدل ازمنہ متبدل میشود گاہے جائز وگاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصۂ یوسف وخروا لہ سجدا واقع ودر شریعت ما بنہم مابین مخلوقات حرام وممنوع وسجود فرشتگان برائے حضرت آدم ہمین طریق بود فقط۔ اور فتاوائے منیہ مین لکھا ہے کہ سجدہ بوجہ تکریم پانچ جگہ جائز ہے رعیت بادشاہ کو بیٹا باپ کو مرید شیخ کو قوم نبی کو اور فتاوی سراجی اور فتاوی خانی مین لکھا ہے اذا سجد الانسان سجدۃ التحیۃ لا یکفر واذا سجد الرجل لسلطان وکان قصدہ التعظیم و التحیۃ دون الصلوۃ لا یکفر اور فتاوا کافی مین ہے کہ کہا صدر شہید نے من سجد لغیر اللہ ویرید بہ التحیۃ دون العبادۃ لا یکفر پس سجدہ کہ بنیت عبادت ہو تحیہ ہو کسی غیر کے واسطے کفر نہین باتفاق علما کے اور حرمت اور جواز مین بھی علما مختلف ہین پس اور افعال بے نیت اور عقیدہ کے کیونکر شرک ہو سکتے ہین یہ غلط فہمی اور غلط بیانی وہابی مشربونکی ہے کہ مثل خوارج فعل پر حکم کرتے ہین اور وہ بھی برخلاف تمام علمائے سلف کے۔ اور ایسا ہی مطلقاً طواف غیر کعبہ کو کوئی شرک کہتا ہے کوئی حرام کہتا ہے حالانکہ خصوصیت اعمال مین جائز لکھا ہے جیسا کہ انتباہ فی سلاسل اولیا مین لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے کہ چون بمقبرہ درآید دوگانہ بروح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند ودر دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ اخلاص پنجبار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند ویکبار آیۃ الکرسی وبعض سور تہا بخواند وختم کند و تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند ودران تکبیر بخواند وآغاز از راست کند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد وبیاید نزدیک روے میت بنشیند وبگوید یارب بست ویکبار بعدہ اول طرف شمال بگوید یا روح ودر دل ضرب کند یا روح الروح ماد امیکہ انشراح یابد این بکند کشف قبور وارواح ادراحال آید اور اسیطرح اگر کوئی بطور ریاضت کے کسی چیز کے گرد گھومے جیسے پہلوان کرتے ہین تو سب مباح کہتے ہین اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فعل بدا اور شرک بے اعتقاد الوہیت نہین ہے۔ اور اسیطرح کہتے ہین کہ وقت تکلیف کے غیر خدا کسیکو یاد کرنا شرک ہے اور نہین دیکھتے اس حدیث کو کہ حصن حصین مین موجود ہے اذا خدرت رجلہ فلیذکر احب الناس الیہ اسی جگہ سے لوگ نام لیتے ہین امیر المؤمنین علی مرتضی کا یا جناب سید الشہدا امام حسین کا جسوقت پانو پھسلے یا گرنے

لیکن اور جو کوئی سمجھ نادان گرنے لگتا ہے تو متولی اسکے اسی طرح کہتے ہین اس سبب سے کہ دوستی اہل بیت
کا حکم ہے قرآن مین قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی اور حدیثون مین کمال
تاکید محبت اہل بیت کی ہے اور مثل کشتی نوح فرمایا ہے اور خصوصًا محبت امیرالمومنین علی مرتضی کرم
اللہ وجہہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہما مین زیادہ تاکید ہے جیسے کہ آغاز کتاب مین مذکور ہو چکا پس جب
ہر مسلمان کو لازم اور شعار ایمان انکی محبت تھی اور حکم ہوا کہ گرتے وقت نام لے احب الناس کا اور
مسلمانون کو اہل بیت نبوی سے زیادہ کوئی دوست نہین اس سبب سے بموجب حدیث لوگ نام
ان حضرات کا لیتے تھے مگر وہابیہ کہ دشمن صلحا اور اہل بیت ہین اور اہانت ان حضرات کی
مذہب انکا ہے اس کام نیک کو بہانہ شرک منع کیا اور نہ دیکھا کہ جب پیغمبر خدا نے حکم فرمایا ذکر
احب الناس کا پھر شرک کیونکر رہا اسلئے کہ نبی شرک سے مانع ہین نہ یہ کہ حکم کرین واسطے شرک
کے مگر جب کسی کو خدا گمراہ کرتا ہے تو عقل سلب کر لیتا ہے عیاذًا باللہ من ذلک یا یہ کہ وہابیت
ایک شریعت جدید ہے اس شریعت وہابیہ مین شرک ہے نہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام مین
اور اسیطرح بوسہ غیر حجر اسود کو کوئی چیز ہو قبر ہو یا آستانہ کسی بزرگ کا یا ہاتھ یا پانو وغیرہ کوئی
شرک کہتا ہے اور کوئی مکروہ بیان کرتا ہے اور تفسیر آیۂ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ مین شاہ عبدالعزیز
صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رض نے کھڑے ہو کر عکرمہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور بغل مین
لیا اور برابر اپنے بیٹھایا جب انہون نے ناجی ہونا ساکنین کا اصحاب سبت سے بحسب قاعدہ
شرع بیان کیا اور تفسیر آیۂ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ مین لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
عبداللہ بن سلام کو آفرین کی اور پیشانی پر بوسہ دیا جب انہون نے کہا کہ مین رسالت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے فرزند سے زیادہ جانتا ہون گو اسکی فرزندی کا مجھے اقرار ہے مگر احتمال ہے کہ اسکی
مان نے کسی اور کا نطفہ لیکر یا کسی اور کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب کیا ہو اور آپکی رسالت مین کچھ
شک نہین ہے۔ اور ابوداؤد مین روایت ہے زارع سے کہ جب آئے ہم مدینہ مین پس جلدی
کی سواری سے اترنے مین فقبّل ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رجلہ اور روایت ہے
عائشہ رض سے کہ نہین دیکھا مین نے کسیکو اشبہ وقار اور خلق مین ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فاطمہ
زہرا رض سے کانت اذا دخل علیها قامت الیہ فاخذت بیدہ فقبلہ واجلستہ فی مجلسها

اور ترمذی مین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ زید ابن حارث جب آئے مدینہ مین تو آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاس اور دروازہ کھٹکھٹایا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ فاعتنقه وقبله اور ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے حضرت عائشہ رض سے ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو میت اور روایت ہے ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ مین حضرت عائشہ رض سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان ابن مظعون وهو میت و هو یبکی حتی سال دموع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ عثمان اور بوسہ لینا صبیان کا آنحضرت صلعم سے مروی ہے صحاح مین - اور شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر اور مزار حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی مین قابل قدمبوسی کے ہے بعد مرنے کے اسکی قبر کو بوسہ دیتا ہون مین - اور اسیطرح چادر چڑھانی اور شامیانہ اور قبہ کھڑا کرنے کو شرک کہتے ہین اور بخاری مین ہے رای ابن عمر فسطاطا علی قبر عبدالرحمن فقال انزعه یا غلام فانما یظله عمله عینی مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمر رض اور سعید ابن سیب مکروہ جانتے تھے اسکو اور عمر نے کھڑا کیا ہی خیمہ اوپر قبر زینب بنت جحش کے اور حضرت عائشہ رض نے اوپر قبر اپنے بھائی کے اور محمد ابن حنفیہ نے اوپر قبر ابن عباس رض کے اور فاطمہ بنت امام حسین رض بن علی کرم اللہ وجہہ نے اوپر قبر خاوند اپنے حسن ابن امام حسن رضی اللہ عنہ کے اور سنن ابی داود مین روایت ہے قاسم ابن محمد سے کہ اکابر تابعین اور فقہائے سبعہ مدینہ سے ہین قال دخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت یا اماه اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیه فکشفت لی عن ثلثة قبور لا مشرفة ولا لاطیة مبطوحة ببطحاء العرصة الحمراء اس حدیث سے پوشیدہ رکھنا قبور متبرکہ کا ظاہر ہے - اور اسیطرح الٹے پانو چلنا بوقت رخصت جسکو شرک کہتے ہین یہ مقتضائے ادب ہے صلحا کے ساتھ جیسے روایت کیا احمد نے حضرت عائشہ رض سے کہ مین بعد دفن ہونے عمر رض کے حجرہ مین بے کپڑا اوڑھے لپیٹے نہین جاتی تھی حیاء من عمر رض اور فقہانے الٹے پانو چلنے کو لکھا ہے کہ استحسنها المشائخ - اور اسیطرح اس حدیث من سرہ ان یتمثل له الناس قیاما فلیتبوا مقعده من النار سے ہاتھ باندھکر کھڑے ہونے کو غیر خدا کے سامنے شرک اور حرام کہتے ہین اور

یہ حدیث مخالف ہے اُنکے دعوے کی کہ شیخ عبد الحق محدث رح نے ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھا ہے کہ
اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ اور ممنوع دوست رکھنا ہے اسبات کا کہ آدمی خدمت
مین بطریق تعظیم کھڑے رہین اور اگر اسطرح پر نہو کچھ مکروہ نہین چنانچہ فتاویٰ عالمگیری مین بیچ
زیارت قبر نبی صلعم کے لکھا ہے کہ یقف کما یقف فی الصلوٰۃ اور ایسا ہی شیخ عبد الحق رح نے
جذب القلوب مین لکھا ہے اور مطلق قیام واسطے تعظیم علما اور صلحا اور سردارون اور ماباپ کے
ثابت ہے ابو سعید خدری کی حدیث سے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ جب نازل ہوئے
بنو قریظہ حکم سعد ابن معاذ پر پس بُلایا آنحضرت صلعم نے سعد ابن معاذ کو اور جب آئے سعد کہ سوار تھے
گدھے پر فرمایا صحابہؓ سے قوموا الی سیدکم اور کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل فضل کی
تعظیم اور توقیر کرے اور کھڑا ہو جاوے وقت آنے اُسکے کے اور حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے
جمہور علما نے - اور روایت ہے حضرت عائشہ رض سے اسیطرح کھڑا ہو جانا حضرت فاطمہ زہرا
کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور بوسہ دینا اُنکے ہاتھ کا - اور بعض جگہ صحابہؓ کو قیام سے
منع کیا ہے مثل عجمیون کے پس حکم اور منع دونون حدیث سے ثابت ہین جیسے پانی پینا
کھڑے ہو کر کہ ممانعت ہے اور پینا دونون ثابت ہین اور رفع یدین اور عدم رفع نماز مین اور
آمین بجہر اور خفیہ بھی اور ممانعت چلنے کی ایک جوتی پہنکر اور چلنا بھی اور مانند اسکے بہت کام
مختلف ثابت ہوے ہین اور یہ وسعت ہے دین مین ایک دوسرے کو طعن کرنا نہین چاہئے
جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ مین ہے نہ یہ کہ بدعت اور کفر ہین - اور اسیطرح مجاور بن بیٹھنے کو کسی ولی یا
نبی کے آستانہ پر اور گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنیکو شرک کہتے ہین پس مجاورت مکہ معظمہ
اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ بعض شافعیہ مستحب کہتے ہین اور امام ابو حنیفہ اور مالک مکروہ - مگر خوبی
مجاورت مدینہ منورہ باحادیث صحیحہ ثابت ہے چنانچہ روایت ہے صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رض سے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یصبر علی لاواء المدینۃ وشدتھا احد من امتی
الا کنت لہ شفیعا یوم القیمۃ - اور ایسی ہی روایت ہے ابن عمر سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ احمد و
الترمذی اور ایسی ہی تعظیم حرم مدینہ ثابت ہے حدیثون سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے -

انّی ابراهیم حرم مکة واجعلها حراما وانی حرمت المدینة حراما ما بین مأزمیها ان لا یهراق
دم ولا یحمل فیها سلاح القتال ولا یخبط فیها شجر الا لعلف رواه مسلم- اور جب مجاورۂ مدینہ
اور اُسکے آداب احادیث صحیح سے ثابت ہے تو صلحا اور علما کہ ورثۂ انبیا ہین اُنکا حکم بھی اُسی سے ثابت
ہے استحباناً- اور اسیطرح دور سے سفر کرنا زیارت قبور کو مطلقاً حرام اور شرک کہتے ہین اور سفر زیارت
نبی صلعم حدیث اور فقہ سے ثابت ہے- فتح القدیر مین ہے قال مشائخنا هو من افضل المندوبات
(وفی مناسک الفارسی وشرح المختار) انه قریبة من الواجب لمن له سعة (واخرج
الدار قطنی) من حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اور مواہب لدنیہ
مین لکھا ہے ومن نذر الزیارة وجبت علیه اور حدیث لا تشد الرحال نسبت بہ مساجد ہے
نہ بمشاہد بلکہ زیارت قبور سنت ہے اور زیارت قبر والدین اور استاد اور مرشد کہ حکم والدین مین ہین
موجب مزید ثواب اور مغفرت ہے ہمیشہ جمعہ کو بموجب حدیث کے کہ روایت ہے محمد بن نعمان سے
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعة غفر له وکتب برًّا رواه
البیهقی فی شعب الایمان اور اس حدیث سے مردود قول اُنکا جو کہتے ہین کہ زیارت قبور محض
واسطے یاد کرنے موت کے ہے اور استغفار میت کے اور کچھ فائدہ زیارت کرنے والے کو نہین ہے
اور اسیطرح مراد مانگنے کو مزار صلحا پر مطلقاً شرک کہتے ہین پس دعا زیارت کرنیوالے کے واسطے
اپنی اور میت کی شرع مین ماثور ہے اور اگر کہے کہ آلہی بحرمت اِس نبی اور ولی کے حاجت
میری روا کر یا اسطرح سے کہ یا رسول اللہ اور یا ولی اللہ جناب آلہی مین دعا کرو کہ حاجت میری بر آوے
درست ہے باتفاق اور اقوال ائمہ دین سے بخوبی ثابت ہے جیسا لکھا ہے شیخ عبد الحق محدث
اور مولوی رفیع الدین صاحب نے چنانچہ آگے وہ عبارتین نقل ہونگی اور خصوصیت دعا کی بمشاہد
متبرکہ یہ ہے کہ وہ محل نزول رحمت ہے وہان امید قبولیت دعا زیادہ ہے اور افادہ اور استفادہ
موجود ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی مین بیچ بیان آیة ثم اماته فاقبره کے لکھا ہے کہ دفن کردن گویا
مسکنے برائے روح ساختن است بنا بر اینست کہ از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری است و
آنہا افادہ و اعانتہ نیز متصور اور جب ادراک اور شعور اموات بدلیل عذاب قبر ثابت ہے اور سماعت
بحدیث قتلائے بدر اور قدرت نفس ناطقہ کو بعد تجرد عقلاً وشرعاً زیادہ پس کہنا مردہ سے ایسا ہو

کہ جیسے کچھ طلب کرنا زندہ سے اور سب آدمی اپنی حاجات ایک دوسرے سے طلب کرتے ہین
بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہوتا ہے اور تفسیر عزیزی مین بیچ آیۃ لَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا اقسام
شرک مین لکھا ہے کہ بعضے واسطے دفع بلا اور حصول منفعت کے دوسرون کی طرف رجوع کرتے
ہین مستقل سمجھ کر نہ اسطرح کہ توسل دوسرون سے کرین یہ شرک نہین ہے اور منت ماننی اور
نذر نیاز کرنی صلحا کے جو حرام اور شرک کہتے ہین وہ آگے مسئلہ نذر مین بیان ہوگا۔ اور اسیطرح
کسیکو پکارنا اور مراد مانگنی مطلقاً شرک نہین ہے بے اعتقاد الوہیت کے کہ حصن حصین مین ہے
معجم طبرانی کبیر سے اذا اراد عونا فلیناد یا عباد اللہ اعینونی اور مسند بزار اور مصنف
ابن ابی شیبہ سے لکھا ہے اذا انفلتت دابتہ فلیناد اعینونی یا عباد اللہ رحمکم اللہ
اور صلوۃ الضرورۃ لکھی ہے ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی اور مستدرک حاکم سے فلیتوضأ و
لیصل رکعتین ثم لیقل اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بہ نبیک محمد نبی الرحمۃ
یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ لی اور تفسیر
عزیزی مین بیچ سورۂ انشقت کے ہے کہ بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع
خود کردہ اند در ینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع
توجہ باین سمت نمی شود و اویسیان تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات حل
مشکلات خود از انہا می طلبند و زبان حال آنہا در آنوقت مترنم باین مقالات ہست مصرعہ
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + اور نذر و نیاز بزرگون کی کرنی بمعنی ہدیہ پیش کرنے بزرگون کے
ہے نہ بمعنی نذر مصطلح شرع کہ وہ ایجاب غیر واجب تقربا الی اللہ ہے پس نذر مشترک ہے دو معنون
مین ایک عرفی بمعنی پیش کرنے کے دوسرے شرعی جیسا مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ
نذور مزارات مین لکھا ہے اور تین صورتین ہے نذر اولیا درست لکھی ہے چنانچہ آخر کتاب مین بیان
اسکا آویگا اور لفظ نذر مشترک سے کچھ حرمت نہین پیدا ہوتی ہے اسلئے کہ صبانا مسلمانون نے
بجاے اسلمنا کہا ہے۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے ازین ہست کہ حضرت
امیر و ذریہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان میدانند
و فاتحہ و درود و صدقہ و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ مرسوم است

جاننا چاہیئے کہ ان لوگون کو اشتباہ یعنی شرک مین ہوا ہے کہتے ہین کہ مشرکین عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بھی بتون کو اللہ اعتقاد نہین کرتے تھے یہی افعال سجدہ اور طواف
اور بوسہ اور سفر زیارت اور نذر اور قربانی اور یاد کرنا وقت مصیبت کے اور پکارنا اور تعظیم مکان
انکے کی اور مانند اسکے کرتے تھے اب جو کوئی یہ فعل کسی نبی یا ولی یا اہل بیت یا شہید یا فرشتے
یا جنیات وغیرہ کے ساتھ کرے مشرک ہے گو اعتقاد الوہیت اُسکا نرکھتا ہو اور یہ عقیدہ سراسر
غلط ہے قرآن اور حدیث سے اور مخالف ہے تحقیق ائمہ دین کی اول ترجمہ مقدمہ ہدایہ کہ جو رد نجدیہ
مین علمائے مکہ نے لکھی ہے مختصرا اور ملتقطا لکھا جاتا ہے بعدہ آیات اور اقوال دیگر علما ذکر کئے
جاوینگے۔ پوشیدہ نرہے کہ ہر چیز کا ایک رکن ہے کہ مدار وجود و عدم اُسکیکا موقوف اُسپر
ہوتا ہے اور دیگر فروعات اور عوارض ہین کہ وجود و عدم اُسچیز کا اُسکے وجود و عدم پر موقوف
نہین ہے۔ پس رکن توحید کا اعتقاد حصر الوہیت ہے بیچ ایک کے اور اقرار شرط ہے نہ رکن اور اعمال
نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بغیر ان سب کے توحید حاصل اور بے توحید یعنی
بے اعتقاد حصر الوہیت کے بیچ ایک ذات کے) یہ سب افعال اور اعمال بے اعتبار ہین یعنی ادا
کرنیوالا ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار موحد نہین ہے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ منافقین عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ نماز روزہ جہاد وغیرہ سب کامون مین شریک تھے اور مومن نہ تھے
اسیطرح رکن شرک اعتقاد شرکت ہے بیچ الوہیت کے اور اقرار شرط ہے اور سجدہ اور طواف اور نذر
اور قربانی وغیرہ فروع اور عوارض ہین کہ بے ان سب کے شرک موجود اور بے اعتقاد الوہیت ان اعمال
اور افعال کو کچھ اعتبار نہین یعنی مرتکب ان افعال کا بے اعتقاد اور اقرار مشرک نہین ہے اور مشرکین
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتون کو اللہ اعتقاد کرتے تھے اور اقرار کرتے تھے یہی تھا شرک انکا اسی کے رد واسطے
قرآن مجید نازل ہوا اگرچہ بتون کو مالک علی الاطلاق اور موجد کل نہین جانتے تھے مگر صفت الوہیت
ثابت کرتے تھے اپنی غلط فہمی سے کہ اللہ تعالی کو اپنے اوپر قیاس کرتے تھے کہ ایک بادشاہ خبر گیری
شہرون دور کی بے اعوان اور شرکا نہین کرسکتا ہے اسی سبب سے اللہ کے لئے شریک مقرر کرتے
تھے عزی واسطے عزت دینے کے اور ودّ واسطے محبت کرانے کے اور یعوق واسطے محافظت کے
دشمنون سے اور مانند اسکے۔ اور غلطی انکی یہ بھی کہ خاص کو عام کیا یعنی صفت الوہیت کہ خاص

واسطے اللہ کے بھی عام سمجھتے تھے اور تصرف اولیاء اور انبیاء کو کہ عام ہے اور مشابہ بتصرف خدا تاثیر قدسی ہین کہ باسباب ظاہری کچھ تعلق نہین ہے اور اپنے نفس مین اور دیگر بادشاہون مین نہین پائے شک مین پڑے کہ اس قسم کا تصرف خاص ہے واسطے خدا کے جو کوئی ایسا تصرف کسی غیر کے واسطے بزرگون سے اعتقاد کرے مشرک ہوجاتا ہے پس دونو فرقے مشرکین سابقین اور لاحقین غلط فہمی مین برابر ہین اور سبب غلطی دونو فرقونکا قیاس غائب کا ہے حاضر پر اور جیسا کہ شرک واجب ہے پرہیز اُس سے اسیطرح حکم شرک بھی برخلاف شرع واجب الاجتناب ہے اُنہون نے برخلاف کتاب وسنت اور جمہور علما بعض آیات مین مثل وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ کہ لفظ من دون اللہ کا پایا اُسکے معنی ہمتر خدا سمجھے اور کہنے لگے کہ مشرکین عہد رسالت بتون کو برابر خدا کے نہین جانتے تھے کمتر سمجھتے تھے فقط یہی افعال سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے جو کوئی یہ افعال کسیکے ساتھ کرے مشرک ہے اور معنی لفظ من دون کے غیر اور سوا کے ہین جیسے جمہور مفسرین نے لکھا ہے اور قطع نظر مفسرین کے یہ مطلب کہ مشرک اپنے معبود بتون وغیرہ کو برابر خدا کے جانتے تھے بہت آیات قرآنی سے بے لفظ دون بھی ثابت ہے اور ابطال قول اس فرقہ مین کچھ شک نہین قُلْ لَّوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِهَةٌ کَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا اور لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ اور وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ اور وَلَا تَتَّخِذُوْا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ اور اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ اور ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ اور ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اور اَمِ اتَّخَذُوْا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ یُنْشِرُوْنَ اور لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ اور اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِکُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ غرض جو کچھ ذکر کیا ہمنے اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ شرعًا معتبر توحید اور شرک مین وہی صفت الوہیت ہے اور اسلئے وہ صفت سواے ذات خدا کے کسی طرح کسی مین نہین پائی جاتی نہ بالذات نہ بعطاے حق تعالی نہ بوجہ کمال نہ نقصان - اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہے کہ مستلزم تعمیم صفت خاص ہے بخلاف

تمام صفات اور افعال کے کہ انہیں مخلوقات کو بھی حسب المراتب شرکت عطا فرمائی ہے فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ۔ تُكَلِّمُ النَّاسَ ۔ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۔ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۔ ان آیات محکمات سے شرکت صفات ذاتیہ ثبوتیہ مین کہ عبارت حیات اور علم اور سمع اور بصر اور کلام اور مشیت اور قدرت اور ارادہ سے بخوبی واضح ہے اور شرکت شریعت مین باعتبار ان صفات کے غیر ممکن اور اسیطرح اضافیہ اور افعال مین کہ ان صفات ذاتیہ سے پیدا ہوتے ہین اور متعلق ہین انہی صفات ذاتیہ سے جیسے تصرف بقدرت اور غیب دانی بعلم اور مانند اسکے اسلئے کہ یہ چیزین مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہین اور جو صفت کہ منشا شرک ہے یعنی الوہیت وہ اصلا اور مطلقا قابل عطا نہین ہے اور یہ صفات اور افعال یعنی قدرت اور علم اور حیات اور سمع اور بصر کہ خدا تعالیٰ کے واسطے مین غیر کے واسطے ثابت کرنی مدار شرک شرعا نہین ہین اسلئے کہ نص قرآن و سنت ثابت ہے کہ مشرکین اپنے بتون کو مانند حق تعالیٰ کے صفات مین نہین جانتے تھے اور مشرک تھے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۔ وَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اور مثل اسکے بہت آیتین ہین۔ پس ثابت ہوا کہ شرع مین شرک باعتبار صفات اور افعال کے نہین ہے بلکہ مدار اسکا صفت الوہیت ہی ہے یہانتک کہ اعتقاد الوہیت سے بیچ مخلوق کے صفات ذاتیہ مین بھی شرک ہو جاتا ہے اور بے اعتقاد الوہیت اثبات جمیع صفات ذاتیہ سے شریعت مین شرک لازم نہین آتا مگر نجدیہ کہ امت شیطان نے اصل مطلب فروگذاشت کرکے مدار شرک چار چیز پر رکھا علم اور تصرف اور افعال عبادت اور افعال عادت اور یہ احکام توقیفی ہین چاہیے کہ اپنے دعوے کو کلام شارع سے ثابت کرین اور وہ حاصل نہین پس ایجاد نئی شریعت کا کیا ہے حالانکہ کلام شارع سے بخوبی ظاہر ہے اور کتب عقائد مین موجود اور سب اہل اسلام پر ہویدا ہے کہ شرک نہین ہے مگر صفت الوہیت مین اور تمام صفات ثبوتیہ ذاتیہ اور اضافیہ کو شرک مین دخل نہین ہے اس قرن شیطان نے تمام صفات سے صفت علم کو اختیار کیا نہ اور صفات کو اور یہ خلاف معقول اور منقول ہے خلاف معقول واسطے لزوم ترجیح بلا مرجح کے اور تخصیص بلا مخصص کے ہے

کہ تمام صفات احکام ثبوت مین واسطے ذات کے یکسان اور برابر ہین اور خلاف منقول یہ کہ
مخالف ہے اُسکے جو شارع سے منقول ہے جیسا کہ گذرا اور آویگا اور جو فصل کہ اس مقدمہ مین منعقد
کی ہے اُسمین آیتین اور حدیثین ذکر کی ہین کہ دلالت کرتی ہین اوپر خصوصیت علم غیب کے ساتھ
خدا تعالی کے نہ دلالت کرتے ہین اوپر کہ یہ صفت غیر مین سمجھنی شرک ہے نہایت یہ کہ غیب خاصہ
خدا کو اگر کوئی کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے یہ اعتقاد باطل اور مخالف شرع ہے نہ یہ کہ شرک ہو
اسلئے کہ ہر باطل اور مخالف شرع شرک نہین ہے اور عادت اس قرن شیطان کی یہ ہے کہ ایک لفظ
ایک جگہ سے لیتے ہین اور اطراف پر کچھ خیال نہین کرتے اور نہ اصول دین پر نظر رکھتے ہین بلکہ اپنی
سمجھ کے موافق بیہودہ گوئی کرتے ہین چنانچہ اسی بحث مین کہ علم غیب کو بغیر خدا شرک کہتے ہین حالانکہ
ہر کہ آیۂ کریمۂ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مین استثنا بھی موجود
ہے اگر غیب مدار شرک ہوتا اظہار دوسرے کا غیب پر ممکن نہ تھا اور جمہور مفسرین اور اکابرون نے
تطبیق کی ہے ساتھ حدا کرنے غیب کے دو قسم پر کہ غیب خاصۂ خدا غیب مطلق ہے اور جو غیب کہ عطا
کیا جاتا ہے غیب اضافی ہے ۔ غیب مطلق کہ خاصۂ خدا ہے وہ ہے کہ بہ نسبت سب مخلوق کے
غائب ہو اور غیب اضافی یہ کہ غائب ہے فرشتون سے اور حاضر ہے نزدیک انسان کے مانند کیفیات
جسمانی کے یا عکس اسکے جیسے عالم برزخ اور بہشت اور دوزخ اور جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ ملکوت
کے حاضر ہے نزدیک فرشتون کے اور غائب ہے انسان سے پس اطلاع فرد بشر کی اوپر تمام ملکوت
کے اور اطلاع لوح کسی کامل کی برزخ مین اوپر تمام احوال زندون کے یا کل افراد نوع اپنی پر بلکہ
تمام عالم ترابی پر غیب مطلق نہین ہے ۔ طحاوی نے بیچ تفسیر کے اور دوسرون نے بھی تشریح کی ہے کہ اطلاع
تمامی لوح محفوظ پر بھی غیب مطلق نہین ہے جو خاص بخدا ہے کہ احادیث صحیحہ مین واسطے حضرت
اسرافیل کے ثابت ہے اور واسطے بعض اولیاء اللہ کے متواتر منقول ۔ نظر قرآن مین نہین کرتے
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا پس جو کہتے ہین کہ من زعم ان ارواح الانبیاء والاولیاء حاضرة وناظرة
صار مشرکا کمال جہالت ہے اسلئے کہ اسماء الٰہی توقیفی ہین اور کہین اسمائے حسنی مین حاضر اور ناظر
نہین ہے اور نہ تمام فصل مین کہین ذکر کیا ہے مگر ظاہرا اہل عجم بجائے شہید کے یہ لفظ بولتے ہین اور
قرآن شریف مین موجود فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ

شہیدگا ۱۵ اور فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عُرِضَت علی اعمال امتی فوجدت فی
محاسن اعمالھا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالھا النخاعۃ تکون
فی المسجد لا تدفن رواہ مسلم اور صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم سیطرح
تصرف کو افعال الٰہی سے مدار شرک کہتے ہین اور تمام آیات اور احادیث مذکورۂ فصل مین ایک جگہہ
بھی یہ لفظ نہین ہے، اور ایسا ہی دو قسمون باقیون مین کہ افعال عبادت اور افعالِ عادت پر
مدار شرک رکھا ہے بے اصل ہے۔ اصل مسئلہ افعال کو یاد رکھنا چاہئے کہ بہت جگہ بکار آمد ہے اور وہ
یہ ہے کہ بہ نسبت جن افعال کے خصوصیت مع الطلب وارد ہوئی ہے یعنی جن افعال کو بندون سے
خاص واسطے اپنے طلب فرمایا ہے وہ افعال بھی دوسرے کے لئے کرنے شرک نہین ہین جب تک
کہ اعتقادِ الوہیت نہو اگرچہ ممنوع ہون اور قید طلب باختصاص کی اسلئے ہے کہ بعض صفات
و افعال خاص ہین واسطے خدا کے مگر طلب نہین ہے جیسے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہ اختصاص حکم
بخدا ہے مگر یہ بات نہین کہ خاص مجھی کو حاکم کہو اور کو نہین اسلئے کہ خصوصیت طلب کی بے منع
طلب کے غیر سے نہین ہوتی ہے اور مثل اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہ خصوصیت استعانت بخدا ہے مگر طلب
نہین یعنی خاص مجھ ہی سے طلب کرو دوسرے سے نہین اسلئے کہ خصوصیتِ طلب بے منع طلب
غیر سے نہین ہوتی۔ تمام ہوا ترجمہ مقدمہ ہدایہ مکیہ۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر مین لکھا ہے مشرک
آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ بخدا اثبات نماید مثل تصرف بارادہ کہ تعبیر از ان بہ کن فیکون می شود
یا علم ذاتی غیر از اکتساب بحواس و دلیل و منام و الہام و مانند آن یا ایجاد یا شفاء مریض یا لعنت کردن
شخصے و ناخوش بودن از و تا بسبب آن کراہیت تنگدست یا بیمار یا شقی گردد یا رحمت فرستادن
بر شخصے تا بسبب آن رحمت فراخ نعمت و صحیح بدن و سعید باشد و این مشرکان در خلق جواہر
و تدبیر امور عظام ہیچ یکے را شریک نمی دانستند و چون خدا تعالیٰ برائے کارے ابرام فرماید ہیچ یکے را قدرت
مخالفت اثبات نمی کردند بلکہ شرک ایشان در امور خاصہ بعضے بندگان بود گمان میکردند مانند آنکہ
بادشاہ عظیم بندگانِ خاصِ خود را باطراف ملک می فرستد و ایشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ صریح حکم بادشاہ
نرسد مختار و متصرف میدارد و خود بامور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سائر بندگان بقہارمہ میکند و
شفاعت قہارمہ درباب خادمان و متوسلان ایشان قبول می نماید ہمچنین حق تعالیٰ بعضے بندگان را

خلعت الوہیت دادہ ورضا وسخط ایشان درسائر بندگان اثر می کند پس واجب می دانستند تقرب
بآن بندگانِ خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود وشفاعت برائے ایشان درمجاری
امور درجۂ پذیرائی یابد وبملاحظہ این امور سجدہ وذبح برائے ایشان واستعانت درامور ضروریہ بقدرت کن
فیکونِ ایشان می نمودند وصور تہا از سنگ وصفر وروئین برائے ایشان تراشیدہ قبلہ توجہ بآن ارواح
ساختند وجاہلان رفتہ رفتہ آن سنگہا را بذاتہ خود خدا انگاشتند فقط اور مانند اسیکے ہے حجۃ اللہ البالغہ مین
بیچ حال مشرکون کے ذہبوا ان الصالحین من قبلھم عباد اللہ وتقربوا الیہ فاعطاھم اللہ
الالوھیۃ فاستحقوا العبادۃ من سائر خلق اللہ الخ فنصبوا علی اسمائھم احجارا وجعلوھا
قبلۃ عند توجہہم الی ھؤلاء فخلف من بعدھم خلف فلم یفطنوا الفرق بین الاصنام
وبین من ھی علی صورتہ فظنوھا معبودات بعینھا ولذلک رد اللہ تعالی علیھم تارۃ
بالتنبیہ علی ان الحکم والملک للہ خاصۃ وتارۃ ببیان انھا جمادات اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ
بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ
بِھَا الخ اور اسیطرح شاہ عبد العزیز صاحب نے بیچ فتح العزیز کے لکھا ہے کہ استعانت بحیزیکہ توہم استقلال
آنچیز در وہم وفہم ہیچکس از مشرکین وموحدین نباشد بلا کراہت جائز است الخ اور بیچ افراط استعانت
کے لکھا ہے کہ ملائکہ وارواح انبیاء را دربردۂ صور وتماثیل وقبور وتعزیہ ہا معبود سازد وزن وفرزند وخدمت
ومنصب از ایشان باستقلال درخواست وشفاعت وعرض ایشان درجناب او تعالی واجب القبول
داند گو مکروہ آنجناب باشد فقط وقبیہ از انجملہ کسانیکہ دردفع بلا دیگران را میخوانند وہمچنین درتحصیل منافع
بدیگران رجوع نمایند بالاستقلال نہ اینکہ توسل بآن دیگران نمایند وقبیہ بخشیدن فرزند وتوسیع رزق و
شفاء امراض ومانند آن را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ واصنام می نمایند وکافر می شوند وموحدان
از تاثیر اسماء الٰہی یا خواص مخلوقات اومیدانند از ادویہ وعقاقیر ویا دعاے صلحاے بندگان او کہ ہم
از جناب او در خواستہ انجاح مطالب می کنانند می فہمند ودر ایمان شان خلل نمی افتد اور تفسیر آیۃ
وَمَا کَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ مین لکھا ہے کہ علماے امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک اور کفر کو سحر سے دور کرکے استعمال کیا ہے. اصطلاح پہلی قسم کی دعوت علوی
ہے کہ ملائکہ علویہ کو باستعانت اسماء الٰہی اور آیات قرآنی مسخر کرتے ہین آہ اور اصلاح قسم دوم عزیمت

اور دعوت سفلی ہے کہ موکلان زمین اور جنات کو باستعانت اسما اور آیات بے شائبہ کفر و شرک اور
تعظیم غیر خدا بحکومت اور غلبہ مسخر کرتے ہین آور اصلاح تیسری قسم کی حاصل کرنا ربط کا ہے ساتھ
ارواح پاک صلحا اور اولیا کے کہ اکثر اُوسی مذہب کے عمل مین لاتے ہین اور حاجتون مین اپنی اور دیگر
خلق اللہ کے منتفع ہوتے ہین اور طریقہ اُسکی تحصیل کا طہارت اور تلاوت اور پہونچانا ثواب صدقات
واسطے ارواح کے منظور رکھتے ہین آور اصلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہے کہ مشائخ عظام سے
واسطے حل مشکلات کے واقع ہوا ہے اور وہ بسبب استغراق کے بیچ ملاحظہ کسی نام کے اسمائے
الٰہی سے حاصل ہوتا ہے کہ سراسر مبنی اوپر پاکیزگی روح اور ترقی روح کے ناپاکیون دنیا سے ہے۔
آور اصلاح چھٹی قسم کی عوض ہے بیچ خواص آیات اور اسماء الٰہی کے اور قسمون اور عددون اُسکی اور
ترکیب دینے بعض کو ساتھ بعض کے اور برکرنے اوقات مبارک کو کاغذون مختلف اور تختیون متفاوۃ
الخواص کے تا کوئی مطلب نیک حاصل کرین جیساکہ کتب تعویذات اور خواص اسما اور سور قرآن
مین ساتھ قید اور شرطون کے ہے اور کتب تکسیر مین مشرح اور بہ تبعیت اِس علم کے بیچ خواص اور
چیزون کے عنصریات سے اور خواص بروج اور درجات شرف و وبال سے بھی نظر کرتے ہین اور
ذکر اللہ بھی اُسکے ساتھ ملاتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ وجہ بُرے ہونے سحر کی یہ ہے کہ منجر بکفر اور شرک
ہوتا ہے اعتقاد تاثیر کواکب اور ارواح مدبرہ اور خبیثہ شیاطین سے اور بسبب التجا کے طرف
غیر خدا کے اور منہمک ہونے اسباب مین اسطرح پر کہ خدا سے غافل ہوجاوین جب یہ برائی جاتی
رہے پس مدار حلت اور حرمت عرض پر ہے آور اُسی تفسیر مین ہے وَمِنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ یعنی مقرر کرتے ہین سوا خدا کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات سوائے اُسکے دونو جہان مین
کوئی نہین اَنْدَادًا شریک حالانکہ اسقدر دلائل روشن مانع اِسکے ہین کہ کوئی برابر اُسکے نہین ہوسکتا
اگرچہ ایک کوئی ہو نہ کہ اسقدر انبوہ معبودون کا پھر فقط اعتقاد ہونے پر اکتفا نہین کرتے بلکہ ہر
چیز مین برابر خدا کے کرتے ہین یہانتک کہ يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ دوست رکھتے ہین اُنکو مانند
دوستی خدا کے اور حق تعالی کو بالذات اور بالاصالت دوست رکھنا چاہئے اور جو کچھ سوا اُسکے
ہے یا اُسکے حکم سے محبوب ہے مانند انبیا اور صلحا کے یا یہ کہ اُسنے وسیلہ حاجت ادائے اُسکے کا کیا ہے
الخ آور بعضے لوگ ارواح مدبرہ اور ملائکہ موکلہ کو مخلوقات پر یا ارواح انبیا اور اولیا اور عباد اور علما کو

سے لا لحاظ علاقہ بندگی خدا اور محبوبیت اُسکی کے بالاستقلال محبت مین برابر خدا کے کرتے ہین آخر آیتہ
تک پس ثابت نہین ہوتا شرک موافق اقوال مذکورہ علمائے اہل سنت کے جب تک عالم بالذات اور
متصرف بالاستقلال سوائے خدا کے کسی کو نہ سمجھے اور یون سمجھنے سے کہ یہ علم جزئی یا یہ تصرف مقید
انکو خدا کا دیا ہوا ہے شرک نہین ہوتا - اب بعض آیات اور حدیث کہ جو وہابیہ استدلالاً اپنے مطلب
پر بیان کرتے ہین اُنکا حال لکھا جاتا ہے پس رد شرک فی العلم مین لکھتے ہین وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ
الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اور مفاتیح غیب مبادی غیب ہین وہ کوئی کسیکو ثابت نہین کرتا نہ نبی
نہ ولی نہ فرشتہ وغیرہ کو البتہ غیب اضافی سبکو ہوتا ہے وہ اس آیت سے ثابت نہین ہوتا اور قل
لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اس آیت مین غیب مطلق مراد ہے نہ ہر غیب
جیسے معلوم ہوتا ہے اِس آیت سے لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ
پس اگر ہر علم غیب خاصۂ خدا ہے کہ دوسرے مین جاننے سے شرک ہوتا ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین پھر
یہ استثناء من ارتضی من رسول کیونکر صحیح ہوتا ہے مگر عادت اِن مبتدعین کی ہے کہ اصول اور اطراف
پر نظر نکرکے اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہین اور گمراہ ہوتے ہین اور دیگر جہلا کو گمراہ کرتے ہین چنانچہ
تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ غیب وہ ہے کہ کسی حواس ظاہری اور باطنی اور اسباب اور علامات اور
عقل اور فکر سے نہ معلوم ہو اور یہ غیب مختلف ہوتا ہے جیسے اندھے کے نزدیک عالم الوان غیب ہے
اور فرشتون کے نزدیک الم بھوک پیاس غیب ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور ایک وہ کہ نسبت سب مخلوق
کے غائب ہے جیسے آنا قیامت کا وہ غیب مطلق ہے پس اس غیب پر خدا مطلع کرتا ہے اپنے رسولون سے
جسکو چاہے ایسی اطلاع کہ جسمین شبہ وشک نہو - اب جب کہ قرآن سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کو بھی اطلاع
غیب پر ہے پھر شرک کہان رہا اور جسوقت معلومات نجوم اور رمل اور کہانت اور جفر اور استدلالات وقائع
آیندہ اور حوادث کونیہ باسباب اور علامات ظنیہ یقینی نہین ہوتے لیکن داخل علم نہین اور کشف اور
الہامات اولیا ہر چند یقینی ہوتے ہین ساتھ بعض حوادث کونیہ وغیرہ کے مگر رفع اشتباہ بجمیع وجوہ
نہین ہوتا اسلیئے تکلیف عام اُس سے ثابت نہین اور اسی سبب سے خصوصیت رسولون کی ہے یا
یہ کہ وہ علم اولیا کو بالاصالت نہین ہے بہ تبعیت انبیا ہے اسلئے خصوصیت من ارتضی من رسول ہے یا
یہ کہ اظہار شخص غیب پر اور بات ہے جو رسولون کو حاصل ہے اور اظہار غیب کسی پر امر دیگر ایک کے

نفی سے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی اسیلئے اظہار غیب اولیا پر جائز ہے اور واقع جیسے حضرت موسیٰ کی ماکے حق مین فرمایا ہے اِنَّا رَادُّوهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور بعض قدمائے مفسرین اہل سنت کہتے ہین کہ مراد غیب سے لوح محفوظ ہے اور اطلاع لوح محفوظ سوائے پیغمبرون کے کسیکو حاصل نہین ہوتی اور یہ کلام درست نہین ہے۔ اول اسلئے کہ باخبار صحیح روایت ہے کہ خصوصیت اس امر کی ساتھ حضرت اسرافیل کے ہے اور وہ رسول نہین ہین دوسرے یہ کہ اطلاع مضامین لوح محفوظ پر بلکہ مطالعہ نقوش اُسکے کا بعض اولیا سے بتواتر منقول ہے انتہی خلاصہ تفسیر عزیزی اور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے لکھا ہے للغیب مبادی ولواحق ولا یطلع علیه ملك مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فهو ما اظهره الله تعالیٰ علی بعض احبائه وخرج ذلك عن الغیب وصار غیبا اضافیا وذلك اذا تنور الروح القدسیة وازداد نورینها واشراقها بالاعراض عن ظلمات عالم الحس وتجلیة القلب عن صداء الطبیعة والمواظبة علی العمل والعلم وفیضان الانوار الالٰهیة حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبه فتنعکس فیه النقوش المرتسمة فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات وینصرف فی الاجسام السفلی بل یتجلی حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفته التی هی اشرف العطایا فکیف بغیره انتهی اب شرک نہونے اس مضمون پر کہ جو امر کل ہوگا فلان شخص جانتا ہے ایک حدیث بیان کیجاتی ہے کہ کچھ عورتین گاتی بجاتی تھین اور پیغمبر خدا کے سامنے ایک عورت نے یہ گایا وفینا نبیٌّ یعلم ما فی الغد فقال دعی هذه وقولی بالذی کنت تقولین پس اس حدیث مین کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو شرک نہین فرمایا نہ اُسکو حکم توبہ اور تجدید ایمان کا کیا پھر شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا سوائے اسکے کہ اپنی عقل سے جو چاہتے ہین کہتے ہین اور منع فرمانا رسول خدا صلعم کا اس وجہ سے تھا کہ وہ حالت لہو ولعب مین مدح رسول اللہ صلعم کہ قسم عبادت سے ہے کرنے لگین اس سبب سے منع فرمایا اور اگر شرک ہوتا تو توبہ اور تجدید ایمان کا حکم فرماتے بلکہ خود حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علمت علم الاولین والآخرین اور خفاجی نے شرح شفا مین لکھا ہے فلعله کان آخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل له پس جب علم اولین اور آخرین حاصل تھا تو علم غد کی کیا اصل ہے پس ممانعت صرف واسطے ملانے مدح وثنائے رسول ثقلین کے ساتھ لہو ولعب کے اور

شرک نہین ہوتا اگر ساتھ ثابت کرنے علم ذاتی کے واسطے غیر خدا کے اور غیب اضافی مخصوص بخدا ہی نہین ہے بلکہ غیب مطلق پر بھی اظہار رسول مرتضیٰ ثابت ہے اور حدیث اذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ مشکوٰۃ کے باب توکل مین ہے اُسکو شرک سے کچھ علاقہ نہین جو ذکر کرتے ہین اور اگر یہ معنی ہون کہ کسی سے سوال کرنا کسی بات کا یا مدد چاہنی شرک ہے تو کوئی مسلمان شرک سے نہین بچا ہے نہ صحابہ رض نہ اہل بیت اسلئے کہ سب استعانت طباخ اور موچی اور طبیب اور درزی وغیرہ سے کرتے ہین اور اسیطرح سوال نوکری کا یا اُجرت پر لگانے یا اور شیا کا اپنے بھائی بیٹے خدمتگار وغیرہ سے کرتے ہین چاہئے سب شرک ہو جائین یہ فہم انکا غلط ہے استعانت اور سوال کسی سے بے اعتقاد الوہیت شرک نہین ہے اور ایسے ہی حدیث لیسأل اللہ احدکم حاجته کلها حتی یسأله ملحا وحتی یسأل شسع نعاله اذا انقطع اس حدیث سے بھی یہ ثابت نہین ہوتا کہ کسی سے حاجت طلب کرنی شرک ہے ورنہ جوتی طلب کرنی موچی وغیرہ سے اور نمک طلب کرنا بقال وغیرہ سے شرک ہوتا اور یہ سب وہابی مشرک ہوتے اسلئے کہ یہ سب چیزین اکثر لوگ باہم طلب کرتے ہین کوئی اقتصار طلب خدا تعالیٰ پر نہین کرتا بڑے واعظون کو دیکھا ہے کہ جب جوتی کھوئی گئی ہے تو بطلب نعلین ننگے پانؤ دوڑے ہین یہ نہین دیکھا کہ بیٹھے خدا سے طلب کرین اور ایسی ہی حدیث لما نزلت وانذر عشیرتك الاقربین دعی النبی صلی اللہ علیه وسلم قرابته فخص فقال یا بنی کعب انقذوا انفسکم من النار فانی لا املك لکم من اللہ شیئا الخ وقال یا فاطمة انقذی نفسك من النار سلینی ما شئت من مالی فانی لا اغنی عنك من اللہ شیئا کا ترجمہ کرتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نہین کام آونگا اللہ کے ہان تمہارے کچھ اور یہ سراسر غلط ہے لا املك اور لا اغنی کے معنی نہین ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذوی القربی اور امت کے کچھ کام نہ آوینگے خدا کے روبرو چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ روایت موجود ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اول من أشفع من امتی اهل بیتی ثم بنو هاشم ثم الاقرب فالاقرب من قریش اور صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہے روایت حضرت عباس رض سے قال قلت یا رسول اللہ هل اغنیت عن عمك فانه یحوطك ویغضب لك قال نعم هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لكان فی الدرك الاسفل من النار پس کام

آتا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوی القربیٰ کافر کے واسطے بھی ثابت ہے مگر یہ قرن شیطان کہ مذہب اور طریقہ انکا تحقیر اور توہین انبیا اور صلحائے مومنین ہے اپنی عقل سے خلاف آیات اور حدیث کے کہتے ہین بلکہ اصل یہ ہے کہ ہر ایک علاقہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکار آمد ہے جیسا کہ شفاء قاضی اور دیگر کتب حدیث مین حضرت ابوبکر صدیق رض سے روایت ہے کہ معرفة ال محمد براءة من النار وحب ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم جواز علی الصراط والولایة لال محمد امان من العذاب اور معنی لا املک من اللہ اور لا اغنی من اللہ کے یہ ہین کہ جیسے کوئی وزیر عاقل اور بکمال معتمد بادشاہ اور مقبول القول کسی مجرم سے یہ کہے کہ مین مالک حکم بادشاہ پر نہین ہون کہ اُسکے حکم کے برخلاف کرسکون اور تمکو برخلاف حکم بادشاہ بری کردون مین مطیع حکم ہون مالک حکم بادشاہ ہے مجھے نہین معلوم کہ وقت حکومت کیا حکم کرے اُسکو اختیار ہے جو چاہے حکم دے قابل رہائی کو چاہے قید کرے اور قابل قید کو چاہے چھوڑ دے وہ حاکم ہے پس یہ کہنا وزیر کا اُسکی عالی حوصلگی اور بکمال عقلمندی پر دلیل ہے کہ باوجود قبولیت اور اعتماد بادشاہ ہمہی کا کلمہ نہ بولا نہ یہ کہ وزیر کو اپنے منصب وزارت اور عرض و معروض مقدمات مین کچھ دخل نہین ہے اور اعتماد مین کچھ خلل ہے ایسا کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی نہین سمجھتا ہے چنانچہ اکثر مختار لوگ رئیسون کے جو عالی حوصلہ مین اسیطرح کہتے ہین مگر لوگ یہ نہین سمجھتے کہ یہ بیدخل ہین اور انکی سعی سے کچھ نہین ہوسکتا اور انکو یارائے عرض و معروض نہین ہے بلکہ یہی کہتے ہین کہ اگر یہ سعی اور عرض کرین تو یہ کام ممکن ہے اور دیکھین کہ بعد نزول اس آیت کے اور اسطرح فرمانے جناب رسالت مآب کے کونسی صحابہ نے تعظیم کم کی اور طلب دعا اور مغفرت اور حاجات مین کب آپ کی طرف رجوع نہ کی اسلئے کہ یہ معاملہ ابتدائے نبوت کا ہے - اور ایسے معنی ہی حدیث واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم ہین اسلئے کہ بہت آیتون اور حدیثون سے مغفرت جناب رسالت مآب اور علو مقامات ثابت ہے پھر کہنا کہ نہین معلوم مجھے کہ کیا کیا جاوے ساتھ میرے مطلع کرنا ہے اس بات پر کہ حق تعالی احکم الحاکمین ہے جو چاہے کرے کوئی اُسپر حاکم نہین اگر جنتیون کو دوزخین اور دوزخیون کو جنت مین داخل کرے کوئی اُسکو مانع نہین ہوسکتا ہے اگرچہ بحسب وعدہ یہ نہین ہوسکتا مگر بحسب قدرت واختیار ممکن ہے اور یہ حدیث مشکل اور مجہول المحمل ہے علما کے نزدیک ایسی حدیث سے استدلال

درست نہین ہے اور اسیطرح آیت وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا
إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ کا ترجمہ غلط کرتے ہین اور کہتے ہین جو کوئی کسیکو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہ جانے کہ اسکے سبب
سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے وہ مشرک ہے اور ظاہر ہے کہ انکار ولی پکڑنے پر اور عبادت کرنے پر
واسطے حصول نزدیکی خدا ہے اور لیقربونا متعلق ہے ساتھ نعبد کے اب لیقربونا کو متعلق کرتے ہین ساتھ
اتخذوا کے اور نعبد کو درمیان سے گم کرتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ مشرک عبادت اپنے معبودون کی
کرتے تھے اور اسکو سبب قرب الٰہی کہتے تھے انکار عبادت پر ہے اور لفظ من دون اللہ کا ترجمہ کمتر خدا
سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مشرک بھی بتون کو کمتر خدا سے سمجھتے تھے برابر خدا کے نہین جانتے تھے
فقط یہ افعال ہی سجدہ اور طواف اور نذر وغیرہ کرتے تھے اور آیتہ وَمَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا
سے ابطال قول انکا ظاہر ہے کہ لفظ من دون اللہ اور انداداً دونو موجود ہین اگر مراد کمتر سمجھنا ہوتا تو
انداداً کیونکر ہوسکتا تھا اور محبوبیت اور شفاعت خواص مومنین اور تفویض امور اور تصرف کو ساتھ
انکے شرک کہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ یہ باتین بے اعتقاد الوہیت کسی مین سمجھنی شرک نہین ہین
مشرکین بتون سے اعتقاد الوہیت رکھتے تھے جیسا کہ آیہ ءَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ
اور قَالُوا ءَأَٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ اور مثل اسکے بہت سی آیتین ہین کہ مشرک بتون کو الٰہ سمجھ کر انکی
عبادت کرتے تھے جسکے رد کے واسطے قرآن نازل ہوا چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے
ثُمَّ خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فحملوا الالفاظ المستعملة
المثبتة على غير محلها كما حملوا المحبوبية والشفاعة التي اثبتهما الله تعالى في قاطبة الشرائع
لخواص البشر على غير محلهما كما حملوا صدور خرق العوائد والاشراقات على انتقال العلم
والتسخير الاقتضيان الى هذا الذي يرى فيه والحق ان ذلك كله يرجع الى قوى ناسوتية
او روحانية تعد لنزول التدبير الالهي على وجه وليس من الايجاد والامور المختصة
بالواجب في شيء فقط اور اسیطرح کہتے ہین دور و نزدیک کے برابر سننا خاصہ خدا کا ہے حالانکہ حق تعالیٰ کو
کسی سے قرب وبعد مکانی ممکن نہین اسلئے کہ وہ جسم نہین البتہ قرب وبعد باعتبار رضامندی ہے یہ کلام
ہی بمعنی اور لغو ہے اور مطلع ہونا ارواحون کا برزخ مین بخوبی ثابت ہے تفسیر عزیزی مین لکھا ہے کہ روح
را قرب وبعد مکانی مانع این دریافت نمی شود اور حدیث صحیح موجود ہے صلوا علی فان صلوٰتکم

تبلغنی حیث کنتم سے ثابت ہے کہ ہر جگہ سے کہ درود پڑھا جاوے آپکے پاس پہونچتا ہے اور اسیطرح
حدیث مین ہے کہ جب عورت انکار کرتی ہے اپنے خاوند سے تو فرشتے لعنت کرتے ہین اُسپر صبح تک
پس ظاہر ہے کہ فرشتے مطلع ہوتے ہین جب لعنت کرتے ہین اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح
مشکوۃ مین لکھا ہے کہ قال القاضی وذلك ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت
عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فترى
الکل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذلك اور
حدیث السید هو الله مین صاف ظاہر ہے کہ کسیکو سید کہنا گویا الله کہنا ہے شرک ہوتا ہے اسم ذات
کے ساتھ اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ سید کے دو معنی ہین ایک یہ کہ مالک اور مختار
ہو محکوم کسیکا نہو جو چاہے کرے ان معنون کو سوائے خدا کے کسیکو سید کہنا درست نہین ہے
اور دوسرے یہ کہ اور لوگون سے ممتاز ہو پس ان معنی کر پیغمبر خدا صلعم کو سید عالم کہنا اور جاننا
ضرور ہے پس جب یہ قاعدہ درست ہوا کہ الفاظ مشترکہ مین ارادہ شرط ہے وہ معنی کہ سوائے خدا کے
مخلوق مین ممکن ہون بولنا درست ہے پس لفظ عبد مین عموماً کیونکر شرک رہا کہ عبد الرسول اور
عبد النبی جو کوئی نام رکھے مشرک ہے اسلئے کہ عبد الدرہم اور عبد الدینار اور عبد العصا زبان عرب
مین مستعمل ہے اور شیخ محمد عابد سندی انصاری رحمہ الله نے کہ علمائے حرمین سے ہین اسباب مین رسالہ
لکھا ہے اور مستحسن رکھا ہے اس نام کو اسلئے کہ الفاظ مشترکہ بے اعتقاد اور نیت اور اقرار کے باعث
شرک نہین ہو سکتے ہین کہ شریعت مین مجاز اور کنایہ اور استعارہ معتبر ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ
اسمائے پیغمبر خدا صلعم کے مثل رؤف اور رحیم اور مومن اور عزیز اور حق اور عظیم اور خبیر اور شکور اور
شہید اور سوا اسکے کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہین بہت ہین اور شرک نہین ہین۔ اور اب معنی الٰہ کہ مدار
شرک اُسپر ہے معلوم کرنے چاہئیں پس لفظ الٰہ شرع مین بمعنی معبود برحق اور واجب لذاتہ ہے کہ
متصف بجمیع صفات کمال اور منزہ سب نقصان سے ہو جیساکہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے الاله هو
المعبود سواء عبد بحق او باطل ثم غلب استعماله علی المعبود بحق اور تفسیر رحمانی مین ہے
الاله اسم لذات المعبود فهو وان لوحظ فیه المعنی لم یقصد فلذلك لا یوصف به ثم
غلب علی المعبود بالحق اور اسی تفسیر رحمانی مین امام غزالی رح سے نقل کیا ہے الاله هو الموجود

الازلی لابدی الواجب لذاته المنزہ عما لایلیق به الموجد لغیرہ پس شرک شریعت مین نہین ہے مگر شریک کرنا غیر خدا کا ساتھ خدا کے الوہیت مین خواہ الوہیت بمعنی استحقاق العبادۃ ہو خواہ بمعنی وجوب وجود جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہے الاشراك هو اثبات الشریك فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود كما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام اور یہی شرک کفر ہے اور غیر مغفور برخلاف عقیدہ وہابیہ کہ ایک شرک اعلیٰ اور ایک ادنیٰ کہتے ہین آور شرک اعلیٰ کی چار قسمین کہتے ہین اور شرک ادنیٰ کی کوئی قسم نہین بیان کرتے نہ کچھ حال کہتے ہین بجز اسکے کہ سوائے ان چار قسمون کے اور شرک ادنیٰ ہین یہ ایک شریعت جدید ہے برخلاف دین اسلام عیاذاً باللہ منہا۔ اور اسیطرح باب شرک مین نقل کرتے ہین حدیث لاتقولن احدکم ما شاء اللہ و شاء فلان اور اس حدیث مین یہ نہین فرمایا کہ یہ شرک ہے بلکہ کہا ہے خفاجی نے شرح شفا مین هذا النهی تنزیهی لرعایة الادب بالواو الموهمة للتساوی اور شرح حدیث بئس خطیب القوم انت مین لکھا ہے امر النبی صلعم الخطیب بالافراد لئلا یوهم کلامه التسویة والمخاطب الوفد الذی قرب عهده بالاسلام ومثله قوله لاتقولوا ما شاء الله وشئت اولانه یفهم منه التساوی فیختص بمن کان حاله کذلك ویقوی هذا الاحتمال حدیث ابی داود الذی علم فیه النبی صلعم امته کیف خطبة الحاجة انتهی خلاصة اور حجۃ البالغہ مین ہے کہ نفی عدوی کچھ نفی اسکی اصلیت کی نہین ہے بلکہ اسکو سبب مستقل جانتے تھے اور توکل کھو گئے تھے اور ہامہ فتح باب شرک تھا اور ایسا ہی غول پس منع کیا اشتغال سے ساتھ ان کامون کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین اور ایسی ہی کہانت ہے کہ ممانعت اس سے بسبب فساد مظنہ شرک ہے اور ایسی ہی انواء و نجوم ہے اشتغال اسکے ساتھ منع ہے بسبب مظنہ کفر کے نہ یہ کہ انکی کچھ اصل نہین ہے۔ اور اسیطرح منع فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے دیکھنے توریت اور انجیل سے کہ وہ محرفہ ہین اور مظنہ عدم تعمیل و تعظیم قرآن ہے اور ایسی ہی ممانعت رقیہ اور تمائم سے جس حدیث مین ہے مراد اس سے وہ رقیہ اور تمائم ہین کہ جن مین شرک ہے نہ وہ جنمین کچھ شرک نہین خصوصاً صاحب آیات قرآنی اور عجز سے آگے خدا کے ہو اور ایسی ہی طیرہ ہے کہ اصلیت اسکی بے اصل نہین ہے مگر بسبب پیدا ہونے وسواس اور مظنہ کفر کے منع فرمایا ہے اسمین مشغول رہنے کو اور اسکے عمل مین لانے کو اور ایسے ہی ہے حدیث شومی عورت

اور گدھا اور گھوڑے مین اور ایسے ہی عین انسان اور نظر جن اور وجہ ممانعت اشتغال ایسے کامون میرا
بسبب پیدا ہونے وسواس اور مظنۂ شرک و فساد ہے نہ عدم اصلیت اِن چیزون کی انتہی ترجمہ حجۃ اللہ
البالغہ ملتقطاً اور وجہ ثبوت اصلیت اِن چیزون کی بھی اُسمین لکھی ہے جسکو منظور ہو دیکھے پس بعض
چیزو نیز انمین سے جو لفظ شرک وارد ہوا ہے جیسے تولیہ اور رقیہ اور تمائم کو شرک کہا ہے حدیث
ابوداود مین سو شرک سے مراد افعال مشرکین ہین جیسے کہا ہے شیخ محدث نے معنی حدیث مین کہ
آل عبداللہ بن مسعود بے پروا ہو شرک سے اور محتاج اسکے نہین کہ دفع امراض مین تمسک کرو ساتھ افعال
مشرکین کے کہ اکثر منتر اُس زمانہ کے متضمن شرک تھے بسبب مشتمل ہونے کے اسماء شیاطین پر اور ملا
علی قاری کہتے ہین کہ مراد شرک سے اعتقاد انکا ہے کہ یہ سبب قوی ہے اور اسیکے لئے تاثیر ہے
پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے کہ فقط وہی مؤثر ہے تو شرک جلی ہے اور ابوداود مین ہے
الطیرۃ شرک لکن یذھبہ اللہ بالتوکل پس اگر حقیقۃً شرک ہوتا تو توکل سے کیونکر رفع ہوتا۔
پس اطلاق شرک اس جگہ مجازاً ہے کہ افعال مشرکین اور اُن افعال کو کہ جنمین بسبب اعتقاد بد مظنہ
شرک تھا شرک فرمایا ہے نہ یہ کہ یہ افعال حقیقۃً شرک ہین جیسے اکثر افعال مثل نماز اور صبر اور حیا وغیرہ
کو ایمان یا شعبہ ایمان فرمایا ہے مجازاً اگر بے اعتقاد توحید اور رسالت اور معاد کے کہین کوئی علمائے
سلف سے قائل مومن ہونیکا فقط ان افعال سے نہین ہوا اسلئے کہ منافقین عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نماز روزہ اور جہاد ہمراہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرتے تھے مگر مسلمان نہ تھے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ
فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فرمایا ہے اور اسیطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
یعنی عطف کیا ہے عمل صالح کو ایمان پر اور معطوف اور معطوف علیہ متغائر ہوتے ہین ایک نہین ہوتے پس معلوم ہوا
کہ عمل صالح غیر ایمان ہین اور اسیطرح اکثر وہابیہ مشربون کو معنی بدعت مین اشتباس واقع ہوا ہے اول
یہ کہ ہر بدعت کو ضلالت کہتے ہین اور یہ غلط ہے اسلئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کو نعمت
البدعۃ ھذہ کہا ہے پس معلوم ہوا کہ ہر بدعت قبیح اور ضلالت نہین ہے بلکہ حسن بھی ہے جیسے تراویح
اور اسیطرح حدیث ترمذی اور ابن ماجہ مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من ابتدع بدعۃ
ضلالۃ لا یرضاھا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من عمل بھا یعنی جسنے نکالی
بدعت ضلالت کہ نہین پسند کرتا اُسکو خدا اور رسول اُسکا ہوگا اوپر اُسکے گناہ مثل گناہون عمل کرنیوالون

بکے اُسپر پس بدعت ضلالت کہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر ضلالت بھی ہین کہ خدا اور رسول اُنسے راضی
ہین جیسے تراویح وغیرہ مثل ترتیب اور کتابت قرآن و تصحیح و تدوین حدیث دوسرے یہ کہ جو امر قرون ثلثہ
مشہود لہا بالخیر مین مروج ہوا ہو وہ قطع نظر حسن و قبح امر سے بدعت نہین ہے اور جو بعد قرون ثلثہ
نکلا وہ بدعت ہے اور یہ سراسر غلط ہے اسواسطے کہ تراویح کو حضرت عمرؓ نے بدعت کہا اور وہ زمانہ
صحابہ تھا پس قرون ثلثہ مین بدعت ثابت ہے اور قید رواج بھی مخالف حدیث ہے کہ فرمایا ہے
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم یعنی اصحاب میرے مثل ستارون کے ہین جسکی پیروی
کروگے راہ یاب ہوگے اور اگر یہ بات صحیح ہو کہ جو کچھ قرون ثلثہ مین نیا نکلا وہ بدعت نہین تو چاہئے
کہ مذہب نواصب و خوارج اور روافض اور مرجئہ اور قدریہ اور معتزلہ اور مذہب مخلوق ہونے کلام اللہ
کا یہ سب ضلالت اور بدعت سیئہ نہون باوجودیکہ اتفاق ہے اہل سنت کا کہ یہ سب مذاہب ضلالت
ہین پس قرون ثلثہ مین بدعت حسنہ مثل تراویح اور بدعت ضلالت مثل مذہب شیعہ اور نواصب
دونو موجود ہین اور یہ بات کہ جو کام بعد قرون ثلثہ نکلا وہ بدعت ضلالت ہے مردود ہے حدیث
مثل امتی کمثل غیث لا یدری اولہا خیر او وسطہا او اخرہا سے یعنی اُمت میری مثل مینہ کے
ہے نہ معلوم کہ اول بہتر ہے یا اوسط یا آخر پس توقع خیر وسط و آخر مین بھی ہے یہ بات نہین کہ بعد
قرون ثلثہ خیر نہین ہی سب ضلالت ہے اور ایسی ہی رد کرتی ہے یہ حدیث من سن فی الاسلام
سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا و من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا و وزر
من عمل بہا یعنی جسنے نکالا دین اسلام مین طریقہ نیک واسطے اُسکے ہے ثواب اُسکا اور جو کوئی
عمل کرے اُسپر اور جسنے نکالا طریقہ بد پس واسطے اُسکے ہے گناہ اُسکا اور گناہ عمل کرنیوالون کا
اُسپر پس تعمیم من سن فی الاسلام سنۃ شامل ہے ہر زمانہ کو اور ایسی ہی دلالت ہے اسپر کہ جو
طریقہ نکلا ہر زمانہ مین نیک و بد ہوگا بے خصوصیت قرون ثلثہ کے اور دلالت ہے اسپر کہ بدعت
نیک و بد دو تو ہوتی ہین اور قرون ثلثہ کی نسبت جو خیر ہونا فرمایا ہے اُس سے یہ بات ثابت
نہین ہوتی کہ جو کچھ نئی بات اِس زمانہ مین نکلی وہ بدعت ضلالت نہین ورنہ مذہب نواصب
اور روافض ضلالت نہوتا اور ہونا خیر کا اور نکلنا طریقۂ نیک کا بعد قرون ثلثہ بھی بموجب
احادیث مذکورہ ثابت البتہ پیروی خلفاے راشدین اور صحابۂ کرام کی ہدایت ہے بموجب حدیث

کے اور تابعین اور تبع تابعین کے واسطے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ انکی کل پیروی ہدایت ہو اور
بہتری زمانہ سے یہ بات کچھ ضرور نہین ہے کہ اُس زمانہ کے مخترعات بھی سب نیک ہون پس یہ
عقیدہ سراسر غلط ہے اب معنی بدعت ضلالت کے کلام شارع سے سمجھنے چاہئین موافق اقوال
علمائے اہلِ حق کے پس صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے من احدث
فی امرنا ھذا مالیس منه فھو ردّ یعنی جسنے نکالی بیچ کام ہمارے اس کام دین کے وہ چیز کہ
نہین ہے اُسمین سے پس وہ مردود ہے اور احداث کے لئے کوئی زمانہ مقرر نہین فرمایا قرون ثلثہ ہون
یا بعد قرون ثلثہ چنانچہ جملہ اسمیہ دلالت اسی دوام اور استمرار پر کرتا ہے اور اسی وجہ سے عمر رض نے
تراویح کو بدعتِ نیک کہا اور ایسی ہی تعمیم مُحدث کی ہے لفظِ مَن کے ساتھ کہ کوئی کسی زمانہ
مین ہو اور امرنا ہذا سے مراد امرِ رسالت اور دین ہے بدلیلِ حدیث تابیر النخل کے چنانچہ فرمایا ہے
انتم اعلم بامور دنیاکم و اذا امرتکم من دینکم فخذوہ اور ایسے ہی قصۂ بریرہ مین فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے خاوند کو اختیار کرے اور جب اُسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت ہے
یا سفارش اور صلاح تب فرمایا کہ حکمِ رسالت نہین ہے مشورت اور مصلحت ہے خواہ قبول کرو خواہ
نہین اور دین کے معنی جزا کے ہین اور جب پیغمبر کا کام حکم کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر بشارت
دینی یا منع کرنا ایک کام کا ہے اور اُسپر ڈرانا جیسے قرآن مین ہے اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ
لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ اسلئے احکامِ رسالتِ پیغمبر خدا صلعم کو احکام دین کہتے ہین پس مراد امرنا
ہذا سے وہی کام دین کے ہین جو منصبِ رسالت سے فرماتے ہین انہین نئی بات مخالف اُن
کامون کے نکالنی بدعتِ سیئہ اور ضلالت ہے اور موافق اور مؤیّد انکی بدعت حسنہ ہے اور
نئی بات نکالنی کامون رسم اور عادات مباحہ غیر دین مین داخلِ بدعت نہین خواہ وہ رسم و
رواج کسی قوم کا ہو خواہ کسی شہر کا اسلئے کہ ہر قوم اور ہر ملک مین جُدا جُدا رسوم اور عادات ہین
جیسے کھانا شب دیگ کا یا پینا ہر وقت چاء کا عادت اہل کشمیر ہے اور کھانا ارہر کی دال اور
خشکہ کا عادت اہل بنارس اور مچھلی خشکہ کھانا عادت بنگالیون کی ہے یا پکانا بڑی خشکہ کا شادی
مین واسطے مہمانون کے رسم اہلِ خطہ ہے اسیطرح ہر ملک مین کھانے پینے اور لباس اور شادی
اور غمی مین ہر ایک قوم کی جدا جدا عادت اور رسم ہے چنانچہ میوات مین اکثر عورتین تنگ پاجامہ

تم خوب جانتے ہو اپنے دنیا کے کام کو اور جب مین حکم دون کسی دین کے کام کا پس تعمیل کرو اسکی ۱۲ منہ

یعنی نہین ہون مین مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا واسطے ایمان والون کے

پہنتی ہین اور پورب مین غرارہ دار اور کابل مین اکثر لوگ چغے اور بمبئی مین اکثر صدریان اور بنگالہ
مین ساڑھیان پہنتی ہین اور کشمیر مین عورتین کرتہ پہنتی ہین اور دہلی اور لکھنؤ مین انگیا کرتی پہننے
کی رسم ہے اس رسم مین کوئی نئی بات نکالنی مخالف رسم قوم بدعت نہین جب تک مخالف دین
نہو یعنی لباس متکبرانہ نہو اور اسراف بھی نہو اور ستر عورت بھی رہے اگر اسکے خلاف ہوگا جو حکم دین
ہے تو بدعت سیئہ ہو جاویگا اسیطرح طعام شادی ہین رسمین مختلف مین میوات مین شکرانہ ہوتا ہے
اور دہلی مین پلاؤ وغیرہ کی رسم ہے اور مارواڑ مین شیرہ پوری اسمین کوئی امر نکالنا خلاف رسم وعادت
قوم بدعت نہین البتہ جو احکام کھانے سے متعلق ہین از روئے حرمت اور کراہت اگر وہ پائے
جائینگے کسی ترکیب مین مثل فخر او رسمعہ اور شکر کے تو بدعت سیئہ ہے جیسے تاڑی پورب مین
اور ربڑی جو مثل دلیہ کے میوات مین کھاتے پکاتے ہین بدعت نہین۔ اسقدر یاد رکھنا چاہیے
کہ رسم اور رواج مباحہ مین کوئی بات نئی نکالنی مخالف رسم کے بدعت نہین جب تک مخالف حکم
دین نہو۔ اور احداث یعنی نیا نکالنا ہر امر مین دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ جو اصل مراد اُس کام سے
ہے فوت ہو جاوے مثلاً قینچی کہ مطلب اُس سے کترنا کپڑہ و کاغذ وغیرہ کا ہے اگر کوئی ایسی ترکیب
نکالے کہ اُس سے کچھ کترا نہ جائے اور مطلب اصلی اُس سے جو تھا مفقود ہو تو اسکو قینچی نہین کہینگے
گو صورت قینچی کے کچھ باقی رہے۔ دوسرے یہ کہ جو مراد اُس سے ہے وہ بوجہ احسن ظہور مین آئے مثلاً
قینچی ایسی ترکیب کی نکالے کہ دونو حلقے باہم ملکر مختصر ہو جائین اور کترنے کپڑے وغیرہ مین بہت
چاق ہو تو بہت تحفہ قینچی کہینگے جیسے معالجہ اصول یونانی مین پہلے مسہل سقمونیا اور ایلوے وغیرہ
کا تھا بعدہ نقوع املتاس مع سنا وغیرہ نکلا مگر اسکو مخالف اصول یونانی نہین کہتے اسلئے کہ تنقیہ
اخلاط جو اُس سے مقصود تھا اس سے بخوبی حاصل ہے پس جب احداث دو طرح کا تھا اسلئے
جناب رسالت مآب قائل اوتیت جوامع الکلم نے اُس احداث کو مشرح کیا اور فرمایا الیس منہ
اگر یہ نفرماتے تو کل محدثات مثل تراویح وغیرہ بدعت سیئہ ہوتی اب مالیس منہ کہنے سے معلوم ہوا
جو کچھ مخالف امر دین نہین ہے بلکہ موافق اور موئد ہے جیسے تراویح اور فقہ اور نحو اور طرق ذکر او
ل اور مراقبہ اور محاسبہ کے وہ مقبول اور نیک ہین اور جو کام مخالف امر دین ہے جیسے مذہب
اور خوارج اور دیگر اہل بدع اور اہوا کا وہ نامقبول اور مردود ہے اور غلط ہوئی یہ بات کہ

ہر نیا امر موافق امر دین ہو یا مخالف وہ بدعت سیئہ ہے اسلئے کہ اگر یہ مطلب ہوتا تو مالیس نفرماتے من احدث فی امرنا ھذا فھو رد کافی تھا پس مراد مالیس منہ سے وہ ہے کہ مؤید اور موافق اصول مسلمہ دین کے نہو بلکہ مخالف ہو ورنہ جب ایک امر نیا نکلا تو بعینہ وہ پہلا امر نہین رہتا بلکہ کوئی خصوصیت زمانی اور مکانی اور تخصیص وضع وغیرہ اُسکے ساتھ اور بھی ملحق ہوگی وہ اگر موافق اور مؤید امور دین نہو بلکہ مخالف ہو تو مردود دین اور بدعت سیئہ ہے اور محدثات امور سے حدیث ایاکم و محدثات الامور مین وہی امور مراد ہین کہ مخالف احکام رسالت ہون ورنہ تراویح بدعت حسنہ اور سنت نہوتی اور حضرت بلال رض نے جو دو رکعت نماز بعد وضو نئی پڑھنی شروع کی تھین بے تعلیم آنحضرت صلعم کے سنت تقریری نہ ہوتین پس جب نماز جنس عبادت سے تھی اور عبادت ایک امور دین سے ہے کچھ تعین زمان اور تعداد رکعات اور تخصیص وضع جلسات سے بدعت ضلالت نہوئی اسلئے کہ یہ مخصصات محدثہ اُسکو عبادت ہونے سے خارج نہین کرتے نہ کچھ مخالفت امر دین ہین ان محدثات سے پیدا ہوتی ہے کہ مالیس منہ مین داخل ہون اور بدعت ضلالت تصور کئے جاوین آور اسی جگہ سے مولوی رفیع الدین صاحب نے اپنے فتوے مین لکھا ہے کہ طعام فاتحہ بزرگون مین بے شبہ امر مستحسن ہے اور تخصیص ماکولات کی جیسے فاتحہ شیخ عبدالحق اور اصحاب کہف اور فاتحہ امام حسین رض مین فعل مخصص ہے باعث منع نہین ہوسکتا ہے یہ تخصیصات قسم عرف اور عادت سے ہین چنانچہ تخصیص کھچڑہ کی فاتحہ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ مین درمختار مین ہے اور تخصیص آنحضرت صلعم کی بیچ ذبح جانور اور تقسیم گوشت کے ساتھ دوستان خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کے حدیث صحیح سے ثابت ہے فقط آور شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتوائی جواز عرس مین لکھا ہے کہ بہیئت مجموعی جو بہت سے آدمی جمع ہوکر ختم کلام اللہ کرتے ہین اور فاتحہ شیرینی یا کھانے پر دیکر تقسیم کرتے ہین یہ معمول زمان پیغمبر خدا صلعم اور خلفائے راشدین مین نہ تھا اور اگر کوئی کرے تو کچھ ڈر نہین کہ اسمین کچھ قباحت نہین بلکہ فائدہ زندون اور مُردون کو حاصل ہے آور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد بدعا ختم وطعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت کی نہین ہے آور اسی جگہ سے منع کرنا حضرت عمر رض کا عورتون کو مسجد مین آنے سے واسطے نماز کے بدعت ضلالت نہوا بلکہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ اگر عورتون کو اس صفت پر جناب رسول مقبول صلعم بھی دیکھتے تو منع فرماتے باوجودیکہ حضرت کے

یہ ذکر غرض کا ہونے سے ۱۲ منہ

وقت مین عورتین مسجد مین نماز کو آتی تھین اسلیئے کہ پرہیزگاری ملاک امر دین ہے اور باہر نکلنے سے عورتون کے اندیشہ فساد زنا وغیرہ ہوتا ہے خصوصًا جب شہوت غالب ہو اور تقویٰ کمتر اور حکم الٰہی ہے یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ یعنی آنکھین بند رکھین غیر مردون کے دیکھنے سے اور باہر نکلنے مین مخالفت اس امر کی لازم آتی تھی پس یہ ممانعت مالیس منہ مین نہ داخل تھی اسیواسطے محمود ہوئی اور بُری نہوئی پس احکام رسالت کو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ جیسے طب یونانی مین قواعد بوعلی سینا کو دستور اور قانون کلی سمجھتے ہین اگرچہ کسی وقت کسی امر جزئی مین کسیکو مخالفت معلوم ہو ظاہر مین جیسے سہل املتاس مگر جب تک اصول کلیہ مقررہ اُسکے سے خارج نہو خلاف طب یونانی نہین اور جب جاننا علم عقائد اور مسائل نماز روزہ اور حلال حرام کا فرض تھا کہ حدیث مین ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ اور یہ سب علم قرآن حدیث مین ہین اور وہ عربی زبان ہے بے صرف اور نحو کے کچھ نہین معلوم ہوتا اسلیئے علما نے نحو کو بدعت واجب لکھا ہے کہ ذریعہ علم قرآن اور فہم حدیث ہے اور وہ فرض ہے وقت پیش آنے معاملہ کے ہر شخص پر ورنہ فرض کفایہ ہے پس جو امر مخالف مقصود دین ہے وہ البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے مطلب لباس سے دین مین تستر ہے اور دفع سرد اور اظہار شکر خدا نہ تبختر اور افتخار پس غرض جس لباس سے تبختر اور تکبر ہو نہ تستر وہ بدعت سیئہ ہے اور ایسا ہی نکاح کا حال ہے کہ مقصود اُس سے دین مین حفظ نسل ہے اور حفظ اموال اور احصان نہ استیفائے لذت شہوانی چنانچہ فرماتا ہے مُحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ پس جو کوئی نکاح فقط شہوت رانی کو کرے اور مقصود احصان وغیرہ نہو بلکہ ناز وعشوہ اور جمال اور دلال ظاہری کو عفت عورت پر اختیار کرے اور جب وہ بات اُسمین سے زائل ہوجائے طلاق دیکر دوسری عورت ایسی ہی تلاش کرے واسطے نکاح کے مثل متعہ کے اسی نیت سے کہ جب تک وہ جوان اور خوبصورت ہے ایسا نکاح بدعت سئیہ ہے اور جو امر موافق اور موئد اصول دین ہے وہ بدعت نیک ہے جیسے علم نحو کہ علما اسکو بدعت مفروضہ کہتے ہین۔ اور ایسے ہی مسائل فقہ مجتہدین بدعت حسنہ ہین چنانچہ علم فقہ کو علم دین کہتے ہین اگرچہ یہ مسائل پیچھے مجتہدون نے نکالے ہین مگر جو کہ مخرج اُنکا احکام رسالت ہین اسلیئے انپر مالیس منہ کہنا صادق نہین آتا بلکہ محل استنباط اور مقیس علیہ ان مسائل کا احکام اور اصول دین ہین یہ بھی داخل علم دین ہین جیسے کہ

بوجہ ...

عورتون کا مسجد مین جانا ... اور مسلمان ...

بعض صحابہ نے پیغمبر خدا صلعم سے عرض کیا کہ جب قرآن اور حدیث مین نہ پاؤنگا تو اجتہاد[1] کرونگا
اور آپنے فرمایا ہے کہ الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ اور ابو داؤد اور ابو حزم وغیرہ اصحاب ظواہر
جو منکر قیاس ہین انکا مذہب اہل سنت کے نزدیک مردود ہے چنانچہ انہون نے بھی بعد مقید
ہونے کے توبہ کی ہے اور ایسے ہی بیع قرآن اور اجرت کتابت قرآن پر لینی بدعت حسنہ ہے
کہ بعد زمان خلفاے راشدین یہ امر پیدا ہوا اور صحابہ اور تابعین اسکو برا جانتے تھے اور امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ اور انکے استاد امام نخعی مکروہ فرماتے تھے چنانچہ فتح العزیز مین بیچ تفسیر آیۃ وَيَكْتُبُوْنَ
الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا کے مین سب
حال مفصل لکھا ہے کہ زمان صحابہ مین قلم دوات منبر پاس رکھتے تھے ہر کاتب قدرے قرآن لکھدیتا
تھا اسطرح قرآن لکھا جاتا تھا اور اقوال صحابہ درباب منع بیع قرآن اور ممانعت اجرت پر لکھنے قرآن
کے اسمین مذکور ہین اور آخر مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور ایسا ہی حال ہے اجرت
تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ اور آذان دینی اور نماز پڑھانے اور خطبۂ نکاح پڑھانے کا اور اجرت
قضا اور افتا اور احتساب اور تحصیل خراج اور عشر اور زکوٰۃ کا کہ زمان سابق مین یہ کام حسبۃ
للہ لوگ کرتے تھے اور سلاطین عادل مال مسلمین سے کچھ دیتے تھے نہ بطور مزدوری کے بلکہ بطور اعانت
کے اور اجرت لینے کو عبادت کے کام پر حرام کہتے تھے اور متاخرین علما جو اسکو جائز کہتے ہین وہ
اس اجرت کو بعوض حاضر رہنے مکان خاص اور زمان معین کے مباح کہتے ہین نہ مقابل عبادت
کے اسلئے کہ جب محض ثواب کی نظر سے کوئی قرآن پڑھانے والا نہ ملا کہ تمام دن پڑھاوے اور
اجرت دیکر سکھانہ جاوے تو قرآن پڑھنے سے لوگ محروم رہتے ہین کہ عمدہ عبادت اور جزو دین کی
ہے اور جب قرآن پڑھانا فقط عبادت ہے اور ایک مکان خاص مین بیٹھنا اور وقت معین پر
حاضر رہنا عبادت نہین بلکہ امر مباح ہے اسلئے اجرت مقابل اس تعین زمان اور خصوصیت مکان
کے ہے نہ مقابل قرآن پڑھانے کے اور ایسا ہی حال اذان اور اقامت کا ہے پس یہ بدعت حسنہ
ہے اسلئے کہ مخالف امر دین کے نہین بلکہ مؤید دین ہے کہ بغیر اسکے بہت سارے کام دین کے مختل
اور خراب رہتے ہین اور اس جگہ بعض لوگ کہتے ہین کہ نئی باتین نکالنی امر دین مین بدعت مردود
ہین اور لباس اور طعام اور صناعات مین مثل نقاشی و زرگری و خیاطی وغیرہ اور علوم غیر دین مین مثل

[1] تو اپنی عقل سے اجتہاد کرونگا ۱۲ منہ
[2] سب تعریفین ثابت ہین واسطے اللہ کے جسنے توفیق دی رسول رسول اللہ صلعم کو ۱۲ منہ

موسیقی ونیرنجات وطلسمات وغیرہ مین کچھ بدعت نہین یہ نادانی اور غلط فہمی اُن لوگون کی ہے بلکہ حکم رسالت اور دین ہر چیز سے خواہ قسم لباس و طعام سے ہو یا کسی علوم و صنائع سے ایکطرح کا علاقہ رکھتے ہین وجوب اور امتناع اور اباحت سے مثلاً لباس مین بقدر ستر عورت فرض ہے اور درازی جامہ اسقدر کہ ٹخنے ڈھک جائین بطریق تکبر منع ہے اور ٹخنے سے اونچا مباح ہے اسیطرح لباس ریشمی اور معصفر اور زعفرانی مردون کو حرام ہے اور علیٰ ہذا القیاس بہت سارے احکام لباس ہین کہ کتب فقہ اور حدیث مین موجود ہین اب اگر کوئی ایسا لباس نکالے کہ اُسمین ستر کُھلا رہتا ہو البتہ بدعت ضلالت ہے جیسے بعض فقرا رسول شاہی وغیرہ رکھتے ہین یا ایسا لباس نکالے کہ اُسمین اسراف ہو یا تبختر اور تکبر کے آثار بہمہ جہت موجود ہون خالی بدعت سیئہ سے نہوگا اور اسیطرح احکام طعام ہین اگر کوئی ایسی ترکیب سے کھانا پکاوے کہ جسمین تنفر پیدا ہو البتہ بدعت سیئہ ہے یا مثل ہنود کے برہنہ سر اور بدن ہو کر کھانا اختیار کرے یا ترکیب عجم خوان مین انواع اطعمہ کثیر فخراً اپنے روبرو رکھکر کھانا ایجاد کرے یا ترک طعام یا تقلیل کسی ترکیب سے اسقدر کرے کہ عبادت مفروضہ ادا کرنے مین قصور واقع ہو یہ بدعت سیئہ ہین اور کھانے مین لباس سے زیادہ بدعات نکلتی ہین مقدار طعام اور جنس طعام اور ترکیب پخت و پز اور طریق اکل مین غور کرنے سے معلوم ہوتی ہین۔ اور صناعات اور علوم کا حال یہ ہے کہ اگر وہ ممنوع ہے شرعاً مثل نجوم اور موسیقی اور مصوری تو اُسمین نیا نکالنا اور باجو نکا اور قواعد نجوم اور تصویر کا بطریق اولیٰ بدعت ضلالت ہے اور اگر وہ علوم اور صناعات قسم لہو ولعب سے ہین مثل طلسم اور نیرنج وغیرہ کے تو زیادتی ایسے کامون مین سا نہ نکالنے نئی باتون کے ظاہرا بدعت سیئہ ہے اور اگر وہ صناعتین اُمور مباحہ سے ہین مگر کچھ منفعت نہین جیسے نقاشی زرگری گجکاری کہ انسے کچھ فائدہ مرتب نہین بجز نزہت خاطر یا زینت اور افتخار کے پس ایسے کامون مین کمال پیدا کرنا اور ایجاد کرنے نئی باتون کو بجز کھونے عمر کے لہو ولعب مین اور کیا کہہ سکتے ہین اور نکالنا لہو ولعب کا بدعت سیئہ ہے اور اگر وہ کام امور مباحہ نافعہ سے ہے جیسے نجاری خیاطی وغیرہ تو اُسمین اگر کوئی بات ایسی دغا کی نکالے کہ جسمین کام بنوانے والے کو نقصان پہونچے تو وہ بدعت ضلالت ہے مثلاً اگر خیاط ایسی قطع کپڑون مین نکالے کہ اسراف ہو یا نقصان سلانے والیکا یا اطلس کی ٹوپی مردون کے لئے سینی ایجاد کرے تو یہ بدعت سیئہ ہے اور غور کرنا چاہئے کہ اجارہ مین جو شرائط کہ دین مین مقرر ہین کہ اجرت معلوم ہو مجہول نہو اور وہ اُجرت عمل مزدور سے نہ پیدا ہوئی ہو اور ایسے کام پر کیا

انھین محنت بھی ہو اور وہ کام مباح ہو فرض نہو مثل نماز روزہ کے پس اگر کوئی ایسے کام پر اجرت لے
کہ اُسمین یہ شرطین نہون بلکہ کوئی بات اپنی طرف سے ایجاد کرے مثلاً اپنی عزت اور وجاہت کے
سبب سے جو کام کرے اُسپر اجرت لے اور کہے کہ یہ مزدوری مقابل نگہداشت مزاج حاکم ہے یا اُجرت وکالت
کو درست سمجھ کر اجرت صلح متخاصمین سے لے پس یہ اُجرت بدعت سیئہ ہے اور اسیطرح بیع اور قرض
اور ربوا اور سلم اور شرکت وغیرہ معاملات کی شرائط اور تحسنات دین مین مقرر ہین اگر کوئی شخص کوئی اور
بات نکالے کہ دین مین شارع سے مقرر نہین اُسکو بجائے اُس امر کے کہ شارع سے مقرر ہے شرط
یا رکن اس کام کا سمجھے یا کسی شرط اور رکن شرعی کو غیر معتبر سمجھے مثلاً سور کی یا غلام بھاگے ہوے
کی بیع کرے اور یہ کہے کہ سور مین منفعت ہے اور بیع اُس چیز کی جس سے منفعت ہو درست ہے اور اغلام
مفرور خارج ملک سے نہین ہوتا ہے اور بیع مملوک جائز ہے یا شئے غیر مقبوضہ کو بعد خرید کے بیچے اور کہے
کہ خرید نا بجائے قبضہ کے ہے یہ سب بدعات سیئہ ہین اور اسیطرح بیع سلم مین اگر وقت مشکوک
رکھے کہ مبیع رمضان مین یا ذی الحجہ مین لے لونگا یا یہ کہے کہ نماز بے رکوع ہو جاتی ہے کہ قیام سے
سجدہ مین جب آدمی جاتا ہے تو حالت رکوع از خود ادا ہو جاتی ہے پس جس کام مین کہ حکم شارع
سے مقرر ہے اسکی خلاف کوئی بات ایجاد کرے بدعت سیئہ ہے اور اکثر صناعات اور معاملات
وغیرہ مین کچھ نہ کچھ حکم شارع سے لگا ہوا ہے پس اُسمین خلاف اُسکے نئی بات بدعت مردود ہے
مگر وہ لوگ جنکو آگاہ کرنا بدعات سیئہ پر کچھ مقصود نہین بلکہ مطلب اصلی گھٹانا محبت اور عظمت
انبیا اور صلحا کا ہے بحیلہ شرک و بدعت عوام الناس کے دلون مین سے وہ ایسی بدعات کو نہین
ظاہر کرتے بلکہ اکثر باتین جنکو علمائے اہل سنت مباح اور نیک کہتے ہین یا داخل رسم و عادات ہین
اُنکو بدعت کہکر لوگون کو انبیا اور اولیا سے متنفر کرتے ہین؛ اور یہ نہین غور کرتے کہ محبت اور عظمت
مخلصان خدا کی دل مین سے کم ہونی باعث کم ہونے محبت خدا کا ہے پس ظاہر ہوا حدیث ترمذی
اور حدیث من سن فی الاسلام اور اثر عمرؓ سے کہ بدعت نیک اور بد دو طرح کی ہین اور بدعت بد اور
مردود وہ ہے کہ مخالف حکم شارع اور احکام رسالت ہو اور جو بدعت موئد اور موافق احکام دین ہے
وہ سنت ہے مثل تراویح کے یا واجب مثل نحو اور فقہ وغیرہ کے یا مباح **اب بیان کئے جاتے ہین اسپر**
اقوال علمائے سلف کے سنداً جو مذکور ہین ہدایہ مکیہ مین ملخصاً اور ملتقطاً۔ کہا ہے ابو عمر عبد العزیز بن

عبدالسلام نے کتاب قواعد مین کہ بدعت یا واجب ہے یا حرام یا مستحب یا مکروہ یا مباح اور طریقہ اسکے
معلوم کرنیکا یہ ہے کہ پیش کیجائے بدعت قواعد شریعت پر اگر داخل قواعد ایجاب ہے تو واجب ہے اور جو
داخل قواعد تحریم ہے تو حرام ہے اور جو داخل قواعد کراہت اور ندب ہے تو مکروہ اور مندوب ہے اور داخل
اصول مباح ہے تو مباح ہے پس شغل علم نحو کہ جس سے معنی قرآن اور حدیث سمجھے جاتے ہین واجب
ہے اسلئے کہ حفظ شریعت واجب ہے اور وہ بغیر اسکے ممکن نہین اور جو چیز کہ بغیر اسکے اتمام واجب
نہو سکے وہ بھی واجب ہوتی ہے اور اسیطرح واجب ہے علم اصول فقہ اور کلام کرنا جرح اور تعدیل میز
اور جدا کرنا صحیح اور سقیم کا اور یاد کرنا غریب الکتاب اور سنت کا لغت سے اسلئے کہ حفظ شریعت فرض
کفایہ ہے اور بغیر ان کامون کے ممکن نہین اور مذاہب قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ بدعت
حرام ہین اور رد کرنا ان بدعات کا واجب اور تعمیر سراوین اور مدرسون اور تراویح اور علم دقائق
تصوف اور کام نیک کہ زمانہ سابق مین نہ تھا اور محفل علما واسطے تحقیق مسائل دین کے سب بدعات
مندوبہ ہین اور زخارف مساجد اور تزوین مصاحف بدعت مکروہ ہے اور مصافحہ بعد نماز فجر اور عصر
اور وسعت اکل حلال اور لباس اور مکان مین بدعت مباح ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے بسند
بیچ مناقب شافعی کے کہ کہا امام شافعی رح نے کہ محدثات امور دو طرح پر ہین ایک وہ کہ نیا نکلا اور
نیک ہے بلا اختلاف یہ بدعت محدثہ غیر مذمومہ ہے کہ جیسے کہا عمر رض نے بیچ قیام رمضان کے کہ نعمت
البدعۃ ہذہ یعنی یہ محدث ہے کہ پہلے نہ تھی اور نیک ہے فقط پس کلام ابن عبد السلام اور امام شافعی
رح کا باطل کرتا ہے اسکو کہ ہر بدعت ضلالت ہو اب ذکر ہی سند معنی حدیث کا جو مذکور کئے گئے
کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی شرح حدیث عائشہ رض
مین قالت قال رسول الله صلعم من احدث ای انشا واخترع من قبل نفسه فی امرنا
ای شاننا الذی نحن علیه وهو ما شرعه الله ورسوله واستمر العمل به ومن ثم جاء فی
روایة دیننا والمراد الحکم هذا ما لیس منه مما ینافیه او لا یشهد له شیء من قواعد
وادلته فهو رد ای مردود علی فاعله لبطلانه وعدم الاعتداد به سواء کانت منافیة
لما ذکر لعدم مشروعیة بالکلیة او للاخلال بشرطه او رکنه عبادة کان او عقدا
او للزیادة علی المشروع او لارتکابه منها وفیه الی آخره چنانچہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ

کہ جس شخص نے نکالی نئی بات اپنے دل سے احکام خدا اور رسول مین مخالف احکام شرع پس وہ مردود ہے
برابر ہے کہ ہو مخالف امر دین مین بسبب غیر مشروع ہونے اُسکے بالکل یا بسبب خلل کسی شرط یا رکن کے
عبادت ہو یا کوئی عقد معاملہ یا بسبب زیادتی کے کسی امر مشروع پر جیسے نماز بے وضو کے یا بسبب مرکب
ہونے اُسکے غیر مشروع سے یا واقع ہونے سے غیر مشروع مین جیسے نماز بیچ مغصوب کے یا حج ساتھ مال
حرام کے یا ذبح مغصوب کا یا اعتکاف ساتھ کبیرہ گناہ کے یا روزہ ساتھ ایک نحو کذب کے یا بیع ساتھ ایک نحو بخس کے اور سوا اسکے
وہ امر کہ نہی اُنمین بسبب امر خارج کے ہے موافق راے ضعیف کے بعض دلائل سے بخلاف اُنکے کہ نہی
جنمین بالذات ہے پس تحقیق وہ باطل کرتی ہے اُسکو جیسے ذبح کرنا احرام والے کا صید کو یا پہنا موزہ
کا بلا عذر پس نہ مسح کرے اُسپر اور جماع روزہ دار کا اور حاجی کا پہلے حلال ہونے سے اور وہ جو نہ مخالف
ہو کسی امر دین کے اسطرح پر کہ شاہد ہون اُسکے لئے ادلہ شرعی یا قواعد شرعی پس وہ مردود نہین ہے بلکہ
مقبول ہے جیسے بنانا سرایون کا اور انواع نیک کام کہ پہلے زمانہ مین نہ تھے پس یہ موافق امر شریعت
مین اسلئے کہ صنع امر معروف اور معاونت بر و تقویٰ پر حکم ہے شریعت مین اور جیسے تصنیف علوم نافعہ
شرعی مین اور ثابت کرنا قواعد شرع کا اور نکالنا تفریعات کا اور بیان کرنا حکم اُنکا اور تفسیر قرآن اور
حدیث اور گفتگو اسانید مین اور تدوین اور تتبع کلام عرب اور استخراج علوم مثل نحو اور معانی اور بیان
کے اور مانند اسکے سب نیک ہین کہ معین ہین معرفت معانی قرآن اور حدیث مین پس حکم مامور بہ مین ہین اور
ایسے ہی تفریع اصول و فروع اور ضروریات علم حساب وغیرہ نیک ہے اور ایسی ہی کتابت قرآن ہے
اور تعین اور تدوین مذاہب اور تصنیف انمین واسطے مزید ایضاح کے اسلئے کہ نہایت اُنکی دین ہے ایک
واسطہ یا کئی واسطے سے پس یہ کام مقبول اور مثاب اور ممدوح ہین اور مثال ان سب کی معاملہ ابوبکر
صدیق اور عمر فاروق اور زید بن ثابت ہے رضی اللہ عنہم بیچ جمع کرنے قرآن کے جب کہا حضرت عمر رض
نے جناب ابوبکر صدیق رض سے واسطے لکھنے قرآن شریف کے بسبب خوف مندرس ہو جانے قرآن کے
مرجانے صحابہ کرام سے جب بہت واقع ہوا قتال دن یمامہ کے پس توقف کیا حضرت ابوبکر رض نے
واسطے ہونے اسکے بصورت بدعت پھر کھولدیا اللہ تعالیٰ نے سینہ اُسکا اور ظاہر ہوا کہ مرجع اسکا طرف
دین کے ہے اور یہ امر خارج دین نہین پھر بلایا زید بن ثابت کو اور حکم دیا ساتھ جمع کرنے قرآن کے پس
کہا زید بن ثابت نے کہ کیونکر کرتے ہین آپ وہ کام کہ نہین کیا رسول اللہ صلعم نے پس فرمایا کہ تحقیق یہ خیر

ہے اور دیر تک رہی رد وبدل انکی یہانتک کہ کھولدیا اللہ نے سینہ زید ابن ثابت کا جیسا کھولا تھا سینہ
ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا اور ایسے ہی معاملہ عمر رض کا ہے بیچ جمع کرنے لوگون کے واسطے تراویح کے مسجد
مین باوجود ترک فرمانے پیغمبر خدا صلعم کے چند شب کرکے اور کہا عمر رض نے نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اگرچہ
یہ کام نیا حادث ہے مگر مردود نہین ہے بسبب مخالفت کے بلکہ موافق دین ہے کہ ترک پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا خوف فرض ہوجانے سے تھا اب بسبب وفات آپکے وہ خوف جاتا رہا فقط اور کہا امام
شافعی رحمہ اللہ نے جو بات نئی نکلے اور مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالت
ہے اور جو بات نئی نکلے نیک اور نہین مخالف کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے پس وہ بدعت نیک
ہے اور کہا علامہ ابو شامہ نے کہ نہایت حق کام یہ ہے کہ نکلا بیچ زمانہ ہمارے کے جو کیا جاتا ہے ہر
سال موافق یوم پیدائش صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقات اور نیکیون سے ساتھ اظہار خوشی اور زینت
کے پس تحقیق یہ کام بسبب پہونچنے احسان کے فقرا کو مشعر محبت پیغمبر خدا صلعم ہے اور عظمت اور جلالت
آنحضرت کی بھی ہے بیچ دل کرنے والے اس کام کے اور ادائے شکر حق تعالی بھی ہے اوپر بھیجنے ایسے
رسول رحمۃ للعالمین کے۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے جو مخالف اسکے ہو صریحًا یا التزامًا اور یہ بدعت کبھی حرام
ہوتی ہے اور کبھی مکروہ اور کبھی طاعت اور قرب اور کہا بیچ شرح روایت مسلم کے من عمل منکم عملا
لیس علیہ امرنا ای حکمنا واذننا بخلافہ الی اخرہ خلاصہ ترجمہ اسکا یہ ہے یعنی جسنے کام کیا ایسا
کہ نہین ہے اسپر حکم ہمارا اے حکم اور اذن ہمارا خلاف اسکے ہے اسی جگہ سے خوش ہوے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم بسبب لے لینے خالد کے علم کو غزوہ مؤتہ مین باوجود عدم حکم کے اور تعریف کی انکی اس
کام پر اسلیئے کہ یہ مصلحت عام تھی موقوف حکم خاص پر نہ تھی۔ اور ایسا ہی حکم ہے کل تخصیصات کا ساتھ
دلائل عام کے اسلیئے کہ اسپر حکم شارع ہے خلاف حکم نہین ہے جیسے کہ تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال رض کی دو رکعت نماز پر بعد ہر وضو کے باوجودیکہ انہون نے نہین سیکھا تھا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ استنباط کیا تھا مطلق حکم نماز سے فقط اور لکھا ہے فتح المبین مین حافظ ابن حجر
نے بیچ شرح حدیث ایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ اور معنی بدعت کے لغت مین یہ ہین کہ
نئی نکالی جاوے ایک چیز بے مثال سابق جیسے فرمایا ہے بدیع السموات والارض یعنی موجد زمین اور
آسمان کا بے مثال سابق۔ اور شرع مین وہ چیز کہ نئی نکالی جاوے خلاف امر شارع کے اور مخالف دلیل

شرعی کے خاص ہو یا عام ضلالۃ اسلئے کہ حق امر شرعی ہین پس جو کام کہ نہ رجوع ہو اُسکی طرف امر شرعی
وہ گمراہی ہے اسلئے کہ نہین بعد حق کے مگر گمراہی اور مراد محدث سے وہی بدعت ہے اور گمراہی اُسمین
یہ ہے کہ اُسکی کچھ اصل شرع مین ثابت نہو باعثِ احداث فقط شہوت اور ارادہ ہو پس یہ باطل ہے
قطعاً بخلاف اُس محدث کے کہ جسکے لئے شریعت سے اصل ہے یا قیاس ایک نظیر کا ہے دوسری
نظیر پر یا بغیر اسکے پس یہ نیک ہے اسلئے کہ یہ طریقِ خلفائے راشدین اور ایمۂ دین کا ہے کہ عمرؓ نے
تراویح کو نعمت البدعۃ کہا پس اطلاق لفظِ محدث اور بدعت سے یہ مذموم نہین ہوئی اور بدعت منقسم
ہے طرف احکام خمسہ کے حسب پیش کیجاوے قواعد شرعیہ پر پس بدعت یا فرض بالکفایہ ہے جیسے
سب علوم عربیہ کہ جنپر سمجھنا کتاب اور سنت کا موقوف ہے مانند نحو اور صرف اور معانی اور بیان اور
لغت کے اور جیسے علم جرح اور تعدیل اور جدا کرنا حدیث صحیح کا غیر صحیح سے اور تدوین فقہ اور اصول اور رد
کرنا قدریہ اور جبریہ اور مرجئہ اور مجسمہ وغیرہ کا اسلئے کہ حفظِ شریعت فرض کفایہ ہے چنانچہ قواعد شرع اسپر دال ہین
اور نہین محفوظ رہتی شریعت بے ان کامون کے اور جو کام کہ بغیر اُسکے تمام نہو ایک واجب وہ بھی
واجب ہوتا ہے اور یا بدعت حرام ہے جیسے تمام مذاہب باطلہ سوائے مذہب اہل سنت وجماعت
کے اور یا بدعت مندوبہ ہے جیسے احداث مدرسون اور سراؤن کا اور ہر نیک کام کا کہ پہلے نہ تھا
اور یا بدعت مکروہہ ہے جیسے تزویق مصاحف یا تزخرف مساجد اور یا بدعتِ مباح ہے جیسے فراخی
لذیذ کھانون مین جسطرح ذکر کیا ہے ابن عبد السلام نے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ محدثات الامور
عام ہین اور مراد خاص اسلیئے کہ سنت خلفائے راشدین بھی محدثات سے ہے اور ہمکو حکم ہے اُسکی
پیروی کا اور ایسی ہی سنت الخلفاء عام ہے اور مراد خاص اسلئے کہ جب فرض کیا جاوے کہ خلیفہ
راشدہ نے ایک طریقہ نکالا کہ دلیل شرعی مانع ہے اُسکے اتباع سے اور یہ منافی اُسکے رشد کو نہین ہے
اسلئے کہ خطا مصیب سے بھی ہوتی ہے اور کبھی کجی مستقیم مین بھی ہو جاتی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ کلام
یا عام ہے اور مراد بھی اُس سے عام جیسے اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یا خاص ہے اور مراد بھی اُس
سے خاص جیسے فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَہَا یا عام ہے مراد اُس سے خاص جیسے
اُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اور یا خاص ہے اور مراد عام جیسے وَلَا تَقُلْ لَّہُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْہَرْہُمَا اے
نہ ایذا دے کچھ انتہٰی ترجمہ عبارت فتح المبین اور لکھا ہے سیرت شامی مین بیچ مقدمہ مولد رسول مقبولؐ

صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ بیان کیا استحباب اور استحسان اسکا بہت علما اور ائمۂ دین سے مثل ابو خیثمہ
سخاوی اور ابن جزری اور ابن کثیر اور ابن وحیہ اور ابو شامہ شیخ نووی اور ابن جوزی اور ابن طغربلی
اور ابن قفل اور شیخ ابی عبد اللہ بن محمد بن ابن نعمان اور جمال الدین عجمی اور یوسف حجار اور یوسف
ابن علی بن زریق اور ابو بکر حجازی اور ابا موسیٰ زرہولی اور ابن بطاح اور مخلص کنانی اور ظہیر الدین
ابن جعفر اور نصیر الدین اور شیخ عمر موصلی اور صدر الدین بن عمر وکہ ان سب علما نے ثابت کیا ہے
حسن اسکا دلائل سے اور ایسا ہی امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ موافقت کرے
قوم کی بیچ قیام کے جب کھڑا ہوا ایک اُنمین سے وجد سے یا با ختیار اور کھڑے ہوے لوگ واسطے
اُسکے پس ضرور ہے موافقت سے یہ آداب ہین صحبت کے اور ایسے ہی دور کرنا عمامہ کا ہے واسطے
موافقت صاحب وجد کے جب گر پڑے عمامہ اُسکا اور اُتار ڈالنا کپڑا جب پھاڑ ڈالے وہ کپڑا یہ موافقت
حسن صحبت سے ہے اور مخالفت موحش جیسا حدیث میں ہے الکل قوم رسم ولابد من مخالقة
الناس باخلاقهم اور خاصکر اُن اخلاق مین جب حسن معاشرت ہو اور خوشی دل اور یہ کہنا کہ بدعت
ہے اور نتھا زمانۂ صحابہ مین پس نہین ہین کل مباحات منقول صحابہ سے اور سوا اسکے نہین کہ
محذور وہ بدعت ہے جو مزاحم سنت ماثورہ ہو اور نہین ہے کچھ منقول نہی سے اسمین پس قیام وقت
داخل ہونے کسیکے نتھی عادت عرب کی بلکہ نہ تھے صحابہ کھڑے ہوتے پیغمبر خدا صلعم کے واسطے
بھی بعض حال مین جیسے روایت ہے انس سے لیکن جب ثابت نہین اسمین نہی عام تو نہین دیکھتے
ہم کچھ خوف اسمین بیچ اُن شہرون کے جہان عادت قیام ہے واسطے اکرام آنیوالے کے تحقیق قصد
اس سے حرمت اور اکرام اور خوش کرنا دل کا ہے اور ایسے ہی تمام اقسام مساعدات ہین جب قصد
اُنسے طیب القلب ہو اور عادت ہو ایک جماعت کی پس نہین ہے گناہ بیچ موافقت کے بلکہ نیک
ہے موافقت مگر جہان وارد ہوئی ہو نہی یہ تمام مذکورات مع عبارات اور حوالہ کتاب لمعہ مکیہ مین
ہین . اور لکھا ہے مولانا شاہ عبد العزیز رح نے تفسیر عزیزی مین کہ مرتکب کبیرہ یا مصر بر صغیرہ کو
لعنت نکرے اور مقابر مسلمین مین دفن کرے اور امداد بفاتحہ اور درود اور صدقات و خیرات اور
استغفار لازم گنے اور فتوای جواز عرس مین لکھا ہے کہ جمع ہو کر ختم کلام اللہ کرنا اور فاتحہ شیرینی .
یا طعام پر دیکر تقسیم کرنا اگرچہ زمانہ پیغمبر خدا صلعم اور خلفا مین نتھا مگر کچھ قباحت اسمین نہین بلکہ

ناجائز زندون اور مردون کو ہے - اور مولوی رفیع الدین صاحب نے لکھا کہ امداد و دعا اور ختم اور طعام بدعت مباح ہے کوئی وجہ قباحت نہین مگر ان وہابیون کے دل مین جو بجاے محبت اور عظمت کے توہین اور دشمنی اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام ہے اس سبب سے جس بات مین عظمت ان لوگون کی پائی جاتی ہے اُسکو بہ بہانہ شرک اور بدعت منع کرتے ہین گو وہ کام نیک ہو تا لوگون کے ایمان مین نقصان ہو اسلئے کہ محبت خدا اور رسول عین ایمان ہے اور دیگر امور بدعات کا لباس اور طعام اور معاملات مین ذکر تک نہین کرتے بلکہ خود ہی نہین جانتے بموجب قاعدہ وہابیہ کے پائجامہ پہنا بدعت ہے کہ کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا و صحابہ نے بلکہ عمر رض نے ناموں مین حکام اطراف کو پہننے پاجامہ سے ممانعت فرمائی ہے جیسے بغوی نے ابو عثمان نہدی سے روایت لکھی کہ آیا ہمکو نامہ عمر رضی اللہ عنہ کا اور ہم آذربیجان مین تھے کہ القوا السراویلات واتزروا والقوا الخفاف وانتعلوا وایاکم والتنعم وزی العجم مگر چونکہ اسمین توہین اور حقارت کسی نبی یا ولی کی نہین اسلئے اسکا ذکر نہین کرتے اگر ایسی بات کسی بزرگ کی نسبت ہوتی تو زبان زد ان لوگون کی ہوتی چنانچہ ہزارہا بدعات لباس اور طعام اور عقود اور معاملات مین واقع ہین اور باتفاق علماے محققین بدعت سیئہ ہین اور ہزارہا آدمی اُسمین مبتلا ہین اُنکو کوئی ذکر نہین کرتا بلکہ حال کے واعظون سے پوچھو تو جاننے کے بھی نہین سوائے ان چند کامون کے کہ جنمین اہانت بزرگون کے ہے اُسی کو بطور وظیفہ کے سب واعظ پڑھتے ہین اور اکثر خلاف دین کے کہتے ہین اسلئے کہ جس اصل پر اُنکو بدعت کہتے ہین وہ اصل ہے خلاف اور بدعت ہے اور جب وہ اصل ہی بدعت ہوئی تو فروعات اُسکے بطریق اولیٰ بدعت ہوئی بلکہ جن امور کو بدعت سیئہ کہتے ہین اُنمین سے اکثر نزدیک علماے متقدمین اور ائمہ دین کے نیک کام یا مباح ہین اور بعض مختلف فیہ اب طالب حق کو چاہئے کہ جس کام کو یہ لوگ شرک یا بدعت کہتے ہین اُسکو کتب علمائے متقدمین اور فقہ مین بھی دیکھے کہ پہلے ائمہ دین نے کیا لکھا ہے فقط انکے قیاس کو تسلیم نکرے اور گمراہی مین نہ پڑے اسلیئے کہ یہ لوگ بے سند پہلے ائمہ کے قرآن سے اپنے مسئلے قیاس کرتے ہین مثل خوارج اور روافض اور مرجئہ وغیرہ کے پس جیسے وہ گمراہ ہین ایسے ہی یہ بھی گمراہ ہین جب تک کہ موافق اقوال علمائے اہل سنت کے نہون قابل تسلیم اور قبول نہین چنانچہ چند اصول اُن لوگون کے بیان کئے جاتے ہین تاکہ اُسکی غلطی پر لوگ آگاہ ہون کہ کیسے مخالف دین کے قاعدے مقرر کئے ہین اور

نما تحت ہر ایک قاعدے کے صدہا فروعات ہین پس جب وہ قاعدہ غلط ہے تو سب فروعات بھی اُسکے
غلط - آب جو معنی بدعت کے بہ تحقیق ہوے کہ کوئی کام کسی زمانہ مین شایع مخالف حکم دین کے کوئی نکالے وہ
بدعت سیئہ اور ضلالت ہے یعنی حرام ہے یا مکروہ اور جو موافق اور موئد احکام دین ہے وہ بدعت حسنہ
ہے یعنی واجب یا مستحب یا مباح ہے چنانچہ معنی بدعت کے حدیث سے بیان کئے گئے اور گواہی لائی
گئی اُسپر قول امام شافعی اور دیگر علمائے دین سے جیساکہ اوپر گذرا برخلاف وہابیہ کے کہ کہین دلیل
انکی اقوال پر علمائے سابق سے نہین اور سب قیدین اپنی طرف سے لگائی ہین بے سند اور وہ بھی مخالف
حدیث اور اقوال علمائے سنت کے جیساکہ بیان ہوا معنی بدعت مین - آب ایک اصول وہابیہ سے
یہ ہے کہ ہر فعل مباح بلکہ حسن اور خیر بھی مداومت اور ملازمت سے اور اسیطرح تخصیص زمانی اور مکانی
سے بدعت ضلالت یعنی حرام یا کفر ہوجاتا ہے اسپر کوئی دلیل آجتک قرآن اور حدیث سے صریح نہین
لا سکتے نہ قول کسی مجتہد کا ایمۂ دین سے بلکہ قیاس ہے اُنکا اپنا فقط جیسے کہتے ہین کہ ایصال ثواب
بروح صلحا و دیگر اموات نیک ہے اور شرع سے ثابت مگر تخصیص یوم اور طعام وغیرہ سے بدعت ہوجاتا
ہے اور اسیطرح ہر عبادت نافلہ کو مداومت اور لزوم سے بدعت کہتے ہین اور یہ قاعدہ مخالف
حدیث ہے جیساکہ صحیح مسلم مین عائشہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا احب الاعمال الی اللہ ادومها
وان قل اور صحیح بخاری مین مسروق رض سے کہا ای الاعمال احب الی اللہ قالت الدائم اور صحیحین
مین روایت ہے عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یا عبد اللہ
لا تکن مثل فلان انہ کان یقوم من اللیل فترک قیام اللیل اور مسلم مین عمر رض سے روایت ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے من نام عن حزبہ او شیئ فقرءہ ما بین صلوۃ الفجر کتب لہ
کانما قرء من اللیل اور حصن حصین مین لکھا ہے وینبغی من کان لہ ورد فی وقت من لیل او
نہارا و عقب صلوۃ و غیر ذلک ففاتہ ان یتدارکہ و یاتی بہ اذا امکنہ ولا یہملہ لیعتاد
الملازمۃ ولا یتساھل فی قضائہ پس غور کرنا چاہئے کہ ایک امر خیر غیر فرض کے لئے کسقدر تاکید
مداومت ہے حدیثون مین کہ ہمیشگی اور ملازمت ایک وقت پر رکھے اور اگر وقت پر ادا نہو قضا کرے دوسرے
وقت بالکل نچھوڑے کچھ اس مداومت سے ایک وقت پر شارع نے منظر تشابہ بفرض نہ کی اور کہین یہ
نفرمایا کہ غیر فرض کا اہتمام مثل فرض کے کرنے سے بمداومت و ملازمت تشابہ بفرض لازم آتا ہے بلکہ

نجانے کفر ہے یا بدعت ضلالت ہے جیسا کہ یہ لوگ مخالف دین کہتے ہین کہ اہتمام امر مباح اور نیک کا
جیسے ایصال ثواب باموات یا ذکر اللہ یا نماز نفل وغیرہ بہ تعین یوم و وقت کہ وہ دن فوت نہو یا
وقت سے غیر وقت نہو جو وقت دن یا رات سے مقرر کیا اُسمین ادا ہونا چاہیئے یہ تعین اس امر مباح
اور نیک کو حرام کر دیتا ہے اسلئے کہ اہتمام مثل فرائض کے لازم آتا ہے اور یہ دعوی اُنکا مخالف
حدیث ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا بلکہ اصل یہ ہے کہ فرض سمجھنے سے فرض ہوتا ہے فقط اہتمام
اور ملازمت سے فرض نہین سمجھا جاتا جیسا کہ سنن وضو اور نماز مین کمال اہتمام اور ملازمت رہتی ہے
مگر جو فرض جانکر نہین کرتے تو کچھ قباحت نہین موجب ثواب ہے یہ کام دل کا ہے موقوف نیت پر نہ
اہتمام ظاہر پر بلکہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصیص یوم کو درست رکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم
مین روایت ہے ابن عباس رض سے قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینة فوجد الیہود
یصومون صوم عاشوراء فسئلوا عن ذلک وقالوا ھذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ موسیٰ
وبنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما فقال النبی صلعم نحن اولی بموسی عنکم فامر
بصومہ اور روایت ہے ابو موسی سے قال کان اھل خیبر یصومون صوم عاشوراء ویتخذونہ عیدا
ویلبسون نساءھم فیہ حلیھم فقال رسول اللہ صلعم فصوموہ انتہی یہان لکھا ہے لمعۂ مکیہ
مین کہ یہ حدیث مبطل ہے دعوی نجدیہ کو جیسا کہتے ہین ائمہ دین کہ یہود نے عاشورا کو مقرر کیا تھا دن عید
کا اور روزہ رکھتے تھے ہر سال واسطے تعظیم اس دن کے کہ غالب کیا تھا اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون
پر اور مقبول رکھا پیغمبر خدا صلعم نے یہ اُنسے اور مقرر فرمایا روزہ ہر سال پس معلوم ہوا کہ نفس تقیید کچھ بدعت نہین
ورنہ کیونکر قبول رکھتے جناب رسالت مآب صلعم تقیید یہود کی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ خوشی کرنی اور شکریہ
ادا کرنا دن ظاہر ہونے آثار رحمت الٰہی کے محمود ہے کہ حضرت صلعم نے روزہ عاشورا قبول رکھا جیسا کہ
یوم مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھنا اور خوشی کرنی بسبب شکر پیدا ہونے نبی الرحمۃ کے
بہتر ہے اور ایسے ہی ثابت ہوتا ہے خاص کرنا وقت کا حدیث مسلم سے کہ تعریف کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بلال کی اور سنی آواز نعلین اُنکی جنت مین اپنے آگے چلنے کی بسبب دو رکعت نماز بعد ہر
وضو کے باوجودیکہ نہین سیکھا تھا اُسکو آنحضرت صلعم سے بنص بلکہ استنباط کیا تھا مطلق نماز کے حکم سے
اور ایسی حدیث مسلم کی قتادہ رض سے دلالت کرتی ہے تخصیص یوم پر جب پوچھا صحابہ نے کہ خاص

دوشنبہ کو بسبب شرف ولادت آپکے روزہ رکھین تو اجازت دی خاتم المرسلین نے بسبب شرف ولادت اپنی کے اور کہا نووی نے یہ اس حدیث کے دلیل ہے اسپر کہ زمانہ کو بھی شرف ہوتا ہے بسبب واقع ہونے امرخیر کے اُسمین مانند مکان کے پس یہ حدیث ظاہر کرتی ہے قول اُنکا جو تخصیص زمانی اور مکانی سے ہر فعل نیک کو ضلالت کہتے ہین اور تعجب ہے اُن لوگون کی عقل سے جو ایسا کہتے ہین کہ فقط ملازمت اور مداومت اور تخصیص زمانی وغیرہ سے ہر فعل مباح اور نیک بے اعتقاد فرضیت اُس تخصیص اور مداومت کے ضلالت ہوجاتا ہے آیا نہین غور کرتے کہ سنن موکدہ نماز پر کیسی مداومت اور ملازمت ہمراہ فرضون کے کیجاتی ہے اور اس اہتمام سے مثل فرض کے کوئی ممانعت نہین کرتا ہے بلکہ ترک پر ملامت ہے ہان البتہ اگر کوئی عقیدہ فرض کا کرے اور یہ کہے کہ یہ رکعات بھی فرض ہین یا یہ تخصیصات شرط اس فعل نیک کی ہین تو یہ امر بدعت ہے اُسکو اسطرح سمجھنے سے منع کرنا چاہئے اور یہ کہنا کہ یہ خصوصیت شرط نہین ہے اُسکو شرط نہ سمجھنا چاہیے اور اُس کام نیک کو منع کرنا مناسب نہین اگر کسیکا یہ عقیدہ ہو اور وہ یہ کہے کہ دو رکعت بعد نماز مغرب کے جو پڑھتے ہین یہ منجملہ اُنہین تین رکعت مغرب کے داخل فرائض ہین سنت نہین پس علماے دین کو لازم ہے کہ اس عقیدہ سے اُسے باز رکھین اور سمجھا دین کہ یہ فرض نہین ہین نہ یہ کہ ان دو رکعتون کے پڑھنے سے ممانعت کرین اور ایک فعل نیک سے باز رکھین بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ان دو رکعتون کو فرض مت کہو اور نہ عقیدہ فرض ہونیکا رکھو سنت جانکے پڑھو اور ناغہ نکرو اور فقط اہتمام مداومت سے یہ گمان کرنا کہ فرض جاننا ہی نادانی ہے آیا دیکھین کہ حدیثون مین کسقدر تاکید اور اہتمام مداومت کا امور غیر مفروضہ پر ہے اور ایسا ہی اگر کوئی کلی کرنے ناک مین پانی دینے یا بسم اللہ کرنے کو مثل اسکے کسی امر سنت یا مستحب کو فرض کہتا ہو تو اُسکو یہ سمجھانا چاہئے کہ یہ فرض نہین ہے اور اس فعل مسنون یا مستحب کو منع کرنا نچاہئے اور یہ سمجھکر کہ جیسے وضو مین مونہہ دھونے کو کہ فرض ہے ناغہ نہین کرتے ہین ایسے ہی مضمضہ اور استنشاق کو بھی ناغہ نہین کرتے لوگون نے اس سنت کو برابر فرض کے سمجھ لیا ہے یہ کہنے لگے کہ مضمضہ اور استنشاق اسطرح بدعت ہے تو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسرون کو بھی گمراہ کیا جیسا کہ وہابیہ امور مباح اور نیک کو فقط مباح اور تخصیص سے یہ گمان کرکے کہ لوگ اسکو فرض جانتے ہین جو اہتمام اور مداومت کرتے ہین حرام اور بدعت کہنے لگے اور نہ دیکھا کہ حدیثون مین کیسی تاکید مداومت کی امور خیر اور وظیفون مین ہے اور نہ سمجھے کہ اہتمام

اور مداومت سے کچھ فرض نہین جانا جاتا جب تک عقیدہ فرض کا نہو اور حال عقیدہ کا بے زبان
سے کہے دوسرے کو نہین کھلتا پس ایک گمان غلط پر حکم کفر اور حرام کا کرنا بے تامل کام علمائے دیندار
کا نہین ہے یہان یاد رکھنا چاہیئے کہ فرض اور سنت سمجھنا کام دل کا ہے فقط مداومت اور اہتمام
سے سنت وغیرہ فرض نہین ہوجاتی ہین اور ایسی ہی ثابت ہوتی ہے تخصیص حدیث ابوداود
سے کہ نذر کی ایک شخص نے زمانہ رسول خدا صلعم مین قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور فرمایا پیغمبر خدا
صلعم نے اوف بنذرك اور اسیطرح نذر کی لبید صحابی نے ان لا تهب الصبا الا نحر واطعم جیسا
کہ تہذیب نووی مین تمام قصہ لکھا ہے اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول الله نذرت
ان اضرب على راسك الدف قال اوفی بنذرك رواه ابوداود اور اسیطرح کہا ایک عورت
نے نذرت ان اذبح بمكان كذا وكذا مكان يذبح اهل الجاهلية فقال هل كان
بذلك المكان وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالت لا قال هل كان فيه عيد من
اعيادهم قالت لا قال اوفی بنذرك اور اسیطرح ابوداود اور دارمی مین ہے کہ کہا ایک رجل نے
دن فتح مکہ کے انی نذرت لله ان فتح الله عليك ان اصلی فی بيت المقدس ركعتين قال
صل ههنا ثم عاد فقال شانك اذا اور ایسے ہی کتب فقہ مین لکھا ہے کہ اگر نذر کرے روزہ یوم
معین کا تو اُسی دن واجب ہے کچھ تعین یوم سے نذر حرام نہین ہوتی اور اگر نذر کرے کوئی طعام
خاص تو ویسا ہی کھلاوے کچھ تعین طعام بدعت نہین ہے پس یہ بیان اُن خصوصیات زمانی اور
مکانی کا تھا کہ زمانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین صحابہؓ سے ظہور مین آیا اور آنحضرت صلعم نے جائز فرمایا
اور جو تاکید اور اہتمام مداومت کا امور نیک غیر مفروضہ پر حدیثون مین وارد ہوا اب علاوہ اسکے جو اور
ازمنہ مین اتفاق ہوا اور علمائے دین نے اسے نیک کہا تحریر ہوتا ہے ۔ چنانچہ لمعۃ مکیہ مین ہے
کہ اتفاق ہے علما کو بیچ حُسن تخصیص دن پیدایش رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر سال نیکی اور
احسان کرنے مین اور رد کیا گیا ہے قول اُنکا جنہنے کچھ کلام کیا اسمین اور وہ کوئی شاذ و نادر ہوا ہے
اور ایسے ہی حکم اباحۃ کا ہے قید لگانے مصافحہ مین بعد عصر اور صبح کے جو شامل نماز ہون اور
ایسی ہی بدعت حسنہ مین اتفاق ہے علما کو کہ جائز ہے کرنا اُسکا بلکہ مستحب اور امید ثواب ہے اگر نیک
ہو نیت کرنیوالیکی اُسمین ۔ اور ایسے ہی تعین ذبح کا ہے ماہ رجب مین جسکو عتیرہ کہتے مین ایک فعل

مشرکین کا ساتھ بتون اپنے کے اور بعد دور ہونے قبح بتون کے اور داخل ہونے نیکی کے یعنی ذبح
واسطے اللہ کے مقرر رکھا اُسکو پیغمبر خدا صلعم نے جیسا کہ مذہب ایک جماعت کا ہے اور مستحسن کہا بعض
اماموں نے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور نہ حرام کیا گیا کچھ تقیید زمان سے باوجودیکہ تقیید مشرکین
بھی آور جو حکم کرتا ہے کراہت کا وہ بسبب تعارض دلیلوں کے کرتا ہے نہ کچھ تقیید زمانی کے سبب سے
پس ظاہر ہوا بطلان مذہب مبتدعین نجد کا فقط اب جسوقت یہ قاعدہ حدیث سے غلط معلوم ہوا
تو واضح ہوا کہ جسقدر کاموں کو اس قاعدہ پر بدعت کہتے ہیں سب غلط اور جھوٹ ہیں جیسے کہتے ہیں
کہ ایصال ثواب بروح اموات امر نیک ہے مگر تعین یوم اور تخصیص پڑھنے سورۂ فاتحہ سے بدعت
ہو جاتا ہے اور اسی تعین کے سبب سے دسوین بیسوین چہلم اور ششماہی برسی وغیرہ سب کو بدعت کہتے
ہین اور یہ سب غلط اور افترا ہے کیونکہ جس قاعدہ پر اسکی تفریع ہے وہ قاعدہ ہی جھوٹ اور غلط
ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ اُنکو علم بھی اسکا نہین ہے ورنہ کبھو ایسا نہ کہتے اسلئے کہ چہلم وغیرہ سب مین
رسم ہے کہ پورے چالیس دن مقرر نہین رکھتے ہین کچھ دو تین دن غیر معین کم کر دیتے ہین اور
اسیطرح دسوین وغیرہ مین پھر تعین یوم کہان رہا مگر یہ لوگ نادان اپنی طرف سے ایک بات افترا
کرکے اُسپر حکم بدعت کا کرتے ہین اور کچھ خوف خدا جھوٹ حکم کرنے سے یا معذب ہونے کسی مردہ
سے نہین کرتے اور نہین پڑھتے آیۃ وَيَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ کہ جھوٹ مسئلہ کہنے پر کیا وعید
ہے یعنی مخالف حکم شارع کو حکم شرع کہنا کیسا سخت گناہ ہے آور ایسا ہی حال ہے بہت سارے
خصوصیتون کا کہ اُنکو وہابیہ بدعت کہتے ہین اور علمائے سلف نے مستحب لکھا ہے جیسے عشرہ محرم
کو فاتحہ جناب سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی کھچڑہ پر خاصکر یا معصوموں کی دودھ خشکہ پر
بدعت کہتے ہین آور مولوی رفیع الدین صاحب نے اس باب مین فتویٰ لکھا ہے کہ تخصیص ماکولات
در فاتحۂ بزرگان مثل کھچڑہ در فاتحہ امام حسین رضی اللہ عنہ وتوشہ در فاتحۂ شیخ عبد الحق وغیرہ ذلک
وہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم ست (جواب) فاتحہ وطعام کہ بے شبہ از مستحسنات است و
تخصیص کہ فعل مخصص ست باختیار اوست باعث منع نمی تواند شد و این تخصیصات از قسم عرف و
عادت اند کہ بمصالحۂ خاصہ ومناشی خفیہ ابتداءً بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ در حق کھچڑہ صاحب
درمختار وصاحب قنیہ ودیگر فقہا تصریح نمودہ اند وتخصیص آنحضرت صلعم ذبح جانور بعد از انتقال خدیجہ

رضی اللہ عنہا بطریق صحیح ثابت ہست اب دیکھو فقہا کیا لکھتے ہین اور واعظین وہابی مشرب
کیا کہتے ہین ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + او تفسیر عزیزی مین خواص مجربہ سورہ
بقرہ سے لکھا ہے کہ زمانہ بر آمد چیچک لڑکون مین وقت صبح نہار موئنہہ اِس سورت کو تجوید سے
روبرو لڑکے کے پڑھے اور دم کرے اور وہ لڑکا بھی نہار موئنہہ ہو بفضل الٰہی اُس سال چیچک
نہ نکلیگی یا آسانی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وقت قرات سورہ ڈھائی پاؤ چانول ساتھ دہی
اور شکر کے کسی مستحق کو اُسی مجلس مین روبرو لڑکے اور قاری کے کھلاوین آور ایسی قیدین اور
تخصیص پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اکابر لاحقین سے ہر زمانہ مین
باعتبار تجربہ اور عادت اور نقل کے مروی ہین پس جو کام ممنوع شرعی ہین بے تخصیص اور
با تخصیص دونو طرح منع ہین اور جو کام کہ مباح اور نیک ہین ہر تخصیص قلب ماہیت اُنکا نہین
کرتی کہ حرام اور کفر کردے مباح سے۔ دیکھو عمل دفع عین مین کہ کیسی تقیدات اور تخصیصات
تمام صحاح مین مروی ہین اور سب معمول صحابہ اور تابعین علی الاستمرار چلی آتی ہین جیساکہ ابن اثیر
نے نہایہ مین لکھا ہے کہ تھی عادت اُنکی کہ جب کسی آدمی کو کسیکی نظر لگتی تھی تو لاتے تھے نظر
لگانیوالے کے پاس ایک پیالہ پانی کا پس وہ ہاتھ ڈالکر ہلاتا تھا پھر تھوکتا تھا پیالہ مین پھر
داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پھر ڈالتا تھا داہنے ہاتھ پر اور داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پھر ڈالتا
تھا بائین ہاتھ پر پھر ڈالتا تھا داہنی کوہنی پر پھر داخل کرتا تھا داہنا پھر ڈالتا تھا بایان قدم
پر پھر داخل کرتا تھا ہاتھ بایان پس ڈالتا تھا زانو داہنے پر پھر داخل کرتا تھا داہنا ہاتھ پس
ڈالتا تھا زانو باین پر پھر دھوتا تھا داخل ازار اپنے کو نہ رکھتا تھا پیالہ زمین پر پھر ڈالتا تھا وہ
پانی مستعمل چشم زخم رسیدہ پر اُسکی پشت پر ایک دفعہ پس اچھا ہوجاتا خدا کے حکم سے آور مواہب
مین بعد اس عبارت کے لکھا ہے کہ ممکن نہین جاننی وجہ اسکی عقل سے اور بہ سبب نہ سمجھنے
آنیکے مردود بھی نہین آور کہا ابن عربی نے کہ اگر توقف کرے کوئی متشرع تو کہینگے ہم اُسکو
کہ خدا اور رسول دانا تر ہے صدق معانی اسکے کو اور تجربہ گواہ اور اگر توقف کرے کوئی فلسفی پس
ادویہ نزدیک اسکے کبھی فعل بقوۃ کرتے ہین کبھی بمعنی کہ نہین مفہوم ہوتا سبب اُسکا اور اُسکو
خواص ادویہ کہتے ہین فقط اور حصن حصین مین ہے کہ بعد نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ہے کہ آنحضرت صلعم نے پانی منگایا حضرت فاطمہ سے اور تھوکا اُسمین اور ڈالا اُنکے سر اور سینہ اور پشت پر
اور دعا کی اور اسیطرح پانی منگایا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے اور تھوکا اُسمین اور ڈالا سر اور
سینہ اور پشت اُنکی پر اور بہت تخصیصات اس قسم کی جیسے رقیہ پھوڑے پر اُنگلی زمین پر رکھنی وغیرہ
حدیثون مین مذکور ہین پس خصوصیات اعمال وغیرہ جو صلحاے مُومنین سے منقول ہین یا انہین
خصوصیات واردہ صحاح پر قیاس کرنا چاہیے اسلئے کہ قیاس عمل کرنا شل کا ہے مثل پر اور قیاس
صلحائے مُومنین کا مقبول ہے ورنہ فقہ علم دین نرہے بدعت سیئہ ہو جائے اور حال خصوصیات
کا زمانہ سلف سے شاہ عبد العزیز صاحب تک لکھا گیا اور حدیثون مین جو تخصیصات مذکور تھین بعض
جگہ سنداً لکھی گئین آیندہ ہادی حقیقی خدا ہے اور اعمال کشف قبور اور چیچک وغیرہ صدہا قسم کے
شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھے ہین اور سابق بہت صلحا سے منقول ہین اور بہت خصوصیات حضرت
شیخ عبد الحق محدث رح نے اپنی تصانیف مین ذکر کئے ہین جسکو تامل ہو دیکھے اور مولانا عبد اللہ
گجراتی کہ بڑے عالم اپنے وقت کے اور ہمعصر حضرت شیخ عبد الحق کے ہین وہ اپنے وصیت نامہ
مین لکھتے ہین کہ تقیدات وتخصیصات در اوضاع وتراکیب ماکولات بفاتحہ ونیاز ہاے بزرگان
از اتفاقات ورسوم صالحہ است چرا کہ معمول مشائخ کرام واولیاءِ عظام است کسانیکہ کمال ظاہری
وباطنی ایشان متفق علیہ کافہ انام است اہل اسلام برآن مقید بودہ اند وحکم کردہ بلکہ بعضے از تراکیب
مشہورہ کہ فاتحہ ونیاز فلان بزرگ باین طور وبرآن چیز باید در رسائل واورادِ اکابر ہم بنظر آمدہ مثل
ترکیب توشۂ اصحاب کہف وغیرہ گو اصل لم معلوم نیست اما عمل بدان مناسب کہ داخل تجربیات
است وظہور برکات وآثار درین تخصیصات از یقینیات ہست مثل سائر تجربیات فقط آب جاے
غور ہے کہ تجربیات جالینوس وبقراط وغیرہ فلاسفۂ یونان کو در باب معالجہ جس خصوصیت
وزن اور ترکیب معجون وسفوف وغیرہ سے اُنہون نے لکھا ہے بلا تامل اُسکو یقین کرتے ہین
اور اُسی ترکیب سے بکمال اہتمام استعمال مین لاتے ہین اور خصوصیات مجربۂ علما اور صلحا کو بیچ اعمال
علاج کے کہ حدیث سے ثابت ہے اور تجربیات اوضاع اُنکے کو بیچ ظہور برکت کے جو بحد تواتر
ثابت ہے اُنمین کلام بیجا کرتے ہین اور بدعت سیئہ کہتے ہین پس ان لوگون کے نزدیک صلحاے
مُومنین کا مجرب کہنا برابر ایک فلسفی ملحد کے مجرب کہنے کے معتبر نہین ہے اب یہ تو ہین اور

تحقیر علما اور صلحا نہین تو کیا ہے اور اگر کوئی کہے کہ اعتبار قول فلاسفہ دین مین نہین ہے تو ہم کہتے ہین
ہم کہ معالجہ بدوا مثل سنا و کلونجی و عسل وغیرہ اور دعا اور رقیہ بآیات مثل سورۂ فاتحہ وغیرہ و اعمال
مثل عمل مین امر مسنون ہے جیسا کہ ایصال ثواب خیرات و مبرات باموات امر مسنون ہے چنانچہ
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے کہ حج اور نماز اور روزہ وغیرہ نیک کام فلان
شخص کی طرف سے کیا جاوے تو آپنے اجازت دی ہے جیسا حدیثون مین لکھا ہے پس جسطرح علاج
برقیہ مین شرط ہے کہ کلمات کفر وغیرہ نہون اور علاج بدوا مین شرط ہے کہ دوا سمی نہو اور معالج دانا باعلاج
ہو ورنہ ماخوذ ہوگا اسیطرح ایصال ثواب مین شرط ہے کہ مال حرام نہو اور ریا یا ثنا موتی کی طرف
سے دیا جاوے احکام دین سب سے متعلق ہین اب علاج بدوا مین قول اور تجربہ فلاسفہ کہ ملحد اور
بددین تھے کافی تصور کرتے ہین اور علاج باعمال اور منتر بآیات قرآنی کیسی ہی نیک آدمی کہین مگر
خالی بدعت سے نہین کہتے اور اسیطرح خصوصیات طعام اور فاتحہ کو نیاز بزرگون مین اگرچہ اتفاقات
صالحہ اور رسم کی قسم سے ہون یا مبنی کسی مصلحت وقت پر اور فاعل اُس خصوصیت کو دین مین داخل نجانے
اور نہ شرط اور رکن سمجھے ایصال ثواب کا مگر بدعت سیئہ ہے اب دیکھا چاہیئے کہ علما اور صلحا سے کہ جنکی
محبت اور تعظیم کا حکم ہے اور اہانت انکی کفر ہے کیا اعتقاد ہے کہ ایک ملحد کے تجربہ کے برابر اُنکے تجربہ
کا اعتقاد نہین بلکہ تجربہ علما اور صلحا کو کہ مستند اور مستنبط آیت اور حدیث سے ہو ضلالت کہدین گے
اور کسی طبیب ملحد کے تجربہ کو غیر مسلّم نہین کہنے کے - دوسرا اصول نجدیہ یہ ہے کہ جو کچھ شارع سے منقول
نہین ہے وہ حرام ہے یعنی اصل اشیا مین حرمت کہتے ہین موافق مذہب معتزلۂ بغداد کے اور نزدیک
اہل سنت وجماعت کے قبل ورود شرع اصل اشیا کے اباحت ہے اور یہی مختار ہے اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا
اور یہ اباحت اہل سنت کے نزدیک حکم نہین ہے بلکہ یہ معنی ہین کہ ماخوذ نہین ہوتا آدمی ساتھ فعل
اور ترک کے مثل مباح کے برخلاف معتزلہ کے کہ اُنکے نزدیک حکم ہے اسلئے کہ کل معتزلہ کے نزدیک حسن
وقبح اشیاء کا عقلی ہے نہ شرعی اشیاء حسن واجب یا مندوب ہین اور اشیاء قبیحہ حرام یا مکروہ اور
جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہین ہوا وہ مباح ہے قبل شرع اور بعد شرع بے مداخلت شارع
نزدیک معتزلۂ بصرہ کے اور اسکو اباحت اصلیہ اور اباحت حقیقیہ کہتے ہین اور معتزلہ بغداد ایسی چیز
کو جسکا حسن وقبح عقل سے دریافت نہو حرام کہتے ہین اور بعد ورود شرع کے اباحۃ شرعی مراد ہے خطاب

شارع سے بہ تخییر یعنی جس چیز کے فعل اور ترک مین اختیار شارع کیطرف سے دیا گیا ہو وہ مباح شرعی ہے اور جو کام کہ اُسکے کرنے نہ کرنے مین کچھ حرج شرع سے نہ معلوم ہو پس گویا شرع سے اُسمین حکم تخییر ہے اور یہ اباحت اصلیہ شرعیہ ہے اور اسمین کسی اہل سنت کے علمائے معتمدین کو اختلاف نہین ہے جیسا کہ مسلم مین ہے الاباحة حکم شرعی لانه خطاب الشرع بالتخيير والاباحة الاصلية نوع منه لان كل ما عدم فيه المدرك الشرعی للحرج فی فعله وتركه فذلك حكم شرعی بحكم الشرع بالتخيير فهی لا يكون الا بعد الشرع خلافا لبعض المعتزلة اور ایسا ہی شرح مختصر الاصول مین ہے الاباحة حكم شرعی خلافا للمعتزلة فانهم يقولون المباح ما انتفى الحرج فی فعله وتركه وذلك ثابت قبل الشرع وبعده ونحن ننكر ان يكون ذلك اباحة شرعية بل الاباحة الشرعية خطاب الشارع بذلك پس نزاع یہ ہے کہ آیا اباحت شرع مین نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے یا حکم شارع ہے ساتھ اُسکے اور تحقیق یہ ہے کہ جو کام ایسا ہے کہ عقل دریافت نہین کر سکتی اُسمین کہ آیا مشتمل ہے کسی مصلحت یا مفسدہ پر یا خالی ہے دونو سے اور نہ خطاب شارع اُس سے بالتصریح اس حال کو منکشف کرتا ہے پس وہ مباح ہے بالاتفاق نزدیک معتزلہ بصرہ کے اس جہت سے کہ اباحت نہونا حرج کا ہے بیچ فعل اور ترک اُس کام کے عقلاً اور یہ ایسا ہی ہے اور نزدیک جمہور کے اِس جہت سے کہ جب وقت شرع سے کچھ حرج اُسکے فعل اور ترک مین نہ معلوم ہوا پس گویا حکم ہوا شارع سے بہ تخییر کہ چاہے کرے چاہے نکرے اَیسا ہی لکھا ہے کتب اصول حنفیہ مین الغرض بعد ورود شرع اور منعدم ہونے مدرک شرعی حرج کے بیچ فعل اور ترک ایک کام کے اُسکی اباحت پر اتفاق ہے علمائے اصول کو اور حدثین بھی گواہ ہین اسپر ظاہر جیسے کہ روایت ہے ابن عباس رض سے قال كان اهل الجاهلية ياكلون اشياء ويتركون اشياء تقذرا فبعث الله نبيه وانزل كتابه واحل حلاله وحرم حرامه فما احل فهو حلال وما حرم فهو حرام وما سكت فهو عفو اور شیخ عبد الحق محدث رح نے بیچ ترجمہ مشکوٰۃ کے اس حدیث مین لکھا ہے کہ ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا اباحت ہست اور مشکوٰۃ مین ابو ثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے ان الله فرض فرائض فلا تضيعوها وحرم حرمات فلا تنتهكوها وحد حدودا فلا تعتدوها وسكت عن اشياء فلا تبحثوا عنها اور ملا علی قاری رح نے بیچ شرح اس

حدیث کے لکھا ہے کہ یہ دلالت ہے اوپر اسبات کے کہ اصل اشیا مین اباحت ہے اور تفسیر مدارک مین
بیچ آیہ قُل لَّا اَجِدُ فِیمَا اُوحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا کے لکھا ہے کہ فیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی
اللہ وشرعہ لا بهوی النفس اور ایسے ہی کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ شرح وقایہ مین ہے
لما حکم بعدم نجاسۃ المسفوح بقی غیر المسفوح علی اصلہ وهو الحل ولیلزم منہ الطهارۃ اور ہدایہ مین ہے ان الاباحۃ
اصل اور باب غنائم مین ہے فبقی اصل الاباحۃ للحاجۃ پس یہ قول کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلعم اور صحابہ کرام
سے منقول نہین خلاف شرع اور ضلالت ہے مخالف عقیدۂ اہل سنت اور جماعت کے ہے چنانچہ تلفظ
بہ نیت کو کہ اکثر علمائے حنفیہ اور شافعیہ نے مستحب لکھا ہے ظاہریہ اسکا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ جیسی متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے فعل مین واجب ہے ترک مین بھی پس جو کوئی
کرے وہ کام کہ نہین کیا ہے آنحضرت صلعم نے پس مبتدع ہے اسلئے کہ عدم فعل نبی صلعم بھی حجت
ہے مثل فعل نبی صلعم کے اور رد کیا ہے علامہ مصری نے اس مذہب ظاہریہ کو شرح مسند مین اور لکھا
کہ یہ مخالف ہے تمام علمائے اصول کے اور شرح اشباہ ونظائر حموی مین جو مذکور ہے اُس سے بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ متابعت ترک مین واجب نہین ہے بلکہ متابعت فعل مین بھی مطلق واجب نہین ہے
چنانچہ توضیح تلویح مین لکھا ہے کہ افعال غیر جبلی آنحضرت صلعم مثل اُٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کی دو قسم
ہین ایک وہ ہین کہ اقتدا انکا واجب اور ایک غیر مقتدا بہ ہین اور مطلق فعل جو خالی ہو قرینہ فرض اور
وجوب اور استحباب اور اباحۃ سے مختلف فیہ ہے صاحب توضیح نے لکھا کہ مختار اباحۃ ہے اور صاحب
تلویح لکھتا ہے کہ اصل اشیا مین اباحۃ ہے اور حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مروی ہے دو قسم ہے ایک وہ کہ منصب تبلیغ رسالت سے ہے جیسے
مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور دوسرا تبلیغ رسالت کی قسم سے نہین
جیسے اِنَّمَا اَنَا بشر اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشیء من رای فانما انا
بشر اور جیسا کہ تابیر نخل مین فرمایا ہے انی انما ظننت ظنا ولا تواخذونی بالظن ولکن اذا
اخذتکم عن اللہ شیئا فخذوا بہ فانی لم اکذب علی اللہ پس اُسی غیر منصب رسالت سے ہے طب اور
اُسی باب سے ہے یہ حدیث علیکم بالادهم الاقرح کہ اصل اسکی تجربہ ہے اور اُسی سے ہین افعال
آنحضرت صلعم جو بطریق عادت تھے نہ بطریقہ عبادت سے اور اُسی سے ہین افعال اتفاقیہ بغیر قصد کے

اور اُسی سے ہین باتین موافق باتون قوم کے جیسے حدیث ام ذرع کی اور اُسی مین سے ہین وہ کام
کہ کسی مصلحت جزئیہ کے لئے عمل مین آئے اُسوقت اور سب اُمت پر لازم نہین اور اُسی مین سے
ہے حکم اور فیصلہ خاص فقط پس وجوب متابعت فعل ہین بھی اُن افعال مین ہے جو بابِ سابق
سے تھی نہ ہر فعل مین کہ بسبیل عادت یا مصلحتِ وقت صادر ہوئے اور وجوب متابعتِ ترک
نہین مذہب کسیکا علماے محققین سے نہین مگر ظاہریہ اسکے قائل ہوے ہین جو منکر قیاس ہین اور
یہ مذہب انکا اہل حق کے نزدیک بدعت مردودہ ہے مثل مذہب روافض اور خوارج اور یہ قول
وہابیہ کا بھی ماخوذ انہین کے عقائد باطلہ سے ہے اور صدہا کامون مین اسی پر تفریع کر کے بدعت
ضلالت کہتے ہین اور جب یہ اصل ہی مردود ہے تو فروعات جو اس اصل پر متفرع ہین بطریق اولی
مردود ہین اور اگر متابعت ترک مین بھی واجب ہو جیسا کہ ظاہریہ اور وہابیہ کہتے ہین تو لازم آتا ہے
کہ ہزارہا مسائل فقہ کہ ائمہ دین نے مستنبط کر کے لکھے ہین اور آنحضرت صلعم سے وہ فعل اُس صورت
سے صادر نہین ہوے ہین وہ سب مسائل فقہ حنفی اور شافعی وغیرہ بدعتِ ضلالت ہو جائین اور
علاوہ اسکے جن امامون اور مجتہدون نے کہ صورتین افعال غیر مصدورہ آنحضرت صلعم کا لکھی
ہین اور اُنپر حکم جواز اور استحباب وغیرہ کا کیا وہ حکم کرنیوالا اجازت و استحباب کا ساتھ بدعت ضلالت
اور ترک واجب کے مقرر ٹھیرے عیاذاً باللہ ایسے مذہب سے کہ جس سے پیشوا اور ائمہ دین کا گمراہ اور موجد
بدعت ہونا لازم آوے اور حکم کرنے والے بہ ترکِ واجب قائم ہون اور فقہ کہ جسکو علم دین کہتے
ہین وہ بدعتِ ضلالت ہو جاوے اور اسیطرح صحابہ رضہ نے بہت سارے کام کئے ہین کہ آنحضرت
صلعم نے ترک کئے تھے جیسے حضرت عمر رضہ نے بعد ختم سورۂ بقر اونٹ نحر کیا اور دعوت صحابہ کی کہ
آنحضرت صلعم سے کہین منقول نہین اور تراویح مقرر فرمائی اور دو اذانین جمعہ مین مقرر کین اور اسیطرح
زمانۂ صحابہ مین قرآن شریف جمع ہو کر لکھا گیا اور ایسے ہی لکھنا با جرت اور بیچنا قرآن شریف کا
زمانہ تابعین اور تبع تابعین مین نکلا یہ سب باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کی تھین پس
اگر متابعت ترک مین واجب ہے تو تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سب تارک واجب
ہوے اور کسی نے نہ سمجھا اب تیرھوین صدی مین نجدیہ کو یہ ہدایت ہوئی کہ تمام سلف نے ترک
واجب کیا - اور ایسے ہی التباس آنکو معنی حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم مین ہے کہ تشبیہ

کو مطلقاً مستلزم مساوات جانتے ہین اور اسی قاعدہ پر بہت فروعات درباب کفر نکالے ہین لیکن
اول تو یہ روایت ابوداؤد کی ابن عمرؓ سے اسناد اسکی ضعیف لکھی ہین ایسی حدیث ضعیف احکام
مین معتبر نہین ہوتی ہے اور ہر کام مین کہ مشابہت باہل کفر اور بدعت ہو وہ کفر اور بدعت ہو جاے کلیتہ صحیح نہین ہے
بلکہ بہت سارے کام کہ اُنمین مشابہت بکفار و مشرکین ہے اور شرع مین نیک ہین مسلمانون کو
حکم ہے اُنکے بجالانے کا جیسے تعظیم صفا اور مروہ ۔ن مشابہت ہے مشرکین کے ساتھ کہ اُسپر اساف
اور نائلہ دو بت دھرے تھے اور انکی تعظیم کرتے تھے ۔پس معلوم ہوا کہ مطلق تقابہ باہل کفر و بدعت سے
کافر نہین ہوتا ۔ مذموم ہے جیسے وہابیہ کہتے ہین اور یہ خدا کی طرف سے مُہر ہے اُنکے دلون پر کہ جو علماء
دین اور ائمہ سلف نے معنی آیت اور حدیث بیان کئے ہین اُنکو سُنتے دیکھتے نہین اپنی عقل سے نئے
معنی نکالتے ہین اور اہل حق نے جو معنی لکھے ہین اُنکو قبول نہین کرتے جیسے کہ ایک فرقہ معتزلہ اور
روافض قائل وجوب لطف کا حق تعالی پر ہے آیہ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ سے اور ایسے ہی
فرقہ مجسمہ کہ خدا تعالی کے بھی جسم ثابت کرتے ہین آیہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ سے اور ایسے ہی ناصبی
اور رافضی اور مرجیہ وغیرہ سب مبتدعین قرآن اور حدیث سے اپنی عقل کے موافق سمجھ کر گمراہ ہوے
ہین اگر اقوال اہل حق کو سنتے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیتے تو گمراہ نہ ہوتے ۔ آب اس حدیث کے معنی
جو شرح جامع صغیر مین لکھے ہین تحریر ہوتے ہین مَنْ تشبہ بقوم ای تزی بظاھرہ فی زیھم
فھو منھم ای من تشبہ بالصلحاء یکرم کالصلحاء ومن تشبہ بالفساق یھان ومن وضع علیہ
علامۃ الشرف اکرم وان لم یتحقق شرفہ وھذا البشری لمن تشبہ باھل اللّٰہ اور ملا علی قاری نے
شرح فقہ اکبر مین لکھا ہے انا ممنوعون من التشبہ بالکفر واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لا
منھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کان من افعال المشرکین او من افعال اھل
السنۃ او اھل البدعۃ فالمدار علی الشعار اور خسفکی نے خزائن الاسرار مین لکھا ہے ان التشبہ باھل
الکفر والبدعۃ لا یکرہ فی کل شئ بل فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے
بیچ تفسیر آیہ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ کے لکھا ہے کہ ہونا صفا اور مروہ کا شعائر خدا سے
برکت صبر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حاصل ہوا کہ معیت خاصۂ الٰہی نے درمیان انہین دو پہاڑون کے
اُسپر جلوہ گر ہو کر انکی مشکل کو حل فرمایا اور یہ دونو پہاڑ بسبب رکھنے مشرکین کے اساف اور نائلہ دو بتون کو

ان پر اور پرستش کرنی انکی بتون کو شعائر اللہ ہونے سے ساقط نہوے پس اگر یہود و نصارا تم پر طعن کرین کہ تم مکان بتون کی تعظیم اور طواف کرتے ہو اور مشابہت بت پرستون کی اپنے اوپر گوارا کرتے ہو کہ مخالفِ دین ہے پس اس طعن انکی سے پروا نکرو اور تنگدل نہو کہ معاملہ با خدا ہے اور نیت تمہاری بجالانا کار نیک حج و عمرہ کا ہے نہ تعظیم بتون کی فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا یعنی جو کوئی بقصد طاعت نیک کام کرے فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ پس خدا قدر دان ہے وا عمل اُسکا ضائع نہین کرتا گو بظاہر مشابہت کفار پیدا ہو جیسا روزہ عاشورا پس جو کوئی ان مکانون مین بہ نیت تعظیم بتون کے جاتا ہے عمل اُسکا مردود ہے اور جو بہ نیت ادائے حج جاتا ہے عمل اُسکا مقبول جیسے محدثین شعبی سے روایت کرتے مین کہ صفا پر ایک بت تھا اساف نام اور مروہ پر نائلہ مشرکین بعد طواف کعبہ درمیان صفا و مروہ کے سعی کرتے تھے اور ان دونو بتون کو بوسہ دیتے تھے اور ہاتھ لگاتے تھے جب حکم حج اور سعی صفا و مروہ کا ہوا تو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اہل جاہلیت سعی صفا و مروہ واسطے دو بتون کے کرتے تھے یہ شعائر اللہ نہین پس ہمکو کیا ضرور ہے بلکہ خوف مشابہت باہل جاہلیت ہے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو چیز شعائر اللہ ہے مشابہت کفار سے اسمین کچھ قباحت نہین نیت اطاعت خدا رکھے مشابہت کفار اسوقت حرام ہے کہ مرضی ہونا اُس کام کا شرع سے ثابت نہو جیسے تعظیم نوروز اور مہرجان اور ہولی اور دوالی اور بسنت اور دسہرہ اور جانا معبد کفار مین اور قشقہ لگانا اور زنار گلے مین ڈالنا یا داڑھی مونچھ وقت مصیبت منڈانا اور کھانے پینے وقت قصد اسراف اور بدن برہنہ کرنا اور مثل اسکے اور اگر مطلق مشابہت کفار حرام ہوتی تو حج اور عمرہ اور ختنہ اور صوم عاشورا اور قربانی اور تعظیم اشہر حرم و تعظیم ہدی و قلائد اور بقیہ رسومات ملتِ ابراہیمی کہ کفار مین رائج تھین یا نماز کسوف اور خسوف اور دینا اُسوقت اور آزاد کرنا بردہ اور ضیافت مہمانون کی اور سبیل لگانی پانی کی راستون پر واسطے مسافرون کے کہ رسم ہنود ہے یہ سب امور اور مثل اسکے حرام ہو جاتے یہ ہے خلاصہ تفسیر عزیزی کا۔ اور تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ تشبیہ اور استعارہ برابری مُشَبَّہ کی ساتھ مُشَبَّہ بہ کی سمجھنی کمال نادانی ہے اشعار اور مدایح مین مشہور ہے کہ خاک صحن بادشاہون کو ساتھ مشک کے اور کنکرون کو وہان کے ساتھ موتیون کے تشبیہ دیتے ہین کوئی برابر نہین سمجھتا ہے اور احادیث صحیحہ مین تشبیہ ابو بکر رض کی ساتھ ابراہیم ع کے اور تشبیہ عمر رض کی ساتھ نوح ع کے اور تشبیہ ابو ذر رض کی ساتھ عیسیٰ ع کے مروی ہے لیکن برابری انکی ساتھ انبیاء کے گمان

نہین کی جاتی ہے پس یہی داب اہتون مبتدعین سابقین مثل نواصب اور روافض اور معتزلہ کا ہے
کہ اپنے دل سے ایک معنی بلا سند ایمہ دین کے نئی نکالتے ہین اور اُس بدعت ضلالت کو لوگون مین
جاری کرتے ہین پس ظاہر ہین لوگون کو بدعت سے ڈراتی اور بچاتی ہین اور درحقیقت وادی بدعت ضلالت
مین گمراہ کرتی ہین۔ چنانچہ چند مسئلہ مین کہ اُنکو برخلاف تحقیق علمائے دین او ایمہ محققین لوگون مین
شرک اور بدعت مشہور کرتے ہین اور اُسی طریقہ ابقہ مبتدعین سے اپنا قیاس بیان کرتے ہین اور جو معنی
اُس آیت کے اہل تحقیق اور حق نے لکھے ہین نہین سُنتے چنانچہ ایاک نستعین مین تقدیم مفعول سے حصر
استعانت بخدا تعالیٰ ثابت کر کے کہتے ہین کہ استمداد انبیا او صلحائے مومنین سے مطلقا شرک ہے اور
یہ نہین سمجھتے کہ جب حصر استعانت کا بلا قید استقلال شرک ہوا تو استعانت انبیا او صلحا سے کیا سبب
سے استعانت شرک ہوگی پس استعانت طبیب سے علاج مین اور باورچی سے پکانے مین اور خیاط سے
سلانے مین اور خدمتگارون سے تمام حوائج شبانہ روز مین اور راجاؤن اور امیرون سے استعانت وجہ
معاش مین اور مانند اسکے بموجب اس قاعدہ کے سب شرک ہوتے چاہئین لیکن چونکہ اصل مطلب
وہابیہ اہانت انبیا او صلحا ہے اسلیئے ان چیزون کو شرک نہین کہتے فقط استمداد صلحا کو شرک بیان
کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ برتقدیر صحت اس قاعدہ کے سب استعانتین شرک ہین اور اگر یہ سب
استعانتین شرک نہین تو جس قاعدہ سے استمداد بصلحا شرک کہتے ہو وہ قاعدہ غلط ہے اور وہ استمداد شرک
نہین اب واسطے توضیح معنی اس آیت کے عبارت تفسیر عزیزی کی کہ وہابیہ ہند کے بھی اُسکو تسلیم کرتے
ہین نقل کیجاتی ہے۔ درینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بران غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی
نداند حرام است واگر التفات بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب
وحکمت او تعالیٰ دران نمودہ بغیر استعانت ظاہر نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز ورواست و
انبیا واولیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت
حق است۔ بلکہ اُسی تفسیر مین اس آیت کے معنی اور بھی لکھے ہین کہ بعض اہل معرفت کہتے ہین کہ استعانت
درینجا طلب عون نیست بلکہ طلب عین ومعائنہ است یعنی عبادت از ما است و مرتبہ معائنہ دادن و بعین الیقین
رسانیدن کار تست آور اُسی تفسیر مین ہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین رد ہے جبریہ اور قدریہ کا اور اُسی
تفسیر مین ہے کہ جب نسبت عبادت سے اپنی طرف خود بینی پیدا ہوتی تھی اُسکے دفعیہ کے لئے ایاک

نستعین فرمایا ہے گویا فقط استعانت اِس عجب عبادت کے دفع کرنے مین ہے یا کل عبادات مین یا عام جمیع امور دنیا اور دین مین اگر کلی عبادات مین ہے تو خصوصیت یہ ہے کہ ہرچند عبادت کسب بندہ ہے مگر عمل بندہ کا ساتھ پیدا کرنے خدا کے ہے اور اگر عام ہے تو وجہ اختصاص یہ کہ جو کوئی کسیکی مدد کرتا ہے تو پہلے اُسکے دل مین ایک خواہش اُسکے مدد کی پیدا ہوتی ہے اور یہ فعل خدا تعالیٰ کا ہے پس سمجھ وہابیہ کے کہ استمداد بانبیا و صلحا مطلقا اس آیت سے شرک ہے غلط صریح ہے اسلئے کہ جب آیۃ محتمل دو معنوان کو ہووے تو استدلال ایک مطلب خاص پر ثابت نہین ہوتا اور اسیطرح جب وجہ اختصاص مدد کی ساتھ پیدا کرنے عمل یا ایجاد داعیہ کے ٹھیرے تو استمداد دعا مین بصلحا شرک نہین ہوتا اسلئے کہ اُنسے خلق اور ایجاد داعیہ کا کسیکو وہم و گمان بھی نہین ہوتا پس واضح ہوا کہ یہ معنی افترا ہے وہابیہ کا برخلاف علماے دین کے اور یہی حال ہے کل مذاہب مبتدعین کا جبریہ اور قدریہ اور معتزلہ سے کہ آیت اور حدیث کے معنی اپنی سمجھ کے موافق لیتے ہین اور جیسے علماے محققین نے لکھے ہین نہین کہتے اِسی سبب سے گمراہ ہوتے ہین - اور بعض انکار استمداد کا اس نظر سے کرتے ہین کہ مُردون کو ادراک و شعور نہین اور استمداد ایسے کسی سے کہ مطلب طالب آگاہ نہو لغو ہے اور استدلال کرتے ہین اس آیت سے اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی پس مُردہ اور سوتا دونو برابر ہین مردہ کو علم آنیکا دنیا مین نہین اور سوتا پھر آتا ہے اور سوا موت دنیا پھر موت نہین ہے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی اور یہ استدلال اِس آیت سے انکا مثل دیگر مبتدعین کے غلط ہے یعنی منکرین مجازات قبر اسی آیت سے دلیل لاتے ہین لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی کہ اگر قبر مین زندگی ہوتی تو موت بھی پھر ہوتی اور موت دوسری نہین ہے پس زندگی اور عذاب قبر بھی نہین اسلئے کہ جب زندگی نہین تو ادراک اور شعور کہان اور بے ادراک عذاب غیر ممکن اور اہل سُنّت کے نزدیک عذاب قبر کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور عقیدہ منکرین عذاب قبر کا مردود ہے اور مثل منکرین عذاب قبر کے وہابیہ بھی اس آیت سے عدم شعور اور عدم سماعت موتیٰ ثابت کرتے ہین اور جواب اسکے علماے اہل سنت سے بہت ہوے ہین مگر شاہ عبد العزیز صاحب نے جو تحفہ اثنا عشریہ مین نقل کیا ہے لکھا جاتا ہے کہ

قبر مین زندگی اور موت حقیقۃً نہین ہے بلکہ بسبب منعکس ہونے شعاعون روح کے بدن پر ایک
تعلق پیدا ہوتا ہے کہ تغذیہ اور تنمیہ بدن اُسکے ساتھ نہین ہے کہ زندگی حقیقی ثابت ہو بلکہ وہ ایک
علاقہ سببیہ کا ہے جیسے عاشق کو ساتھ معشوق کے یا مالک کو ساتھ غلام کے کہ وہ سبب عذاب اور نعمت
کا ہوسکتا ہے اور یہ اُس صورت مین ہے کہ بدن قائم اور مدفون ہو ورنہ عذاب اور نعمت فقط روح کو
ہے کہ جسکو نفس مجرّد کہتے ہین اور بدن حقیقی اُسکا روح ہوائی ہے اور روح ہوائی کو متعلق کرتے ہین
اور بدن سے کہ وہ عالم مثال سے ہو یا اجزائے جماد سے اِسطرح کہ دیکھنے والے کو تمیز نہین ہوتی اس
بدن مین اور اُس بدن مین کہ دنیا مین تھا اور تعلق روح کا ساتھ بدن کے کسیطرح کا بدن ہو اُسکا
نام زندگی ہے اور بعضی آیتون اور حدیثون مین اِسی تعلق کو زندگی کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور قطع
اس تعلق کو ما بین نفختین مین موت کہا ہے اور محتمل ہے کہ مراد موت اولی سے جنس موت ہو کہ
پہلے زندگی سے تھی خواہ ایکبار ہو یا زیادہ پس اس صورت مین استدلال منکرین عذاب قبر کا اس
آیت سے بالکل باطل ہے اور یہ قول منکرین عذاب قبر کا کہ سوال و جواب اور تکلم اور لذت اور علم
اور ادراک سب موقوف زندگی پر ہے اور زندگی بعد فساد جسم و بطلان مزاج ممکن نہین پس میت کو ان مین سے کچھ ممکن نہین غلط ہے
اسلیئے کہ میت اس معنی کر بدن ہے نہ روح اور فساد جسم اور بطلان مزاج سب جسم پر واقع ہوا ہے
نہ روح پر روح کو واسطے تألّم اور تلذذ جسمانی کے تعلق اُسی بدن اپنے سے یا کسی بدن مثالی سے
تعلق تدبیر و تصرف بے تغذیہ اور تنمیہ کے عنایت ہوگا - غرضکہ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے
قوائے نباتی اُس سے جدا ہوتے ہین نہ قوائے حیوانی اور نفسانی اور اگر ہونا قوائے نفسانی اور حیوانی
کا فیضان یا بقا مین مشروط ہوتا ساتھ ہونے قوائے نباتی اور مزاج کے تو لازم آتا ہے کہ فرشتون
کو شعور و ادراک حسّی اور حرکت اور غضب اور دفع منافر نہو پس حال ارواح کا مثل حال ملائکہ
ہے کہ بواسطہ تشکل اور بدن کے کام کرتے ہین اور نفس نباتی ہمراہ نہین فرق اسیقدر ہے کہ ملائکہ
کو موافق اعمال کے تنعیم اور تعذیب نہین اور ارواح کو موافق اعمال مکسوبہ کے تنعیم اور تعذیب ہے
فقط - اور صحیح مسلم مین ہے کہ کہا عمرو بن عاصؓ نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو اذا دفنتمونی فشنوا
علیّ التراب شنّا ثم اقیموا حول قبری قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمها حتی استأنس بکم و
اعلم ماذا اراجع رسل ربی - اور اسیطرح روایت ہے ابن ماجہ مین عبد الرحمان ابن کعبؓ سے کہ

وقت موت کعب کے آئین ام بشر اور کہا کہ اگر ملاقات ہو فلانے شخص سے پس میرا سلام کہنا کہا کعب
نے ہم اپنے حال مین مشغول ہونگے کہا ام بشر نے اے عبد الرحمان کیا نہین سُنا تو نے کہ آنحضرت
صلعم سے کہ فرماتے تھے انّ ارواح المؤمنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنة قال بلی قالت
فہو ذاك اور اسیطرح محمد ابن منکدر نے کہا جابر ابن عبد اللہ سے وقت موت اُنکے اقرأ علی
رسول الله صلعم السلام رواه ابن ماجه پس یہ حدیثین دلالت کرتی ہین ادراک اور شعور
اموات پر اور مثل اسکے بہت حدیثین ہین کہ بطور نمونہ کچھ ذکر کی ہین اگر کوئی چاہے کتب احادیث
مین دیکھے مثل بدکنے گھوڑے اور خچر رسول اللہ صلعم کے یا کہنے مُردے کے کہ کہان لیجاتے مجھے یا آگے
لیچلو مجھے اور مثل اسکے اور ادراک وشعور بعد موت کے باتفاق اہل شرع اور فلاسفہ بخوبی ثابت ہے
کہ شریعت مین عذاب قبر اور تنعیم قبر بتواتر ثابت ہے اور سُوال منکر ونکیر ظاہر اور مبحث اثبات عذاب
قبر متکلمین کے نزدیک بہت بڑا ہے کہ بعض اہل کلام نے منکرین عذاب قبر کو کافر لکھا ہے اور
تعذیب اور تنعیم بے ادراک وشعور غیر ممکن اور احادیث صحیحه مشهوره مین بیچ باب زیارت قبور کے
سلام موتی پر اور کلام اُنسے کہ انتم سلفنا ونحن بالاثر وانا ان شاء الله بکم لاحقون ۔ اور
صحیحین مین موجود ہے کہ آنحضرت صلعم نے کفار سے کہ جنگ بدر مین مارے گئے تھے خطاب فرمایا
هل وجدتم ما وعد ربکم حقًّا اور حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ أتکلم من اجساد
لیس فیہا ارواح فرمایا کہ ما انتم باسمع منهم ولکن لا یجیبون اور قرآن شریف مین ہے
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ بلکہ پس ماندون کے حال سے بھی استبشار ثابت ہے وَيَسْتَبْشِرُوْنَ
بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور ایسے ہی شعور
اور وقوف اپنا اور پس ماندونکا اس آیت سے ثابت ہے قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ
رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ اور ایسے ہی اتفاق فلاسفہ ہے کہ ارواح بعد مفارقت بدن باقی
رہتی ہے اور واسطے استیفائے لذت اور الم کے شعور اور ادراک اُسکو ثابت ہے اور تفسیر آیہ ولا تقولوا
لمن یقتل فی سبیل الله اموات مین شاه عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ روح آدمی کے جسد سے جدا
ہونے کو موت کہتے ہین پس عدم حس وحرکت اور ادراک وشعور جسد کو بسبب جدائی روح کے حاصل

ہوتا ہے اور روح کو کچھ تغیر نہین ہوتا ہے جو کچھ شعور اور ادراک تھا ویسا ہی رہتا ہے بلکہ اور صاف اور روشن ہوجاتا ہے پس حیات شہید بمعنی تعلق ارواح ہے ابدان سے واسطے ایفاے لذت بدنی کی نہ باقی رہنا روح کا بادراک و شعور کہ روح ہر مردہ کی اپنے ادراک و شعور پر رہتی ہے اور بعض لوگ عدم سماعت موتیٰ آیت اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ سے ثابت کرتے ہین اور یہ مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کے ہے اگر ساری آیت پڑھین اور غور اُسکے مضمون مین ماقبل اور مابعد سے کرین تو کبھی ایسا نہین کہہ سکتے اسلیئے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ یعنی تو نہین سنا سکتا مُردون کو اور نہین سُنا سکتا بہرے کو پکار جب مونہہ پھیرین پیٹھ دیکر اور نہین تو ہدایت کرنیوالا اندھے کو گمراہی اُنکی سے اور نہین سُناتا تو مگر اُنکو جو ایمان لائے ہین ہماری آیتون پر اور وہ مسلمان ہین اب غور کرین کہ اگر مردے حقیقی مراد ہون تو روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا اُنسے کیونکر متصور ہوسکتا ہے اور جب یہ فرمایا کہ نہین سناتا تو مگر مسلمانون کو اور نہین سنا سکتا تو مردون کو اور بہرون کو جب روگردان ہوکر پیٹھ پھیرین تو ظاہر مُردون اور بہرون سے مقابل مسلمانون کے کافر سمجھے جاتے ہین اور روگردان ہونا اور پیٹھ پھیرنا بھی انہین سے ممکن ہے نہ حقیقی مُردون سے اور سنانے سے مراد سنانا قبولیت کا ہے جیسے کہ جلالین مین لکھا ہے کہ ما تسمع سماع افہام وقبول الا المسلمین پس سماع یعنی سنّا امر دیگر ہے اور اسماع یعنی سنانا فہم اور قبول کا امر ہے نہ سنا سکنے سے نہ سنانا لازم نہین آتا کیا کفار کلام آنحضرت صلعم کا نہ سنتے تھے مگر اسماع مسلمانون کا تھا نہ کافرون کو اور ایسا ہی اس آیت کے معنی جلالین مین لکھے ہین ان اللہ یسمع من یشاء ھدایۃ فیجیبہ بالایمان وما انت بمسمع من فی القبور ای الکفار شبہھم بالموتی فلا یجیبون اور یہ بھی ممکن ہے کہ من فی القبور سے جسم مردہ مراد ہے نہ روح اُسکی روح کو سماع حاصل ہے جیسا کہ حدیث بدر اور احادیث زیارت قبور وغیرہ سے کہ تسمع قرع نعالھم سماع ثابت ہے اور استبعاد صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کہ وہان بدر مین نہ تھین مقابل مین روایت عمر رضی کے کہ خود آنحضرت صلعم سے سنا اور اُس واقعہ مین موجود تھے قابلِ اعتبار نہین ہے اور یہ استبعاد بھی ابتداءً تھا آخر مین جب اعیان صحابہ حاضرین معرکہ سے

تحقیق الایمان ... عدم تحقیق ... ہدایت ... قبول کرنے کا ... ایمان کے ... اور نہین ... والا انکو جو قرآن ... یعنی کفار ... کفار کو ساتھ مُردون کے پس نہین قبول کرتے ۱۲

صحیح بخاری ... حضرت ... رسول ... علیہ ... صلی اللہ علیہ وسلم ...

بعینا تو وہ استبعاد نرہا چنانچہ امام احمد وغیرہ نے حضرت عائشہ رضہ ہی سے اِس حدیث کو روایت کیا ہے پس یہ روایت کرنا امام احمد کا صدیقہ سے صاف دلالت کرتا ہے اِسپر کہ صدیقہ کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور بات ثابت تھی پہلے بنظر سرسری بے تامل معنی آیت قرآن استبعاد فرمایا تھا اور روایت کیا ہے احمد نے عائشہ رضہ سے کہا جاتی تھی مین اپنے گھر مین جسمین رسول خدا صلعم اور میرے باپ تھے بے کپڑا اوڑھے اور کہتی تھی ہین کہ سواے اسکے نہین کہ میرا باپ اور خاوند ہین پس دفن ہوے عمر رضہ ساتھ اُنکے پس قسم خدا کی نہ داخل ہوئی مین بے کپڑا اوڑھے اچھی طرح حیا اُمن عمر رضہ اب اگر حضرت عائشہ شعور و ادراک اموات کو نہ جانتی تھین تو حیا پتھر اور دیوارون سے تھی کیا اور اگر بنظر جہالت اور ناواقفیت ہر قول صدیقہ رضہ کا قبول رکھا جاے تو منکرین دیدار الٰہی بھی قیامت مین ساتھ قول عائشہ رضہ کے آیت لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ سے استدلال کرتی ہین اُسکو بھی خلاف علماء سُنّت کے قبول رکھنا چاہیے اور منکرین معراج جسمانی بھی حضرت عائشہ رضہ ہی کے قول سے استدلال کرتے اور اہل سنت کے علما نے اِن دونو مسئلون مین جواب مفصل لکھے ہین اور قول صدیقہ نہین مُسَلّم رکھا غرض کتابون مین ہر قسم کی روایت ہوتی ہے اب معتبر وہ قول ہے کہ علما نے برعایت شرائط فہم کتاب و سنت اور رعایت طرق تطبیق درجا تحقیق کے اور نظر اطراف و جوانب اور فروعات پر رکھکر باتفاق اہل حل و عقد اجماع کیا ہو اور بیچ ہر زمانہ مین مذہب ایک جماعت حق کا رہا ہو ورنہ تمام اہل مذاہب باطلہ ناصبیہ و مرجیہ وغیرہ استدلال آیت و حدیث نسبے رکھتے ہین مگر جب اہل حق کے نزدیک معتبر نہین اسلئے باطل ہے ایسے ہی یہ مذہب وہابیہ ہے کہ یہ بھی اپنی عقل کے موافق خلاف ائمہ دین کے استدلال کرتے ہین اور اگر بالفرض قول پہلا حضرت عائشہ کا روایت امام احمد سے کہ جو حضرت عائشہ سے کی ہے رد نکیا جاے تو مخالف قول حضرت عمر رضہ کے ٹھیریگا اور سماعت موتیٰ مین اختلاف صحابہ قائم رہیگا اور مختلف فیہ مسئلہ مین حکم گمراہی اور شرک کرنا اب کسی مذہب کا نہین سوائے نجدیہ کے کہ پکارنے موتیٰ کو بسبب عدم سماعت شرک کہتے ہین جیسا کہ آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ کے جو اپنی عقل سے تفسیر کرتے ہین وہ ایسا ہی کہتے ہین اور تفسیر علما اور ائمہ دین کو نہین دیکھتے کہ تفسیر جلالین مین لکھا ہے

بہ ... [illegible] ... فان للصالحین ... [illegible]

مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وھم الاصنام لا یجیبون عابدیھم الی شیء یسألونه
ابدا وَھُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْنَ لانھم جماد لا یعقلون اور نہین غور کرتے کہ جب سماع موتی
بحدیث عمر رضی اللہ عنہ ثابت ہوا تو وہم عن دعائہم غافلون کہان رہا - اور شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر
سورۂ طارق مین لکھتے ہین جان آدمی کی ہرگز فنا پذیر نہین ہے اور شعور اور ادراک اور لذت اور الم خاصہ
اُسکا ہے اور شرح مقام علیین مین لکھا ہے کہ اسمین مستقر انبیا اور اولیا ہے اور عوام صلحا کا نام
وہان لکھا جاتا ہے اور مقام آسمان دنیا یا چاہِ زمزم یا اور جگہ درمیان آسمان و زمین ملتا ہے اور
ایک تعلق قبر سے بھی اُس ارواح کو رہتا ہے کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان
بر قبر مطلع و مستانس می شوند زیرا کہ روح را قرب و بُعد مکانی مانع دریافت نمی شود مثال آن در انسان
روح باصرہ است کہ ستارہائے ہفت آسمان را درونِ چاہ می بیند اور تفسیر اماتہ فاقبرہ مین لکھا ہے
کہ دفن مین جب تمامی اجزائے بدن ایک جگہ ہوتے ہین علاقہ روح کا ساتھ بدن کے براہ نظر و
عنایت بحال رہتا ہے اور توجہ ساتھ زائرین اور مستانسین اور مستفیدین کی بسہولت ہوتی ہے کہ نسبت
تعین مکانِ بدن گویا مکان روح متعین ہے اور آثار اِس عالم کے صدقات اور فاتحہ اور تلاوت قرآن
مجید کے جب اُس جگہ کہ مدفن بدن ہے واقع ہو بسہولت نافع ہوتی ہین - پس
دفن کرنا گویا مسکن واسطے روح کے بنانا ہے اسی سبب سے اولیاءِ مدفون اور دیگر مسلمانون سے انتفاع
اور استفادہ جاری ہے اور اُنکو بھی افادہ اور اعانت متصور - اور سورۂ انشقت کی تفسیر مین لکھا ہے
اول جو حال کہ روح کو بمجرد جدا ہونے بدن کے ہوتا ہے یہ ہے کہ کچھ اثر پہلی عبادت کا اور الفت بدن
اور دوستون کی ابنائے جنس سے باقی ہوتی ہے گویا یہ حال برزخ ہے زندگی دنیا اور استغراق حالت
قبر مین اور یہ حال وقت انکشاف جزائے نیکی اور بدی کا ہے اور مدد زندون کی اُس حالت مین جلد پہونچتی
ہے اور مردے منتظر پہونچنے مدد کے اُس طرف سے رہتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ابھی زندہ ہین اسلئے
حدیث مین بیچ حال قبر کے وارد ہے کہ مسلمان کہتا ہے دعونی اُصلّی یعنی چھوڑ دو مجھکو نماز پڑھ
لون اور یہ بھی آیا ہے کہ مُردہ اُس حالت مین مانند ڈوبتے کے ہے منتظر اسکا کہ کوئی فریاد کو پہونچے اور صدقات
اور دعائین اور فاتحہ اُسوقت بہت بکار آتی ہین اور یہین سے ہے کہ گروہ بنی آدم ایک سال تک اور
خاص ایک چلہ تک بعد موت کے اس قسم کی مدد مین کوشش تمام کرتے ہین اور روح مُردے کی

بھی قریب موت کے عالم خواب اور عالم مثل مین ملاقات زندون سے کرتی ہے اور مافی الضمیر اپنا کہتی ہے اور دوسری حالت وہ ہے کہ بعد منقطع ہونے تعلق زندگی دنیا کے ہوتی ہے اور استغراق عظیم مشاہدۂ کیفیات مکسوبہ نیکی وبدی اپنے مین حاصل ہوتا ہے اور تمام قواے مدرکہ اور متصرفہ دنیا سے منقطع ہوکر اُدھر متوجہ ہوتے ہین اور حس و حرکت معنوی اسکی اس جہان سے مطلق بیکار ہوجاتی ہے اور یہ حالت عوام مُردون کی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو آلۂ جارحۂ تکمیل وارشاد بنی آدم کیا ہے اسحالت مین بھی تصرف دنیا مین دیا ہے اور استغراق اُنکا بسبب کمال کے مانع توجہ اسطرف کا نہین ہوتا اور اُونسے تحصیل کمالات باطن کا اُنسے کرتے ہین اور اہل حاجات اور اہل مطالب حل مشکلات اپنی کا اُنسے چاہتے ہین اور حاصل کرتے ہین اور زبان حال اُنکی اُسوقت مترنم ہوتی ہے اِس قول کے ساتھ ؏ من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + پس نسبت غفلت اور عدم استجابت الصلحائے اموات اس آیت سے ثابت نہین ہوتی - اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکھا ہے اَنّ الروح اذا فارقت الجسد بقیت حسّاسة مدرکة بالحسّ المشترک وغیرہ وبقیت علی علومها وظنونها التی کانت معه فی الحیٰوۃ الدنیا ویترشّح علیها من فوقها علوم یعذب لها او ینعم وهمم الصالحین من عباد اللہ ترتقی الی حظیرۃ القدس الی آخرہ اور اُسی حجۃ اللہ البالغہ مین ہے قد استفاض من الشرع ان للہ عبادًا هم افاضل الملائکة ومقربوا الحضرۃ لا یزالون یدعون لمن اصلح نفسه وسعی فی اصلاح الناس فیکون دعائهم ذلک سببًا لنزول البرکات علیهم ویلعنون من عصی اللہ وسعی فی الفساد فیکون لعنهم سببًا لوجود حسرۃ وندامة فی نفس العامل والهامات فی صدر الملاء السافل ان یبغضوا هذا المسیء ویسیئوا الیه اما فی الدنیا او حین یخفف عنه جلباب بدنه بالموت الطبیعی وانهم یکونون سفیرا بین اللہ وبین عبادہ وانهم یلهمون فی قلوب بنی آدم خیرا ای یکونون اسبابا لحدوث خواطر فیهم بوجه من وجوہ السببیة وان لهم اجتماعات یعبر عنهم بالرفیق الاعلی والندی الاعلی والملاء الاعلی وان ارواح افاضل الاولین دخولا فیهم ولحوقا بهم کما قال اللہ تعالی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً

مَرْضِیَّةً ط فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت جعفر ابن ابیطالب ملکا یطیر فی الجنة مع الملائکة بجناحین فقط آور اُسی حجة الله البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے آدمی ہوتا ہے واسطے نسمہ کے نشاد وسرا یس پیدا کرتا ہے فیضان روح آلہی کا اُسمین قوة بیچ بقیہ حس مشترک کے کہ کفایت کرتی ہے سننے دیکھنے بولنے کو ساتھ مدد عالم مثال کے ۔ آور اسی حجة الله البالغہ مین ہے کہ جب مرتا ہے آدمی منقطع ہو جاتے ہین علاقے اور رجوع کرتا ہے طرف ایک مزاج کے پس ملحق ہوجاتا ہے فرشتون مین اور ہوجاتا ہے ایک فرشتون مین سے اور الہام کرتا ہے مثل الہام فرشتون کے اور سعی کرتا ہے جسمین وہ سعی کرتے ہین اور کبھی مشغول ہوتے ہین بیچ اعلائے کلمة الله اور مدد حزب الله کے اور کبھی ہوتا ہے واسطے اُنکے لمۂ نیک ساتھ اولاد آدم کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف صورت حسنی کے اصل خلقت سے ساتھ کمال شوق کے پس کھلتا ہے دروازہ مثال کا اور ملتی ہے ایک قوة اُس سے ساتھ نسمہ ہوائی کے اور ہوتا ہے مثل جسد نورانی کے اور کبھی مشتاق ہوتے ہین بعض اُنکے طرف کھانے کے اور مانند اُسکے پس تائید ہوتی ہے اُنکی خواہش کی واسطے پورا کرنے شوق اُنکے کو آور اُسی کتاب مین ہے کہ ملائکہ اور نفوس مجردہ علاقۂ جسمانیہ سے منطبع ہوتا ہے اُنمین جو کچھ ارادہ کرتا ہے الله بیچ خلق عالم اصلاح نظام سے اور مانند اسکے منقلب مرضیا تہا الی ما یناسب ذلک النظام الخ ۔ آور اُسی مین ہے کہ جب متمکن ہوجاتی ہے عدالت انسان مین تو واقع ہوتا ہے اشتراک درمیان اُسکے اور حاملین عرش کے اور جو مقرب درگاہ آلہی ہین فرشتون سے کہ وہ واسطے نزول بخشش اور برکات کے ہین اور ہوتا ہے یہ باب کشادہ درمیان اسکے اور اُنکے اور مہیا ہوتا ہے واسطے نزول الوان اور رنگتون اُنکے کے بمنزلہ تمکن النفس من الہام الملائکة والانبعاث حسبہا فقط ۔

پس آیۂ من اضل مین مراد پکارنا صلحائے مُومنین کا کسیطرح درست نہین ہوسکتا ہے کہ اُنکو ادراک وشعور وغیرہ بخوبی ثابت ہے و من لا یستجیب لہ اور ہُم عن دعائہم غافلون کا مصداق یہ نہین ہوسکتے اور اسیطرح آیۂ الہم ایدی یبطشون بہا ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان یسمعون بہا الخ کا مصداق صلحائے مُومنین نہین ہوسکتے ہین کہ اُنکا ادراک وشعور اور سماع اوپر بیان کیا گیا آور خاص یہان اس آیت مین حجة الله البالغہ مین لکھا ہے کہ مشرک لوگ

[margin:] آیا اُنکے لیے ہاتھ ہین کہ پکڑتے ہین یا اُنکے پانون ہین کہ چلتے ہین یا اُنکی آنکھین ہین کہ دیکھتے ہین یا اُنکے کان ہین کہ سنتے ہین ۱۲

یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ پہلے نیک بندون نے عبادت الٰہی کی مقرب ہوے اسقدر کہ عطا کی اللہ
نے اُنکو الوہیت پس مستحق عبادت کے ہوے تمام خلق سے جیسے کہ کوئی شہنشاہ بسبب خدمت
کے اپنے غلام کو ایک مُلک عطا کرتا ہے کہ وہ مالک ہوتا ہے اُس شہر کا اور مستحق فرمانبرداری کا
اُس شہر کے رہنے والون سے اور کہتے تھے کہ نہین قبول ہوتی عبادت اللہ کی جبتک نہ
مضموم ہو ساتھ عبادت اِنکے بلکہ حق تعالیٰ نہایت بلند ہے پس نہین مفید عبادت اُسکی قرب
اُسکے کو پس ضرور ہے عبادت اِن لوگون سے تو تقرب ہو طرف خدا کے لیقربونا الی اللہ
زلفیٰ اور کہا کہ یہ سنتے ہین اور دیکھتے ہین اور شفاعت کرتے ہین واسطے عباد کرنیوالون اپنے کی اور تدبیر
کرتے ہین اُنکے امور کی اور مدد کرتے ہین اُنکی پھر قائم کئے اُنکے نام پر پتھر اور کیا اُنکو قبلہ وقت
توجہ کے طرف ان لوگون کے پھر پیچھے اور لوگون نے کچھ فرق نہ سمجھا بتون مین اور اُنمین پس
گمان کیا بتون کو معبود بعینہ اسیواسطے رد کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی اسطرح کہ ان الحکم والملک خاصۃ
للہ اور کبھی اسطرح کہ یہ جمادات ہین ام لہم ارجل یمشون بہا ام لہم ایدی یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون
بہا ام لہم آذان یسمعون بہا پس حمل ان آیات کا ارواح کاملین پر بجز تحریف اور کچھ نہین بلکہ
توسل بارواح صلحا اور انبیا و زمان آدم سے محمود چلا آتا ہے اور عملدرآمد اہل حق رہا اور حدیث
اور اقوال علمائے دین سے ثابت ہے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بیچ تفسیر صراط الذین انعمت
علیہم کے لکھا ہے کہ راہِ راست راہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی ہے وقت دعا بخدا
چاہیئے کہ بندہ لحاظ ان چارون فرقونکا مجملاً رکھے اور راہ اُنکی طلب کرے اور معلوم کرے کہ
عوام مومنین کو رفاقت صالحین طلب کرنی چاہیئے اور صالحون کو رفاقت شہیدون کی اور
شہیدون کو رفاقت صدیقون کی اور صدیقون کو رفاقت انبیا کی اگر کوئی عوام مسلمانون سے
چاہے کہ رفاقت انبیا کی کرے اسکو رفاقت اِن تینون گروہ سے درجہ بدرجہ ناچاری ہے جیسے
کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے بدون رفاقت کسی جمعدار کی کہ وہ بیچ رفاقت رسالدار کے
ہو اور وہ بیچ رفاقت میر کبیر کے ممکن نہین اسیواسطے داخل ہونا طریقۂ اہل اللہ مین اور توسل ڈھونڈنا
ساتھ اُنکے محمود اہل اسلام ہے فقط اور اُنہین کے حالات مین لکھا ہے کہ حق تعالیٰ برکت اُنکے
کلام مین اور انفاس مین اور افعال مین اور مکانات مین اور اُنکے ہمصحبتون مین اور اُنکی اولاد

مین اور انکی نسل مین اور انکے زیارت کرنے والون مین پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک
انکو جاہ اور مرتبہ عنایت کرتا ہے کہ دعا انکی مستجاب ہوتی ہے بلکہ کسی حاجت مین کہ ساتھ انکے توسل
کیا جاوے وہ حاجت روا ہوتی ہے اور خصوصیات اور علامات کہ عالم برزخ اور موقف قیامت مین
یا عالم ملکوت مین انکو عنایت ہوے ہین اس قبیل سے نہین کہ عوام مومنین اسکو جان سکین مگر بعد
مشاہدہ اس عالمون کے فقط اور تفسیر ایاک نعبد مین عبادت کو منقسم کر کے لکھا ہے کہ جو متعلق بچشم
ہے دیکھنا مشاہدہ خیر کا ہے مثل کعبہ شریفہ اور قرآن مجید اور دیکھنا بزرگون کا مثل انبیا اور اولیا اور
زیارت قبور شہدا اور صالحین کہ جنہون نے جان اپنی راہ خدا مین دی اور اوقات اپنی اسکی یاد مین
گذاری ہین اور عبادت قلب محبت ہے ساتھ دوستون اسکے کے اور بغض رکھنا ہے ساتھ دشمنون
اسکے کے اور افراط استعانت مین لکھا ہے کہ ملائکہ اور ارواح انبیا اور اولیا کو بیچ پردہ صورت قبرون
اور تعزیہ کے معبود کرے اور شفاعت اور عرض انکی جناب الٰہی مین واجب القبول جانے گو مکروہ الٰہی
ہو اور تفسیر آیۂ ربنا ظلمنا انفسنا مین لکھا ہے کہ طبرانی نے معجم صغیر مین اور ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت
عمر رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم ع نے عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا دیکھا تو جانا کہ برابر اس شخص کے خدا کے نزدیک کسیکی قدر نہین کہ اپنے نام کے برابر اسکا نام لکھا
ہے تدبیر یہ ہے کہ بحق ایسے شخص کے سوال مغفرت کا کرون پس دعا مین کہا اللھم انی اسألك
بحق محمد ان غفرت لی اور روایت کی ابن منذر نے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
سے اور الفاظ مع زیادت اسکے اللھم انی اسألك بجاہ محمد وکرامته عندك ان تغفر
لی خطیئتی اور اہل تحقیق لکھتے ہین کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کو باعث کمال کا ایک اسم ہے
اسمائے الٰہی سے کہ مربی اسکا ہے اگر وقت سوال بحق کسی کامل کے ملاحظہ اس امر کا کہ مراد اس
کامل سے اشارہ طرف اس اسم کے ہے تو یقیناً کچھ جائے عتاب اور ملامت نہین ہے انتہی اور
حصن حصین مین آداب دعا مین لکھا ہے بروایت بخاری اور مستدرک حاکم اور بزار کے ان یتوسل
الی اللہ تعالی بانبیائه والصالحین من عباده اور روایت ہے کہ کہا ہے حضرت عمر رض نے
دعائے استسقا مین اللھم انا کنا نتوسل الیك بنبیك صلی اللہ علیه وسلم فتسقینا
وانا نتوسل بعم نبینا فاسقنا فیسقون اور بروایت ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور مستدرک

حاکم واسطے ضرورت کے یہ دعا لکھی ہے کہ بعد دو رکعت نماز کے کہے اللھم انی اسألك واتوجه
بنبیك محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم
فشفعه فی پس جو توسل کہ ثابت ہے حدیثون سے اور فعل ہے خلفاے راشدین کا اور لکھا ہے علماے
دین نے کہ محمود ہے اسلام مین اُسکو یہ شرک اور بدعت کہتے ہین اور ایک جہان کو گمراہ کہتے ہین اور
محبت وعظمت انبیا وصلحا کی جو ایمان ہے دلون مین سے کھوتے ہین - اور اسی طرح بحث شفاعت مین
مخالف اہل سنت کے تقریر کرتے ہین مذہب اہل سنت یہ ہے کہ شفاعت دن قیامت کے
حق ہے اور شفاعت عامہ خاتم المرسلین کی یقینی ہوگی اور واسطے اہل کبائر مستحقین عذاب کے بھی
ہوگی - اور معتزلہ کہتے ہین کہ تاثیر شفاعت زیادتی ثواب ہے قدر استحقاق نہ اسقاط عذاب -
غرض باتفاق شفاعت مخصوص ساتھ مسلمانون کے ہے اور کافرون کو اُس سے بہرہ نہین اور
نفی نفع شفاعت یا نفی قبول شفاعت کی جہان قرآن مین ہے مراد کافر ہین نہ مومن بلکہ مومنین
ماذون اور محکوم لشفاعت ہین جیسے دلالت کرتی ہے آیت لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ اِلَّا
لِمَنْ اَذِنَ لَهُ یعنی نہین نفع کرنیکی شفاعت نزدیک خدا کے مگر اُسکو کہ اذن ہوچکا واسطے اُسکے
اور وہ مومنین ہین کہ اذن شفاعت جنکا ہوچکا اسلئے کہ اَذِنَ صیغہ ماضی ہے جیسے فرمایا ہے
آنحضرت صلعم نے شفاعتی لاهل الکبائر من امتی اور ایسے ہی دلالت کرتی ہین بہت سی حدیثین
اوپر ماذون ہوچکنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ شفاعت جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے انا اول من
یقرع باب الجنة واول شافع واول مشفع اور صحیح بخاری اور مسلم دونو مین ہے اعطیت الشفاعة
اور مسند دارمی مین ہے انا اول الناس خروجا اذا بعثوا ومستشفعهم اذا حبسوا اور ترمذی مین ہے
اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین وصاحب شفاعتهم ولا فخر اور صحیح مسلم مین روایت
ہے ابوہریرہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے لا یصبر علی لاواء المدینة وشدتها احد من
امتی الا کنت له شفیعا یوم القیامة اور اسطرح کی بہت روایتین ہین صحیح کہ جنسے ماذون ہونا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہوتا ہے اور طریقہ محمدیہ اور سیر احمدیہ مین ہے کہ من انکر شفاعة
الشافعین یوم القیامة فهو کافر اور شفاعت قرآن شریف وصلحاے امت محمدیہ ثابت ہے
واسطے مسلمانون کے اور نجدیہ کہتے ہین کہ شفاعت بعد حکم پانی اور بہ پروانگی ہوگی آیة من ذی الذی

یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ سے پس وقوع شفاعت انکے نزدیک یقینی نہین ہے بطریق قضیہ شرطیہ
ہے برخلاف عقیدہ اہل سنت جماعت ہے کہ اُنکے نزدیک شفاعت حق ہے اور منشاء غلطی یہ ہے
کہ اذن کے معنی حکم بیانی کہتے ہین اور یہ معنی بہت جگہ قرآن مین درست نہین ہین جیسے آیہ یُفَرِّقُوْنَ
بِہٖ بَیْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِہٖ ط وَمَا ھُمْ بِضَآرِّیْنَ بِہٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط مین اگر یہ اذن
یا حکم بیانی مراد لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا کی طرف سے سحر اور اضرار کی اجازت اور حکم صادر ہوتے
ہین اُنکو اور ایسے ہی فَھَزَمُوْھُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ وَکَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً
بِاِذْنِ اللّٰہِ ط مین اور اسیطرح لشکر غالب کو کافر ہو یا مومن حکم بیانی بالالہام یا وحی آتا ہے جب غالب
ہوتا ہے اور ایسے ہی وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط مین جب تک حکم مرنے
کا بالالہام یا وحی نہین آتا کوئی نہین مرتا اور اس آیت مین اذن کے جو معنی تفسیر عزیزی مین لکھے
ہین درست ہین کہ اگر حقیقت شفاعت کو غور کرین ہم تو مذہب اہل سنت کا مثل آفتاب کے
روشن ہوتا ہے اسلئے کہ حقیقت شفاعت یہ ہے کہ کمال نفس کامل آدمی کا فراخی پیدا کرے
اور نفوس ناقصہ اپنے تابعدارون کے اپنے کمال مین شامل کردے پس مدار اس شفاعت کا
دو چیز پر ہے اول انبساط کمال نفس کاملہ کا دن قیامت کے کہ محض بعنایت الٰہی موعود ہے
نہ بواسطہ کسی عمل اور کوشش اور تلاش کے اسلئے کہ نہایت کوشش کی تحصیل کمال ذاتی ہے
نہ گھیرنا اُس کمال مین پیرو ون اپنے کو اسطرحپر کہ اُنکے نقصان برنگ کمال ظاہر کرے اور اس
بسط اور احاطہ دہی کو شریعت مین اذن اور حکم کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ نفس
ناقص اہل کمال ہو کہ بدون ایمان وصحت عقیدہ کی محال ہے اور اس امر سے شریعت مین تعبیر
فرمایا ہے کہ کافر اور منافق کو شفاعت نہین ہے اور عقیدہ شفاعت بوجاہت اور بمحبت کو کفر کہتی
ہین اسلئے کہ یہ دو تو صورتین مستلزم قہر اور غلبہ شفیع ہین یہ غلط فہمی وہابیہ ہے دراصل یہ قسم شفاعت
سے نہین ہے بلکہ قسیم شفاعت ہی جیساکہ کہا شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر آیہ وَاتَّقُوْا یَوْمًا
لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْھَا عَدْلٌ
وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ مین طریق دفع عذاب در دنیا منحصر درہمین چار چیز ست یا بالقہر وغلبہ ست و آنرا
نصرت گویند یا بدون قہر وغلبہ و آن دو قسم ست یا مفت بدون دادن چیزے خلاص کنند و آن

اور اُسکی بھی مین اور وہ اُس سے بگاڑ کر یہ نہین ہے بجز اذن خدا کے ۱۲

اور یہ جو اُسکا سے کہ نہ کام آوے اس کو کوئی شخص کسی شخص کے کچھہ اور نہ قبول ہو اُسکی طرف سے بدلا اور نہ کام آوے اُسکو سفارش نہ اُنکو مدد پہونچے ۱۲

شفاعت است یا بدادن چیزے و آن نیز دو قسم ست یا بدادن چیزے کہ بر ذمہ او واجب بود مثل
ادائے قرض و تاوان و مصادر یا بدادن عوض او ست پس نصرت کا نام شفاعت رکھنا یہ
نتیجہ مہر الٰہی ہے کہ قسم اور قسیم شئے مین فرق نہین سمجھتے اور مراد اس سے ان لوگون کی توہین شان
انبیا اور صلحا ہے ورنہ نصرت کی نفی خود آیت قرآن مجید مین ہے اُسکا نام شفاعت رکھنا اور
اُسکا انکار کرنا بجز خراب کرنے عقیدہ عوام اور تحقیر بزرگون کے اور کیا بات ہے عیاذاً باللہ من
ذالک - اور اسیطرح سے انکار تبرک آثار انبیا اور صلحا سے اور تعظیم اور تکریم اُسکے سے شعار وہابیہ ہے
کہ جو قرآن اور حدیث اور اقوال سلف سے ثابت ہے اُسکا انکار کرتے ہین اسلئے کہ اصل اصول
اس مذہب کا توہین انبیا اور صلحا ہے در پردہ اظہار شرک و بدعت کے اور جب اہانت انکی
بجائے محبت اور تعظیم کے دل مین متمکن ہوئی تو ایمان کہان قائم رہا من اہاننی فقد اہان
اللہ ومن اہان اللہ فقد کفر حدیث صحیح ہے اب ثبوت اسکا قرآن مجید سے آیت اَنْ یَّاْتِیَکُمُ
التَّابُوْتُ فِیْهِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ
الْمَلٰٓئِکَةُ ط اور تفسیرون مین لکھا ہے کہ اُس صندوق مین ٹکڑے الواح اور عصائے موسیٰ اور عمامہ
ہارون وغیرہ تھا وقت لڑائی کے فرشتے اُس صندوق کو بنی اسرائیل کے سامنے اُٹھا لیتے تھے جب
اُسیکے سبب ان کو فتح ہو جاتی اور آیۂ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ط اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ
مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی یہ سب تعظیم بسبب ظہور برکت الٰہی کے تھی حضرت ابراہیم اور اسماعیل پر
ان مقامون مین جیسا کہ ان آیتون کی تفسیر مین مفسرین نے لکھا ہے اور تفسیر عزیزی مین بہت
مفصل بیان کیا ہے اور آیۂ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ خَطٰیٰکُمْ کی تفسیر
مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ جو مقام متبرک کہ جائے نزول برکت اور رحمت الٰہی
ہوتے ہین یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقوی کی ایسی خاصیت اُنمین پیدا ہو جاتی ہے
کہ اُنمین توبہ اور بندگی بجا لانے باعث جلدی قبول اور حاصل ہونے نیک ثمرہ کا ہے اسی جگہ
سے ہے کہ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے حکایت کی کہ ہم ایکدن ہمراہ آنحضرت صلعم کے شب
کو کسی غزوہ یا سفر مین جاتے تھے جب آخر شب ہوئی تو ایک درہ کوہ پر گذرے ہم کہ اُسکو ذات الحنظل کہتے
تھے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا مثل ہذہ الثنیۃ الامثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بروایت صحیح
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہا انما مثلنا فی ھذہ الامۃ کسفینہ نوح وکباب حطۃ
فی بنی اسرائیل نجات نفس و شیطان سے اور صحیح ہونا توبہ کا اور معاف ہونا گناہونکا بسبب
داخل ہونے اس امت کے اولیاؤن کے سلسلہ مین تعلق انہین بزرگون کے ساتھ رکھتا ہے
جیسا کہ اس زمانہ مین ظاہر ہے کہ سلاسل سلاک راہ خدا اور توبہ اور انابت کے اسی خاندان
علیہم الرحمۃ تک سے منتہی ہوتے ہین انتہی ترجمہ تفسیر عزیزی - پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ اس سلسلہ
مین بیعت کرتے ہین کہ قبولیت توبہ اور معافی گناہونکی باحسن وجہ ہو اور انہین بزرگون کی
عبادتگاہون مین اور زیارتگاہون مین عبادت اختیار کرتے ہین تاکہ جلد ثمرہ نیک حاصل ہو
اور قبولیت جناب باری مین حاصل ہو جسکو یہ لوگ جاہل بدعت سیئہ کہتے ہین - اور باب حطہ
نام ایک دروازہ بیت المقدس کا بھی اُسکے دروازون مین سے ہے کہ واسطے استغفار گناہون کے
مسجد مین اُسی دروازہ سے جاتے ہین اور مشہور زبان مجاورون پر ہے کہ داخل ہونا اس دروازہ
کا موجب پاکی گناہونکا ہے اور اتبک زیارتگاہ ہے شاید حضرت سلیمان یا بعد اُنکے کسی نبی نے
بوحی یا کشف مشابہت بدروازۂ قریہ دیگر باب حطہ نام رکھا ہوگا کہ خاصیت مین مشابہ باب
قریہ تھا انتہی ما فی التفسیر العزیزی اور تفسیر صراط الذین انعمت علیہم مین لکھا ہے کہ برکت در کلام و
در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و ہم در صحبتیان و اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان
ایشان پے در پے ظاہر میگردد اور تفسیر سورۂ قدر مین ہے کہ از مضمون این سورہ معلوم میشود
کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیک و مکانات متبرک و حضور اجتماع صالحان در اینجا
ثواب و آیات برکات و انوار مرتبے عظیم حاصل میشود اور حدیث مین ہے عبد الرحمان ابی قراد سے
کہ نبی صلعم نے وضو کیا فجعل اصحابہ یمسحون بوضوئہ فقال النبی صلعم ما یحملکم
علی ھذا قالوا حب اللہ و رسولہ اور ایسی ہی حدیث مین وارد ہے کہ تمام اہل مدینہ پانی مین
آپکا ہاتھ ڈلوا کر لیجاتے تھے اپنے گھرون مین یہ حاصل کرنا برکت کا ہے صلحا سے اور بڑھانا محبت
اور عظمت اُنکا دلمین پس اسی جگہ سے ہے کہ لوگ نیک جمع ہو کر ذکر اللہ کرتے ہین اور قرآن شریف
پڑھتے ہین اور ختم کرتے ہین تا موجب زیادتی ثواب اور برکات کا ہو اور اسکو وہابیہ بدعت سیئہ

کہتے ہین اور تفسیر طور سینین مین شاہ عبد العزیز صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت صفیہ رض زوجہ مطہرہ واسطے
زیارت بیت المقدس کے تشریف لیگئین اور بعد فراغت نماز کے مسجد سے باہر نکل کر طور زیتا کے
پہاڑ پر چڑھین اور وہان بھی نماز پڑھی اور پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اسی جگہ سے آدمی
قیامت کو متفرق ہونگے کچھ بہشت مین اور کچھ دوزخ مین اور یہی پہاڑ ہے کہ حضرت عیسی کو اسی
جگہ سے آسمان پر لیگئے - ایک نصرانیہ نے وہان کنیسہ اور قبہ مصعد عیسی بنایا تھا وہ اب منہدم
ہوگیا لیکن اب درخت خرنوب نبطی ہے کہ متصل اُسکے مسجد اور نیچے اُسکے غار ہے بہت لوگ زیارت
کو جاتے ہین وہان اور اُس درخت کو خرنوب العشرہ کہتے ہین پس جانا صحابہ رضی اللہ عنہم کا طور زیتا پر واسطے
زیارت کے کہ مکان مصعد عیسی تھا ثابت ہے - اور قرطبی اور ابن ہمام وغیرہ نے اکابر معتمدین سے
روایت کی کہ اطراف قبا مین پیغمبر خدا صلعم ایک پتھر پر بیٹھے تھے کہ ایک عورت بانجھ نے دعا چاہی
اور آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی عقم اُسکا جاتا رہا اُسکے بعد یہ فیض خاصہ جاری ہوا ہے کہ جو عورت
بانجھ باطہارت باخلاص نیت اُس پتھر پر بیٹھکر درود پڑھے عقم جاتا رہتا ہے اور یہ معاملہ تجربہ لکھا ہے
اور روایت ہے صحیح مسلم مین اسما بنت ابی بکر رض سے کہ جبہ طیالسیہ کسروانیہ حضرت عائشہ سے اُنکے
پاس آیا تھا وکان النبی صلعم یلبسھا ونحن نغسلھا للمرضی نستشفی بھا اس حدیث سے تبرک اخذ
شفا ساتھ دھونے جبہ رسول خدا صلعم کے بفعل صحابہ رض ثابت ہے غرض اسطرح پر بہت حدیثین اور
اقوال ہین اب ایک استفتا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم کہ مسلم الثبوت وہابیہ ہند بھی ہین لکھا جاتا ہے -
چہ میفرمایند علماء دین در تعظیم تبرکات انبیا و صلحا و تبرک باثار ایشان شرعا جائز است یا نہ مثلا
پیغمبرے یا پیرے درجائے نماز گذارد یا اعتکاف نمودہ آنمکان را متبرک دانستن و عبادت را در آن
بہتر دانستن و محل قبولیت دعا و عبادت فہمیدن چہ حکم دارد و پارچہ و کفش و عصا و امثال آن
اشیاء مستعملہ بزرگان تبرک دانستن و باحتیاط داشتن و ہمچنین موئے و ناخن وغیرہ را چہ حکم - و
بقیۂ آب وضو و پس خوردہ و دم کردہ بزرگان را متبرک دانستن و از جاے بجائے بدن چہ حکم دارد
بینوا توجروا الجواب تبرک باثار صالحین شعار دین است قدیما و حدیثا و از کتاب و سنت ثابت
انکار آن و کلام در آن غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت در قرآن مجید وارد است یاتیکم التابوت
فیہ سکینۃ من ربکم و بقیۃ مما ترک آل موسی وآل ھارون تحملہ الملائکۃ در

اور یہی مطلب ہے ... بغیر ... ہونا ... اسکے ... سے ... ہے ... نیز ... ہے ... اپنا سبب ...

تفاسیر معتبر مرویست کہ بود در آن صندوق پارہ ہائے الواح وعصائے موسیٰ وعمامہ ہارون وغیرہ و
بود بدست بنی اسرائیل و در وقت قتال پیش میکردند آنرا و بسبب آن فتحیاب می شدند بر اعدا و
وقت جنگ فرشتگان برمی داشتند بالائے سرہائے بنی اسرائیل و بنی اسرائیل قتال میکردند
ہمین کہ از ان تابوت آواز می آمد نصرت می یافتند ہرگاہ بنی اسرائیل عصیان وفساد نمودند اللہ
تعالی مسلط نمود براوشان عمالقہ را کہ آن تابوت از ایشان سلب کردند ہرگاہ بے ادبی کردند با تابوت
اللہ تعالی برآن کفار بلا مسلط نمود ہر کہ قریب آں بول و براز میکرد بہ بواسیر مبتلا میگردید پس کفار دانستند
کہ این بلا بسبب بے ادبی تابوت است برگاوان نہادہ خود روانہ ساختند فرشتگان بمنزل طالوت
رسانیدند و در صحیح مسلم از ابن مالک مرویست کہ قال اصابنی فی بصری بعض الشیٔ فبعثت الی
رسول اللہ صلعم انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلی فاتخذہ مصلے قال فاتی النبی صلعم
ومن شاء اللہ من اصحابہ فدخل وھو یصلی فی منزلی واصحابہ یتحدثون بینھم الخ
و در روایت دیگر مسلم آمدہ فقال تعال فخط لی مسجدا فجاء رسول اللہ صلعم الخ نووی در شرح مسلم
نوشتہ قولہ فخط لی مسجدا ای اعلم لی علی موضع لاتخذہ مسجدا ای موضعا اجعل صلوتی
فیہ متبرکا باثارك وفی ھذا الحدیث انواع من العلم تقدم کثیر منھا ففیہ التبرك
باثار الصالحین و در صحیح بخاری در باب خضاب مرویست کہ بود نزد ام سلمہ رض موہے مبارک آنحضرت
صلعم در جلجلہ از نقرہ ہرگاہ میرسید بصحابہ رنجے میرفتند نزد ام سلمہ رض و عرض میکردند پس می برآورد آنرا
وحرکت میداد در آب و استشفا میکردند صحابہ رض بآن و حدیث طلق ابن علی در بارہ تبرک کردہ بردن آب
بقیہ وضوے آنحضرت صلعم ببلاد خود در مشکوٰۃ از نسائی منقول است ملا علی قاری در شرح نوشتہ۔
وفیہ التبرك بفضلہ صلعم ونقلہ الی البلاد نظیر ماء زمزم فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
استھداہ من امیر مکۃ لیتبرك بہ اھل المدینۃ ویوخذ من ذلك ان فضلۃ وارثیہ
من العلماء والصلحاء کذلك وہمچنان شیخ عبد الحق در ترجمہ شرح و دیگر شراح نوشتہ۔ الغرض کتب حدیث
و سیر از این امور پرانید شفائے قاضی عیاض و شروح آن و تصانیف سمہوری باید دید و در جذب
القلوب و دیگر کتب شیخ عبد الحق ہم این مطلب بخوب وصاف اگر دیدہ است نزد فقیر این امر قابل
استفتا و اجازت نیست محبت باکسیکہ و احب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت تعظیم آثار و منتسبات

او می کند و تہاون وعدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت با مبدء و منشاء آثار و کاؤ دیکہ ہمہ
تنقید روایات و اثبات اصلیت آثار می کنند خالی از سوء سیرت نیست اصل اہتمام این امور در
علمیات است پستر در عملیات و در فضائل اعمال وغیرہ وسعت است الم یکفیک ان سمعت
اگر شنیدہ باشند در امثال ہمین امور است بادنی نسبتے واقل مشابہتے تعظیم بجا باید آورد کابس
ابن ربیعہ ہرگاہ داخل شد بر معاویہ ابن ابی سفیان معاویہ بلحاظ آن گونہ مشابہت صوری کہ
با آنحضرت صلعم داشت از تخت خود بیتابانہ برائے تعظیم برخاستہ کابس را بر تخت نشاندہ خود دور
باوب نشستہ بتوقیر تمام رخصت نمود و مداخل مرغاب را بکابس گذاشت در مواہب لدنیہ وغیرہ مذکور
است و شیخ عبد الحق در مدارج نقل نمودہ کہ یکے از اہل بیت کرام را کہ نام او یحیی ابن القاسم
بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی کرم اللہ وجہہ کہ ملقب بود بشبیہ در موضع خاتم
نبوت شامہ بود مقدار بیضۃ الحمام مشابہ خاتم النبوت چون در حمام می درآمد و می دیدند او را مردم
درود میفرستادند بر حضرت رسول صلعم وازدحام می نمودند برو و می بوسیدند پشت او را تبرکاً اور
اسیطرح تمثال نعل مبارک کہ کاغذ یا کپڑے پر لکھتے ہین آور مدینہ شریفہ مین سنا ہے کہ بعض کلاہ پر
بکار سوزن بنے ہوے ہوتے ہین قسطلانی نے ابو الیمان ابن عساکر سے اسکی برکت اور فوائد ذکر
کئے کہ ابو جعفر ابن عبد المجید نے درد پر رکھا اور شفا ہوئی اور ابو القاسم ابن محمد کہتے ہین کہ مجربات
اسکی برکات سے کہ یہ حرز ہے شیطان سے اور بغاوت باغیون سے اور امان غلبہ اعدا سے
اور اگر حاملہ اسکو داہنے ہاتھ مین رکھے وقت درد زہ کے تو آسانی ہوتی ہے اور ابو الیمان
ابن عساکر نے مدح تمثال نعل مبارک مین قصیدہ لکھا ہے اور حافظ علامہ احمد مقری التلمسانی نے
اس باب مین ایک کتاب مسمی بفتح المتعال فی مدح النعال لکھی ہے مشتمل فاتحہ اور چار باب اور
خاتمہ پر اور اسکی سلسلہ اسناد اور اجازت مین نام بہت بزرگون کے لکھے ہین مثل امام ابو بکر
وابن عربی وحافظ ابو الربیع وحافظ ابو عبد اللہ وخطیب الخطبا ابو عبد اللہ بن مرزوق تلمسانی ابو
اسحاق اور مانند انکی بہت لوگ ہین جسکو منظور ہو اس کتاب مین سند اسکی دیکھے اور حال رجال
کا دریافت کرے اور تفسیر عزیزی مین ہے کہ قاعدہ آنحضرت صلعم کا تھا کہ جب نماز صبح سے
فارغ ہوتے تو غلام اور لونڈیان اہل مدینہ کی ہر ایک برتن پانی سے بھرا ہوا لاتا آپ اسمین ہاتھ

مبارک اپنا ڈالین تو وہ پانی متبرک ہو جاوے اور تمام دن اُس پانی کو کھانے پینے اور دوا مین صرف
کرتے تھے فقط اور اسیطرح ایک مسئلہ باطل انکے سے یہ ہے کہ اگر اوپر جانور زندہ کے کہا جاوے کہ یہ
واسطے پیغمبر کے ہے حرام اور نجس ہو جاتا ہے اگرچہ ذبح کیا جاوے بنام خدا تو بھی یہ ذبیحہ حرام ہے اور
ذابح مرتد اگرچہ غیر مقرر کرنیوالا ہو پس جہان کسی مخلوق کے نام پر جانور مشہور کیا کوئی جانور حلال ہو
جیسے گائے سید احمد کبیر کی یا اونٹ یا مرغی فلان شہید کی یا نبی کی یا باپ دادا کی یا جن کی یا پری
کی کوئی ہو وہ سب بسبب مشہور ہونے نام غیر خدا حرام اور ناپاک ہے اور دلیل اسکی یہ آیت ہے
وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو چیز کہ مشہور کی گئی ساتھ غیر خدا کے وہ حرام ہے اور یہ فہم انکا
مخالف جمہور مفسرین اور علمائے سلف کے ہے تفسیر بغوی مین ہے کہ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ ای ما ذبح
للاصنام والطواغيت واصل الاهلال رفع الصوت وكانوا اذا ذبحوا لآلهتهم يرفعون
اصواتهم بذكرها فجرى ذلك من امرهم حتى قيل لكل ذابح وان لم يجهر بالتسمية
مهل قال الربيع ابن انس وغيره ما اهل به لغير الله ما ذكر عليه اسم غير الله اور تفسیر نیشاپوری
مین ہے وما اهل به لغير الله فمعناه رفع به الصوت للصنم وذلك قول اهل الجاهلية
باسم اللات والعزى واهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبية اور بعد اسکے لکھا ہے ويستثنى مما
اُهِلَّ به لغير الله ما ذبائح اهل الكتاب اذا سمى عليها باسم المسيح مثلا لاطلاق قوله تعالى
وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ ولان النصراني اذا سمى الله تعالى فانما يريد به
المسيح وهو مذهب عطاء ومكحول والحسن والشعبي وسعيد بن المسيب وقال مالك و
الشافعي وابو حنيفة واصحابه اذا ذبحوا على اسم المسيح فقد اهلوا به لغير الله فوجب ان
يحرم واذا ذبحوا على اسم الله فظاهر اللفظ يقتضي الحل ولا عبرة لغير اللفظ وعن علي عليه
السلام اذا سمعتم اليهود والنصارى يهلون لغير الله فلا تاكلوا واذا لم تسمعوهم فكلوا
فان الله تعالى قد احل ذبائحهم وهو اعلم بما يقولون انتهى اور تفسیر جلالین مین ہے وما اهل
به لغير الله اى ما ذبح على اسم غير الله والاهلال رفع الصوت وكانوا يرفعونه عند الذبح
لآلهتهم فقط اور در منثور مین مذکور ہے کہ اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قوله ما اهل ما
ذبح واخرج ابن ابی حاتم عن مجاهد وما اهل به لغير الله قال ما ذبح لغير الله واخرج ابن

ابی حاتم عن ابی العالیۃ وما اھل بہ لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ اور تفسیر احمدی
مین لکھا ہے اھل بہ لغیر اللہ معناہ ذبح لاسم غیر اللہ تعالی مثل اللات والعزی واسماء الانبیاء
وغیر ذلک بان افرد باسم غیر اللہ وذکر مع اسم اللہ عطفا اور بعد اسکے عبارت ہدایہ ذکر کر کے
لکھا ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ
لم یذکر اسم غیر اللہ وقت الذبح وان کانوا ینذرونہا لھم اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ ما اھل
بہ لغیر اللہ ای ما رفع الصوت عند ذبحہ للصنم الخ اور تفسیر رحمانی مین ہے فانہ ان ذکر
معہ اسم اللہ فقد عارض فیہ المطہر المنجس مع نجاستہ بالموت وان لم یذکر فقد ذیل
فی تنجیسہ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے ترجمہ فارسی مین لکھا ہے آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وی بغیر خدا
پس ان سب تفسیرون سے ظاہر ہے کہ مراد اہلال سے رفع الصوت عند الذبح ہے اور نووی نے
شرح مسلم مین لکھا ہے اما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ تعالی کمن ذبح
للصنم او للصلیب او لموسی او لعیسی او لکعبۃ او نحو ذلک فکل ذلک حرام ولا تحل ھذہ الذبیحۃ
سواء کان الذابح مسلما او نصرانیا او یہودیا نص علیہ الشافعی فان قصد مع ذلک تعظیم
المذبوح لہ غیر اللہ تعالی والعبادۃ کان ذلک کفرا فان کان الذابح قبل ذلک مسلما صار
مرتدا وذکر الشیخ ابراھیم المروزی من اصحابنا ان ما ذبح عند استقبال السلطان تقربا
الیہ وفتی اھل بخارا بتحریمہ لانہ مما اھل بہ لغیر اللہ قال الرافعی ھذا انما ذبحوہ استبشارا
لقدومہ فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولود ومثل ھذا لا یوجب التحریم انتہی اب یہ جو قول ابراہیم مروزی
کا بحوالہ اہل بخارا نووی نے ذکر کیا ہے اور پھر اسکو قول رافعی سے رد کیا کہ ذبح قدوم سلطان مثل
ذبح عقیقہ ہے واسطے خوشی کے نہ تقربا اور عبادۃ ہے کہ حرام ہو اسکو وہابیہ قول نووی کر کے لکھتے ہین
اور آگے اسکو جو قول رافعی سے رد کیا ہے وہ نہین لکھتے اور نہ جو کچھ پہلے امام نووی نے اپنی تحقیق
لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ ذبح باسم غیر خدا مراد ہے اور اسطرح کی فریب اور جعل کی باتین مثل روافض
اکثر ان وہابیون کے کلام مین ہین کہ عبارت بیچ مین سے مخالف ماقبل اور مابعد کے جو کسی عالم نے
بطور شبہ کے بیان کر کے رد کیا ہے اسکو سند لے ذکر عبارت ماقبل اور مابعد کے ذکر کرتے ہین اور
نہین غور کرتے کہ جب کوئی اصل کتاب کو دیکھیگا تو کیا فضیحت ہوگی فقط بنظر سخن پروری کسیکا قول

کسیکی طرف نسبت کرتے ہین اور قول مردود کو سنداً لکھتے ہین چنانچہ مولوی فضل رسول صاحب نے اُنہ
المسائل کے جواب مین اس قسم کے دھوکے بہت پکڑے ہین جسکو معلوم کرنا ہو اُسمین دیکھے آور بعض
لوگ سند پکڑتے ہین حدیث نہی عن ذبائح الجن کو اور کہتے ہین کہ غیر اللہ سب مثل جن کے ہین اور حوالہ
کرتے ہین اشباہ ونظائر پر عبارت اُسکی یہ ہے ومنہا ان ذبیحۃ لا تحل قال فی الملتقط وعن
رسول اللہ صلعم انہ نہی عن ذبائح الجن پس تحریر اشباہ ونظائر سے صاف ظاہر ہے کہ مراد ذبائح
جن سے وہ جانور ہے کہ جسکو جن نے ذبح کیا ہو اور بعض لوگ سند پکڑتے ہین حدیث لا تذکرونی عند
تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند العطاس سو یہ حدیث صحیح نہین ہے حصن حصین مین
لکہا ہے اما الحدیث الذی روی مرفوعاً لا تذکرونی عند تسمیۃ الطعام وعند الذبح وعند
العطاس فلا تصح فانہ من حدیث سلیمان بن عیسی الجہری وہو متہم بوضع الحدیث و
فیہ ایضاً عبد الرحیم التیمی وہو ایضاً ضعیف اور قطع نظر اسکی حدیث ذبائح الجن اور حدیث
لا تذکرونی اور قول نووی جو سند مین بیان کرتے ہین کچھ مفید دعوی مدعیان نہین اسلیئے کہ دعوی
یہ ہے کہ جانور تشہیر سے بنام غیر خدا تعالی حرام ہو جاتا ہے ذبح سے کچھ بحث نہین باسم اللہ ہو یا
غیر اسم اللہ اور ان سندون مین سب مین ذکر ذبح ہے اور حسب اہلال کے معنی آیت مین مدعی فقط
تشہیر کہتا ہے نہ رفع الصوت عند الذبح پس اسکا ثبوت کہ اہلال سے تشہیر مراد ہے کسی حدیث اور
تفسیر سے نہین جو حدیث یا قول کسی مفسر وغیرہ کا بیان کرتے ہین اُسمین ذکر ذبح ہوتا ہے اور اُلٹا
مخالف دعوے کے پڑتا ہے آب تحقیق یہ ہے کہ مشہور کرنے سے کوئی جانور بنام غیر خدا اگرچہ بت
ہو حرام نہین ہوتا ہے جیسے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ کہ مشرکین عرب بتون کے نام پر مقرر کرتے تھے
شرع مین اسکی تحریم پر انکار واقع ہوا ہے اور نووی نے بیچ شرح اس حدیث مسلم کے کل مال نحلتہ
عبداً حلال لکھا ہے المراد انکار ما حرموا علی انفسہم من السائبۃ والوصیلۃ والبحیرۃ والحام وانہا
لم تصر حراماً بتحریمہم وکل مال ملکہ العبد فہو حلال اور ایسے ہی بنجار کہ ہنود بنام بتان مطلق العنان
کرتے ہین اور اُسکو کسیکی ملک نہین کہتے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اُسکو پوشیدہ پکڑ کے ذبح بنام خدا
کرے تو کھانا جائز ہے اکثرون نے اس دلیل سے کہ مالک نے اُسے اپنی ملک سے اور حراست سے خارج
کر دیا ہے اب وہ حکم جانور صحرائی مین ہے اور نہ ذبح کرنے مین اُسکے باقی چھوڑنا علامت شرک کا ہے

اُسکو ذبح کرنے مین مٹانا ہے علاقہ شرک کا اور خصومت مشرکین وقت اطلاع کے نہ قسم دعویٰ سے ہے
بلکہ قسم عداوت مذہبی سے ہے اور ستعلاءِ دین جائز۔ اور بعض کہتے ہین کہ قیمت مالک کو دینی چاہئے
کہ مغصوب کے حکم مین ہے چنانچہ فوائدِ برہانی مین سب تفصیل مذکور ہے اور کتب فقہ اِس سے بھری
ہوئی ہین کہ جو جانور واسطے بتون کے مقرر کیا گیا ہے اگر مسلمان ذبح کرے کھانا جائز ہے چنانچہ فتاوا
عالمگیری مین ہے مسلم ذبح شاة المجوسی لبیت نارهم او الکافر للآلهتهم توکل لانه
سمی الله تعالیٰ اور بیچ فوائد برہانی کے ہے کہ اگر مجوسی گاؤ مسلمان کو دے کہ بنام نار کہ معبود اُنکا ہے
ذبح کرے اور مسلمان نے بنامِ خدا ذبح کی گوشت اُسکا حلال ہے کذا فی کتب الفقہ اور اجماع سلف
ہے اسپر کہ فقط اہلال لغیر الله وقت ذبح موجب حرمت ہے اور نہین اسلیئے کہ زیلعی نے شرح کنز مین
لکھا ہے لا یقال ان الآیة مجملة لا یدری هل ارید بها حالة الذبح او الطبخ او حالة الاکل
لانا نقول اجمع السلف علی ان المراد بها حالة الذبح فیکون مفسرة فتم الاحتجاج بها پس
حرام نہین ہوتا جانور فقط مشہور ہونے سے کسیکے نام کا جیسے بکرا فلان بزرگ کا یا اونٹ فلان پیغمبر کا
یا مرغی فلان شیخ کی اور مثل اسکے جب تک کہ نہ ذبح کیا جاوے ساتھ نام غیر خدا کے یا ساتھ نام خدا و غیر خدا
دونون کے جب مذکور ہوا نام غیر کا بوجہ عطف اور شرکت کے اور اگر ذکر کیا معطوف بغیر وجہ شرکت
کے اور کہا بسم الله و صلی الله علی محمد تو اسمین تفصیل ہے عینی سے حاشیہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ حلال
ہے والاولی ان یقال اور مبسوط شیخ الاسلام مین ہے ولو قال بسم الله والله اکبر وصلی الله
علی محمد ان اراد بذکر محمد الاشتراك فی التسمیة لا یحل اکله وان اراد التبرك بدون
الاشتراك یحل اور اسیطرح برجندی اور ہدایہ مین ہے وفی الروضة ان قال بسم الله ومحمد
الرسول الله بالرفع کانت اضحیة وقال الامام محمد بن الفضل اذا قال بسم الله وباسم
محمد ان اراد بذکر النبی صلعم تعظیمه جاز ولا باس به وان اراد الشرکة مع الله لا یحل
الذبیحة اور بستان ابو اللیث مین ہے وبهذا ناخذ اذا کان النثر فی العرس او فی ولیمة
او فی رجل یحرجزرها واباح النهبة للناس او قدم رجل فی سفره فنثر علیه فلا باس بان
ینتهب لان النثر علیهم بمنزلة الرشوة الا تری ان هدیة الامراء مکروه وقد جاء عن
النبی صلعم انه قال هدایا الامراء غلول فلذلك النثر علیهم وکذلك اذا ذبح البقر لاجل

الامراء فانه یکرہ لحمہ فقط وفی المحیط اذا اتخذت خوانات کفر ای اذا لم یسم اللہ تعالی فی ذبحها او شارک القادم فی التسمیة واما بدون ذالک فلا یظہر وجه الکفر فی هذه القضیة یہ عبارت ملا علی قاری کی شرح اکبر سے ہے پس تمامی کتب فقہ اور تفاسیر مین یہی لکھا ہے کہ وقت ذبح کے نام غیر خدا سے ذبیحہ حرام ہوتا ہے نہ پہلے کسیکے نام کا مشہور ہونے سے اور اہلال کے معنی رفع الصوت عند الذبح مراد ہین اور اگر پہلے پیچھے مشتہر کرنا بنام غیر خدا حرام ہوتا تو فقہا بجاے ہنود او زبحیرہ وغیرہ جانور کو کہ واسطے آتشکدہ کے آتش پرست مقرر کرتے ہین ذبح کرنے مسلمان سے بنام خدا کیونکر حلال لکھتے یہ مغالطہ اور غلط فہمی انکی ہے کہ علمائے سلف کے کلام کو نہین دیکھتے اپنی عقل سے برخلاف مجتہدین نئے معنی نکالتے ہین مثل روافض اور مرجئہ کے اور گمراہ کرتے ہین لوگون کو اور جو کچھ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر مین لکھا ہے کہ اہلال کے معنی تشہیر ہین اور اس سے استدلال کیا کہ نذر اور بھوگ کے طور پر جو جانور غیر خدا کے واسطے ذبح کیا جاوے وہ حرام ہے اُسمین باہم اُس زمانہ مین بھی بہت گفتگو رہی ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی ثم لکھنوی نے اُسپر تردید کی اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبد الحی اور خود شاہ صاحب نے بھی اسکا جواب لکھا اور کئی استفتا رد و بدل ہوے اول مدار حلت و حرمت تشہیر پر تھا پھر مدار حلت و حرمت نذابح نیت پر ہوا پھر اسمین بھی قیل و قال رہا کہ ذبیحہ نصرانی باسم اللہ حلال ہے اور اُسکے نزدیک اللہ مسیح ہے بدلیل قولہ تعالی ان اللہ ہو المسیح ابن مریم پس مدار نیت پر کیونکر رہا پھر تقرب الی اللہ اور نذر کے معنی قرار دیکر حرام کیا غرض عہد شاہ صاحب مین اُنکے ہمعصر علمانے اسمین گفتگو کی اور شاہ صاحب نے بھی اپنی تقریر کو تغیر اور تبدیل کیا اور بہت عرصہ تک تحریرات باہم گفتگو رہی اور یہ کمال انصاف شاہ صاحب سے تھا کہ اصرار نکیا اور اس سے کچھ اُنکی فضیلت اور بزرگی مین قدح نہین ہوسکتا کہ خطا تمام علمائے سلف سے ہوتی آئی ہے چنانچہ کچھ حال اس گفتگو اور رد و بدل باہمی عبد الحکیم اور شاہ صاحب کا بوارق مین مولوی فضل رسول صاحب نے بھی لکھا ہے اور بعض فتوے بھی شاہ صاحب کے نقل کئے ہین جسکو منظور ہو اُسمین دیکھے اور اُسوقت مین جو رسائل مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی اسمٰعیل صاحب اور جو تحریرات مولوی مبین اور مولوی عبد الحکیم و دیگر علما کے اور فتوے شاہ صاحب کے لکھے گئے ہین اُنکو مطالعہ کرے جو ذکر نذر کا اسجگہ آگیا اور مسئلہ اسی ذیل کا ہے لہذا

انتہی نقل عبارت ملا علی قاری

اسکابھی حال لکھا جاتا ہے کہ نذر اللہ کی ماننی کچھ عبادت نہین ہے اگر اصل نذر عبادت ہوتی تو جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منع نفرماتے بلکہ ممنوع ہے جیسے حدیث صحیحین مین ہے لا تنذروا
فان النذر لا تغنی عن القدر شیئا وانما یستخرج به من البخیل اور ادنی درجہ نہی کا تنزیہی
ہے اور قسم اور نذر کے ایک معنی اور ایک حکم ہے شرع مین چنانچہ شیخ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ
لاشك ان الیمین فی معنی النذر اور روایت ابن عباس سے ہے من نذر نذرا لم یسمه
فکفارته کفارة یمین پس کتب فقہ مین ہے کہ جیسے قسم منعقد ہوتی ہے واللہ باللہ یا دیگر اسمائے صفات
سے مثل رحمان اور رحیم کے یا تعلیق سے جیسے ان خرجت الدار فانت طالق اسیطرح منعقد
ہوتی ہے اس کہنے سے کہ اوپر میرے نذر ہے یا نذر کی مینے اور اگر نذر معلق کی ساتھ کسی شرط
کے مثلاً کہا کہ اگر زید آوے تو مجھ پر روزہ ہے اور وہ کام ہوگیا تو واجب ہے ایفا اسکا مثل قسم
معلق کے بدلیل ولیوفوا نذورهم پس اگر ہے وہ قسم اور نذر کسی معصیت پر جیسے ترک کلام
ساتھ والدین کے یا ترک نماز کے تو واجب ہے مخالفت اس نذر اور قسم کی اور دینا کفارہ قسم کا
اور اسیطرح اگر وہ قسم یا نذر غیر مقدور پر ہے جیسے چڑھنا آسمان پر تو بسبب عدم قدرت کے ایفا
پر کفارہ قسم دے اور کفارہ نذر اور قسم ایک ہے اسلئے کہ نذر بھی ایک قسم ہے شرع مین جیسا
کتب فقہ مین لکھا ہے - اب اگر نذر جس کام پر کی ہے وہ قسم عبادات یا مباحات شرع سے
ہے جیسے روزہ یا عمرہ یا ہدی یا قربانی یا نماز نفل یا مسکینون کو کھلانا یا دیگر امور مباحہ سے تو
واجب ہے ایفائے نذر کا جسطرح سے نذر مانی ہے معین بخصوصیات مکانی و زمانی وغیرہ مثلاً
نذر کیا روزہ کسی خاص دن مین یا اعتکاف کسی خاص مسجد مکہ یا مدینہ وغیرہ مین یا اطعام کسی خاص
قسم کا روٹی یا شیرینی سے واسطے مساکین کے کسی خاص دن مین پس اس نذر معین کو اسیطرح
ادا کرے جیساکہ ہدایہ و وقایہ وغیرہ کتب فقہ مین درباب نذر معین لکھا ہے اور صحیح ابوداود
مین ہے کہ نذر کی ایک شخص نے قربانی اونٹ کی بوانہ مین اور پوچھا آنحضرت صلعم سے پس بعد
دریافت اس امر کے کہ وہان نہ کوئی بت تھا جاہلیت مین نہ کوئی عید کفار کی حکم فرمایا اوف
بنذرک - اور اسیطرح ایک عورت نے کہا کہ یا رسول الله نذرت ان اضرب علی راسك
الدف قال اوفی بنذرك اور نذر کی ایک عورت نے اسیطرح اور پوچھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم سے کہ نذر کی ہے میں نے کہ ذبح کرون مین فلان جگہ جہان جاہلیت مین ذبح کرتے تھے تو پوچھا کہ کوئی بت یا عید مشرکین کی اُس جگہ ہے کہا کہ نہین حکم فرمایا اوفی بنذرک رواہ ابوداود پس نذر جسطرح بانی اُسی خصوصیات سے ادا کرنی واجب ہین جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے اور احادیث صحیح سے ثابت ہے پس خصوصیات زمانی اور مکانی بدعت کیونکر رہے یہ محض افترا ہے وہابیہ کا اور اگر وہ نذر غیر معین ہے مثلاً نذر کیا روزہ اور کوئی دن مقرر نہ کیا یا نذر کیا کھلانا مساکین کا اور کوئی کھانا یا دن مقرر نہ کیا تو جب چاہے روزہ رکھے اور جو کھانا چاہے جس وقت چاہے کھلا دے نذر اور قسم ادا ہو جائیگی کفارہ دینا لازم آویگا۔ اور نذر اصطلاح شرع مین واجب کر لینا ایک کام غیر واجب کا ہے عبادات یا مباحات سے اپنے اوپر واسطے حاصل کرنے قرب خدا کے عبادۃً اور جو تقرب اسطرح سے بغیر خدا حرام ہے اسی سبب سے نذر غیر خدا حرام ہے اور جو نذر انبیا اور اولیا کو حرام کہتے ہین انہین معنون کر کہتے ہین کہ جو واسطے تقرب اور عبادت اولیا کے کیجاوے اور یہ غلط فہمی لوگون کی ہے اسلئے کہ صاحب تفسیر احمدی نے حاشیہ لکھا ہے تفسیر آیہ وما اُهِلّ به لغير الله مین اسمین لکھا ہے قد تقرر ان النذر لغير الله حرام و نذر الاولياء مأول بان النذر لله وثوابه لهم یعنی نذر اولیا کے یہ معنی ہین کہ یہ نذر واسطے خدا کے ہے اور ثواب اُسکا واسطے اولیا کے اور جب مقصود ثواب نذر کا واسطے اُنکے تھا لہذا مجازاً نسبت نذر کی اُنکی طرف واقع ہے جیسے کہ روزہ قضا کا یا رمضان کا بولتے ہین اور روزہ خدا کا ہوتا ہے مگر مجازاً بعلاقہ ظرفیت رمضان کا کہتے ہین اور علاقہ مجاز بہت ہین جیسے کہ کتب اس فن مین مذکور ہین اور رسالہ نذور مزارات مولوی رفیع الدین صاحب مین ہے کہ لفظ نذر مشترک ہست در نذر شرعی و نذر عرفی۔ نذر شرعی ایجاب غیر واجب تقرباً الی اللہ است و عرفی آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند۔ اور اُسی رسالہ مین ہے کہ نذر اولیا بر سہ وجہ مباح است یکی آنکہ بگوید کہ الٰہی اگر آن مراد من حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم دوم اینکہ بگوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دعا بکنید کہ این مراد حاصل شود از طرف شما در جناب الٰہی بقدر طعام یا بقدر رسانم تا ثواب عاید نسبتا شود۔ سیوم آنکہ آن بزرگ را وسیلہ و شفیع در جناب الٰہی سازد گویا می گوید کہ الٰہی ببرکت روح فلان بزرگ و بحق عنایات و مہربانی خود براو اگر مشکل من آسان کنی بقدر مال برائے تو دہم و ثواب آن نخواہ روح آن بزرگ سازم تا از برکت

واحسان بآن بزرگ خوشنودی شوی فقط پس جو مراد صاحب تفسیر احمدی کے ماول کہنے سے ہے وہی
مولوی رفیع الدین صاحب کی تحریر سے پائی جاتی ہے اور اسی مضمون نذر کو ہندی مین منت کہتے
ہین اسلئے کہ معنی نذر لغت مین عہد و پیمان کے ہین جیسے صراح وغیرہ مین لکھا ہے پس نذر اولیاء اللہ
کے یہ معنی ہین کہ عہد کیا ساتھ اولیاء اللہ کے اسقدر ایصال ثواب کا اور اس عہد کو ہندی مین منت
کہتے ہین کہ فلان بزرگ کی منت مانی یعنی عہد کیا کہ اسقدر طعام وغیرہ کا ثواب انکی روح کو پہونچاوینگے
نہ کہ مراد نذر اور منت اولیا سے عبادت اولیا ہے یہ کج فہمی اور دھوکہ دہی وہابیون کی ہے عوام الناس
کو کہ عظمت اور محبت خدا اور دوستان خدا کی دلون مین سے کم کرکے جڑ ایمان کی منقطع کرتے
ہین عیاذاً باللہ من ذلک اور ایک استفتا کے جواب مین مولوی اسمعیل صاحب نے لکھا ہے کہ نذر
اولیا بدو طریق است حسن وقبیح اگر طریق حسن در دل باشد واز زبان لفظ نذر کند خللے در آن ہست
یا نہ نظر بر آنکہ این لفظ در شرع مستعمل برائے معنی است کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات
شرعیہ در آن باشد و ادنائے او ترک اولی است اما حرام نتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجاے اسلنا
صبانا گفتند شاہد آنست چون معذور شدند پس از الفاظ مشترکہ بسبب استعمال عرف این دیار اشتراک
پیدا شود بالکے منیت فقط پس اس تقریر اساتذہ سے صاف ظاہر ہے کہ نذر کے معنی عرف مین مصطلح
شرعی نہین بلکہ ہر شخص جو کچھ کسی بزرگ یا بالاتر کو اپنے سے دیتا ہے اور پیش کرتا ہے اسکو نذر کہتا
ہے جیسے رعایا جو کچھ حاکم کو یا ملازم کسی نواب یا راجہ کو جو کچھ دیتے ہین اسکو نذر کہتے ہین اور اکثر رئیس
مسلمان نواب وغیرہ درویشون اور علماؤن کو جو کچھ دیتے ہین کہتے ہین کہ فلان مولوی صاحب
کے نذر کیا کوئی حرام نہین کہتا اور اسیطرح راجون اور انگریزون کو نذر کرنا بستے ہین کوئی حرام نہین
کہتا اسی لئے کہ پیش کرنیکے عرفی معنی ہین نہ شرعی پس انبیا اور اولیا کو جو ثواب پہونچایا جاتا ہے
اسکو بھی نذر اور نیاز اولیا کی اسی پیش کرنیکے معنون مین کہتے ہین یا عہد کرنیکے معنون مین جسکو
منت کہتے ہین یعنی اگر حق تعالی فلان حاجت بر لاوے تو ہم عہد کرتے ہین کہ فلان ولی اللہ یا
نبی اللہ کی ارواح کو اسقدر ثواب پہونچائینگے اور یہ اسلئے ہے کہ ہدیہ اور تحفہ اور خدمتگذاری انبیا
اور اولیا کی موجب محبت خدا اور رضائے خدا ہے اور اموات سے یہ امر بجز ایصال ثواب مبرات کے
اور طرح ممکن نہین پس تعظیم اور محبت انکی عین محبت الہی ہے اور قطع محبت انسے انقطاع محبت خدا

ہے کہ دلیل ضعف ایمان ہے عیاذاً باللہ من ذالک پس نذر اولیاء اللہ کا بھی یہی حکم ہے جو نذر امرا کا پیش کرنیکے معنون مین کچھ اس قول اور فعل مین حرمت نہین ہے بلکہ جب ایصال نفع ہر شخص کو واسطے خدا کے موجب ثواب ہے پس ایصال ثواب بروح انبیا او صلحا موجب زیادتی ثواب کا ہے اور اگر براہ محبت ایصال ثواب بروح صلحائے مؤمنین کرتا ہے تو امید ہے کہ حشر اُسکا انہین صلحا کے ساتھ ہوا سلئے کہ المرء مع من احب حدیث صحیح شاہد ہے مگر جو کہ شیطان دشمن انسان ہے اس مغالطہ اور اشتباہ مین ڈالکر بعض لوگون کو اس دولت سے محروم رکھا یہان سمجھانا چاہیئے تھا کہ نذر تقربا سوائے خدا کے کسی بزرگ کی نہ کرے کہ حرام ہے بلکہ نذر صلحا سے ایصال ثواب عمل صالح منذور کا مراد رکھنا اور سمجھنا چاہیئے نہ یہ کہ اس عمل خیر سے بمغالطہ لوگون کو باز رکھنا اور محبت انبیا اور صلحا کا اُنکے دل سے کھونا اور جو تدبیر حشر مع الصالحین تھی اُس سے روکنا اور خیرات او صدقات طعام سے منع کرنا یہ کام علما کا نہین مثلاً ایک شخص روزہ مین غیبت کرتا ہے یا اشعار تشبیب پڑھتا ہے تو ایسی جگہ یہ سمجھانا چاہیئے کہ فحش اور غیبت بدہی اور روزہ مین زیادہ بدتر کہ روزہ بھی خراب ہوتا ہے غیبت اور فحش سے باز رہنا چاہیئے نہ کہ بسبب اسکے روزہ کو بھی منع کرے اور کہے کہ جب تو غیبت کرتا ہے تو روزہ رکھنا موقوف کر یہ کام اہل عقل اور اہل علم کا نہین ہے اب رہا یہ مسئلہ کہ گائے سید احمد کبیر رضی اللہ عنہ کی اور بکرا شیخ سدھو کا جو نذر کرتے ہین شرع کا اسمین کیا حکم ہے آیا حرام ہے یا حلال وہابی اسکو مطلق حرام کہتے ہین اسوجہ سے کہ ما اُہِلَّ بہ لغیر اللہ مین داخل ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے اسلئے کہ جو جانور کہ بنام بتون کے اور آتشکدون کے مشہور ہوتے ہین مانند بچار ہندؤن کے یا مثل سکے جب بنام خدا ذبح کئے جاوین حلال ہے کھانا اُنکا جیسا کتب فقہ مین لکھا ہے پس مشہور ہونا غیر خدا کے نام سے وجہ حرمت نہین ہوتی ہے یہ غلط فہمی انکی ہے۔ ذبح بنام خدا دو طرح پر ہے ایک مثل اضحیۂ قربانی اور ہدی کعبہ ہے کہ اراقہ دم خاص واسطے عظمت اور تقرب خدا کے عبادتاً ہوتا ہے گوشت وغیرہ اس ذبح سے مقصود نہین ہوتا بجز رضائے الٰہی کے یہ ذبح عبادت ہے اور ثواب اسپر موعود اور اسطرح واسطے عظمت اور تقرب کے غیر خدا کے واسطے ذبح کرنا شرک ہے اور ذابح مرتد ہوتا ہے اگر مسلمان ہو اور دوسرا ذبح مباح ہے وہ ذبح کرنا بنام خدا ہے واسطے حصول نفع کے ساتھ گوشت وغیرہ اُسکے اور یہ ذبح واسطے غیر خدا کے بھی مباح اور

درست ہے جب بنام خدا ذبح کیا جاوے جیسے قصاب براہ بیچنے کے واسطے لوگون کے ذبح کرتے ہین یا اور لوگ اپنے کھانے کے واسطے یا مہمان کے واسطے ذبح جانور کرتے ہین یا اور شادی وغیرہ مین واسطے کھلانے مساکین یا مہمانون کے ذبح کرتے ہین یہ شرک نہین اسلئے کہ مقصود اس ذبح سے گوشت وغیرہ ہے واسطے اپنے یا مہمان یا مساکین وغیرہ کے اور اراقۂ دم واسطے عبادت اور قرب غیر خدا کے مقصود نہین ہے ہان اگر کسی غیر کے واسطے اراقۂ دم بطور عبادت و قرب مقصود ہو تو وہ ذبح حرام ہے اور ذابح مشرک و مرتد جیسا کتب فقہ اور تفسیر نیشاپوری مین مرقوم ہے لوان مسلما ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحھا التقرب الی غیر اللہ صار مرتدا و ذبیحتہ ذبیحۃ مرتد اسلئے کہ اراقۂ دم یعنی ذبح عبادۃً و تقربًا خاص ہے واسطے خدا کے پس جب اس طرح واسطے غیر خدا کے ذبح کیا تو گویا عبادت غیر خدا بجالایا پس لامحالہ شرک اور مرتد ہوا اگر مسلم تھا اور اسی جگہ سے گائے سید احمد کبیر قدس سرہ اور بکرا شیخ سدھو وغیرہ کو حرام کہتے ہین جب ذبح کیا جاوے واسطے حاصل کرنے قرب و عظمت سید احمد کبیرؒ اور شیخ سدھو کے یعنی اراقہ دم واسطے تعظیم اور تقرب انکی مدنظر ہو گوشت وغیرہ مقصود نہو اور ایسے ہی بکرا توپ کا ہے جسوقت اُسکے ذبح سے تعظیم اُس جن کی منظور ہو جو انع روانی توپ ہے غرض جو جانور کہ واسطے تعظیم اور تقرب ساتھ غیر خدا کے ذبح کیا جاوے حرام ہے اور ذابح مشرک اور مرتد اور اگر نذر کی خدا کی اور ذبح کیا گائے یا بکرہ کو خالص واسطے خدا کے بنام خدا اور اُسکا ثواب پہونچایا سید احمد صاحب کبیرؒ کو یا شیخ سدھو کو تو یہ حلال اور درست ہے باتفاق سب علما کے اسلئے کہ ثواب اس عمل قربانی کا خدا کی طرف سے اُسکو ملا ہے اِسکو اختیار ہے جسکو چاہے دے جیسے کہ حدیث صحیح مین قربانی وضحیہ مردہ کی طرف سے کرنا آیا ہے تو معنی اُسکے یہی ہین کہ جو ثواب اس ذبح کا کہ واسطے خدا کے کیا ہے مردے کو بخشا جاوے نہ یہ کہ ذبح واسطے تعظیم مردے کے کیا جاوے اسلئے کہ جب مردہ قابل انتفاع بعین مال و متاع دنیاوی نہین رہا تو شرع مین طریقہ نفع پہونچانیکا اُسکو یہ مقرر ہوا کہ ثواب اموال جو مستحقون کو پہونچتا ہے اُسکی طرف عائد کیا جاوے۔ اب اگر جانور زندہ نذر کیا اور وہ نذر گوشت پر ہے یعنی یہ کہا کہ اگر فلان حاجت میری برآئے تو اسقدر طعام پلاؤ وغیرہ نیاز سید احمد کبیر لوگون کو کھلاؤنگا یا اسقدر نیاز کرونگا تو یہ طعام حلال ہے اگرچہ نذر مین گفتگو ہو کہ اگر نذر شرعی مراد ہے واسطے سید احمد کبیر صاحب کے تو حرام اور اگر نذر عرفی مراد ہے تو مباح ہے اور

اسیطرح اگر کوئی کہے کہ دو من یا تین من گوشت نذر حضرت سید احمد کبیر بعد بر آمد حاجت کھلاؤنگا گوشت
حلال ہے اگرچہ گوشت گائے کا کہے تو بھی اور اسیطرح اگر گائے زندہ بنام سید احمد کبیر کسیکو دیوے بطور نقد
کے تو بھی درست ہے اور گوشت اُسکا حلال غرض گائے سے مالیت ہے پس جب مقصود جانور سے
گوشت ہو یا مالیت ہو اور نذر کرے کسی اموات کے تو وہ جانور حلال ہے گو نذر مین گفتگو ہو اور اگر مقصود
ذبح واسطے میت کے ہے پس اگر ایصال ثواب ذبح واسطے میت کے مراد ہے تو حلال ہے اور اگر تقرب بذبح
طرف میت کے مقصود ہے تو حرام اور ذابح مرتد اور اگر کوئی شخص بکرا یا دنبہ یا گائے وغیرہ خانہ پرور کرے تا
گوشت اُسکا خوب چرب ہو اور پھر ذبح کرکے پکا کے فاتحہ کسی بزرگ کی دیکر کھلاوے کچھ خلل نہین ہے
یہ ایسا ہے کہ واسطے اُس بزرگ کے حالت زندگی مین یہ کام کیا اور اگر نذر کرے کہ بشرط بر آمد فلان
حاجت کے گائے دو سالہ یا فربہ یا بکری یکسالہ نیاز حضرت غوث الاعظم قدس سرہ کی کرونگا پس حکم
اُسکا مثل حکم طعام ہے اگر نذر بطریق نیک ہے کچھ خلل نہین اور اگر نذر بطریق قبیح ہے فعل اُسکا حرام ہے
اور جانور حلال اور مولوی برہان الدین نے لکھا ہے کہ جانور منذور کہ واسطے بزرگ کے مقرر ہوا ہے اگر
مقصود ہے کہ مسلمان کھاوین بے شبہ حلال ہے - اور جیسے کہ اختراع معانی جدید آیت و حدیث برخلاف
اہل حق کے اور تحریف معانی دأب ان نجدیون کا ہے اسیطرح تحریف کلام علمائے سلف بھی کرتے
ہین اور اکثر جگہ جو سند کلام علمائے متقدمین سے لاتے ہین تحریف کرکے اپنے مطلب کے موافق بنالیتے
ہین کہین ایک فقرہ عبارت منقولہ سے حذف کر دیتے ہین جیسے کہ حدیث لعن اللہ الیہود و
النصاری الذین اتخذوا قبور انبیاءهم وصالحیهم مساجد مین مرقاۃ شرح ملا علی قاری
کی عبارت نقل کرتے ہین انما حرم اتخاذ المساجد علیها لان فی الصلوۃ فیها استنانا بالسنۃ
الیہود ویدل علیہ قولہ صلعم لعن اللہ الیہود والنصاری الخ اور عبارت شرح ملا علی یہ ہے
قال ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیها لان فی الصلوۃ فیها استنانا بسنۃ الیہود
انتہی وقید علیها یفید ان اتخاذ المساجد بجنبها لا بأس بہ ویدل علیها قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم لعن اللہ الیہود والنصاری الی آخر الحدیث پس فائدہ قید علیها کو ترک کیا کہ مسجد
پہلوے قبر مین بنانی درست ہے اور جو حدیث اسکے سند مین تھی اُسکو سند حرمت اتخاذ مسجد کر دیا اور اسیطرح
بیان کرتے ہین کہ مکان قبر پر مثل قبہ وغیرہ بنانا حرام ہے بموجب روایت جابر رض کہ مشکوۃ مین ہے

لعنت کرے اللہ یہود و نصاریٰ پر کہ انہون نے اپنے نبیون اور نیکون کی قبرون کو بنایا مسجد ۱۲

کہا ابن الملک نے کہ حرام ہوا بنانا مسجدونکا قبرون پر اسلئے کہ انمین نماز پڑھنا طریقہ یہود ہے اور مقید کیا اسکو اس فائدہ

اور حدیث عام ہے کہ عمارت ہو یا خیمہ کھڑا کیا جاوے چنانچہ ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبد الحق رح و شرح مشکوٰۃ
ملا علی قاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ حوالہ غلط ہے چنانچہ اول ملا علی قاری نقل لکھتے ہیں کتاب
توربشتی سے یحتمل الوجھین احدھما البناء علی القبر بالحجارۃ وما یجری مجراھا والاخری
ان یضرب علیہا خباء ونحوہ وکلاھما منہی لعدم الفائدۃ اور بعدہ قید عدم فائدہ کے بیان
مین لکھا ہے قلت مستفاد منہ انہ کانت الخیمۃ لفائدۃ مثل ان یقعد تحتہا للقراءۃ فلا یکون
منہیًا قال ابن ہمام واختلف فی اجلاس القارئین عند القبر والمختار عدم الکراہۃ اور بعد
اسکے لکھا ہے وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشہورین لیزورھم الناس
فیستریحوا بالجلوس اور کھڑا کرنا خیمہ کا قبر پر قرون مشہود لہا مین واقع ہوا ہے کہ جو انکے معتقدات
کے موافق ممنوع نہین ہو سکتا بلکہ داخل سنت ہے جیسے اوپر بیان ہو چکا اور تعلیقات بخاری
مین ہے لما مات الحسن بن الحسن بن علیؓ ضربت امرأتہ القبۃ علی قبرہ سنۃ اور اسطرح
نقل کرتے ہین سند اپنے مطلب مین ایک قول کو آدھا یعنی پسے قول کو چھوڑ دیا گیا ہے اگلے قول
سے پس قول مردود کو سندًا نقل کر کے لوگون کو دھوکہ مین ڈالتے ہین جیسے کہ حدیث لا تشد الرحال
مین ملا علی قاری نے لکھا ہے ذھب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ
المشاھد وقبور العلماء والصالحین فقط اور عبارت شرح ملا علی رح اسطرح پر ہے کہ فی الاحیاء
ذھب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع من الرحلۃ لزیارۃ المشاھد وقبور العلماء و
الصالحین وما تبین لی ان الامر لیس کذلک فان الزیارۃ مامور بہا بخبر کنت
نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا والحدیث انما ورد نہیًا عن الشد لغیر الثلثۃ
من المساجد لتماثلہا بل لا بلد الا وفیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد اخر اما
المشاھد فلا تتساوی بل برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ھل
یمنع ھذا القائل من شد الرحال لقبور الانبیاء کابراھیم وموسی ویحیی والمنع من ذلک فی غایۃ الاحالۃ واذا
جوز ذلک لقبور الانبیاء والاولیاء فی معناھم ولا یبعد ان یکون من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء
فی الحیوۃ من المقاصد اور اسیطرح نقل کرتے ہین انکار استمداد مین عبارت ترجمہ مشکوٰۃ حضرت شیخ عبد الحق رح کی اما استمداد باہل
قبور در غیر انبیا منکر شدہ اند آنرا بسیاری فقہا و میگویند نیست زیارت مگر برائے نفع رسانیدن باموات بدعا

واستغفار وقائل گشته اند بعضے از ایشان وظاہر اینست کہ از فقہا آنان کہ قائل بسمع وادراک میت
اند قائل بجواز اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند ونیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج
طلب کند حاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل روحانیت بندہ مقرب درگاہ والا الخ اور
ایسے ہی شرح عربی سے واما الاستمداد باہل القبور فقد انکرہ کثیر من الفقہاء فی غیر
النبی والانبیاء وقالوا لیس الزیارۃ الا للدعاء والاستغفار للموتی وایصال النفع الیہم
بالدعاء والتلاوۃ الخ اور جو کہ عبارت ترجمۂ فارسی مشکوٰۃ بعینہ مطابق شرح عربی ہے لہذا عبارت
فارسی شیخ علیہ الرحمہ نقل کیجاتی ہے تا لوگ دیکھین کہ شیخ منکرین استمداد پر طعن کرتے ہین اور
رد کرتے ہین مذہب انکا اور وہابیہ ایک جملہ اسمین سے نقل کر کے کچھ اپنی طرف سے ملا کر اپنی
مدعا کو ثابت کرتے ہین کلام شیخ سے یہ بات صاف افترا اور تحریف معلوم ہوتی ہے اس سند سے
کچھ استحکام انکار استمداد نہین معلوم ہوتا بلکہ جو کوئی ترجمہ شیخ مین دیکھیگا معنوی نظر سے جانیگا کہ پتا دیکھین جملہ ظاہر
نیست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع وادراک میت اند بجواز قائل اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند
کہین ترجمہ شیخ مین نہین ہے یہ اپنی طرف سے درمیان عبارت شیخ کے بڑھا دیا ہے عبارت ترجمہ
شیخ علیہ الرحمہ یہ ہے باب زیارت قبور مین واما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا
غیر انبیا علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا ومی گویند کہ نیست زیارت قبور مگر از برائے
دعائے موتی واستغفار برائے ایشان ورسانیدن نفع بایشان بدعا واستغفار وتلاوت قرآن
وثابت کردہ اند آنرا مشائخ صوفیہ قدس اسرارہم وبعض فقہا رحمہم اللہ تعالی واین امر محقق ومعتبر
است نزد اہل کشف وکمال از ایشان تا بسیاری را فیوض وفتوح از ارواح رسیدہ واین طائفہ را در
اصطلاح ایشان اویسی خوانند۔ امام شافعی رحمہ اللہ گفتہ قبر موسی کاظم تریاق مجربست مر اجابت
دعا را وحجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ می شود بوے در حیات استمداد کردہ می شود بوے
بعد از وفات ویکے از مشائخ عظام گفتہ دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند
تصرفہائے ایشان در حیات خود یا بیشتر ازان شیخ معروف وعبد القادر جیلانی ودو کس دیگر را
از اولیا شمردہ ومقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ ویافتہ گفتہ است۔ سیدی احمد ابن مرزوق کہ از
اعاظم فقہا وعلما ومشائخ دیار مغربست گفت کہ روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد

حی قوی است یا امداد میت من گفتم که قومے می گویند که امداد حی قوی تر است و من میگویم امداد میت قوی تر است شیخ گفت نعم زیراکہ وے در بساط قرب حق است و در حضرت اوست ونقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر ازانست کہ حصر واحصا کردہ شود ویافتہ نمی شود در کتاب وسنت واقوال سلف صالح چیزے کہ منافی ومخالف این باشد ورد کند این را وتحقیق ثابت شدہ بآیات واحادیث کہ روح باقی است وا ورا علم وشعور بزائران واحوال ایشان ثابت وارواح کاملہ را قرب ومکانے در جناب حق ثابت چنانچہ در حیات بود یا بیشتر ازان واولیا را کرامات وتصرف در اکوان حاصل است واین نیست مگر ارواح ایشانرا وآن باقیست ومتصرف حقیقی نیست مگر خدائے عز شانہ وہمہ بقدرت اوست وایشان فانی اند در جلال حق در حیات وبعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدے را چیزے بوساطت یکے از دوستان حق ومکانتے کہ نزد خدا دارد دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود ونیست فعل وتصرف در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ ونیست چیزیکہ فرق کند میان ہر دو حالت ویافتہ نشدہ است دلیل برآن در شرح شیخ ابن حجر در میان حدیث لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد گفتہ است این بر تقدیر یست کہ نماز گذارد بجانب قبر بجہت تعظیم وے کہ آن حرام است باتفاق واما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے علیہ السلام یا صالحے ونماز گذاردن قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر وتوجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد ازوے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قرب مجاورت آن روح پاک حرجے نیست ودر آخر باب چیزے بیاید متعلق باین سخن وتمام کرد این بحث در کتاب جہاد در قصہ قتلائے بدر واللہ اعلم۔ اور عبارت ترجمہ کی کتاب الجہاد مین یہ ہے واما استمداد باہل قبور منکر شدہ اند آنرا بعض فقہا اگر انکار از جہت آنست کہ سماع وعلم نیست ایشانرا بزائران واحوال ایشان پس بطلان او ثابت شد واگر بسبب آنست کہ قدرت وتصرف نیست مر ایشان را دران موطن تا مدد کنند بلکہ محبوس وممنوع اند ومشغول بآنچہ عارض شدہ است ایشانرا از محنت وشدت آنچہ باز داشتہ است از دیگران ممنوع کہ این کلیہ باشد خصوصاً در شان متقین کہ دوستان خدا اند شاید کہ حاصل شود ارواح ایشان را از قرب ومنزلت در برزخ وقوت وقدرت بر شفاعت ودعا وطلب حاجات مر زائران را کہ متوسل اند بایشان چنانچہ روز قیامت خواہد بود وچیست دلیل برآن وتفسیر کردہ است بیضاوی آیہ کریمہ والنازعات غرقا الآیہ را بصفات نفوس کاملہ فاضلہ در حال مفارقت

از بدن که کشیده می شوند نا بدان و نشاط می کنند بسوی عالم ملکوت و سیاحت می کنند در آن پس
سبقت میکنند بمظاهر قدس پس میگردند بشرف و قوة از مدبرات و لیت شعری چه میخواهند
ایشان باستمداد و امداد که این فرقه منکر اند آنرا آنچه ما می فهمیم ازان اینست که داعی محتاج الی الله دعا
میکند و طلب حاجات خود را از قرب جناب عزت و غنی وے و توسل میکند بروحانیت این
بنده مقرب مکرم درگاه عزت وے و میگوید خداوندا ببرکت این بندهٔ تو که رحمت کرده بروے و اکرام
کردهٔ او را و لطف و کرمے که بوے داری بر آورده گردان حاجت مرا که تو معطی و کریمی یا ندا کند این بندهٔ
مقرب را که اے بندهٔ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدهد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار است تعالی و تقدس و نیست این بنده درمیان
مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانه و اولیا فانی و هالک اند در فعل الٰهی
و قوت و سطوت وے و نیست ایشان را فعل و قدرت و تصرف نه اکنون که در قبور اند و نه آن هنگام
که زنده بودند در دنیا و اگر همین معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب شرک و توجه بما سوای حق باشد
چنانچه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت
حیات و این ممنوع نیست بلکه مستحب است باتفاق و شایع است در دین و اگر گویند که ایشان
بعد از موت معزول شده اند و بیرون آورده شده اند ازان حالت و کرامت که بود ایشان را در حالت حیات
چیست دلیل بر آن یا گویند که مشغول و ممنوع شدند بآنچه عارض شد از آفات بعد از ممات پس
کلیه نیست و دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت اینکه این کلیه نباشد و امداد و استمداد عام نباشد
بلکه ممکن است که بعضے منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند در لاهوت حق چنانکه ایشان را
شعورے و توجهے بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفے و تدبیرے در وے نه چنانکه درین عالم نیز از تفاوت
حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد نعم اگر زائران اعتقاد کنند که اهل قبور متصرف و مستبد و قادر اند
بے توجه بحضرت حق و التجا بجناب وے تعالی چنانکه عوام و جاهلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه
می کنند آنچه حرام و منهی عنه است در دین از تقبیل قبر و سجده مر آنرا و نماز بسوے وے و جز آن که ازان
نهی و تحذیر واقع شده این اعتقاد و این افعال ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج
مبحث است و حاشا از عالم شریعت و عارف باحکام دین که این اعتقاد بکند یا این افعال و آنچه

مرویست از مشائخ اہل کشف و استمداد ارواح کمل و استفادہ ازان خارج از حصرست و مذکور در کتب و رسائل ایشان و مشہورست میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم و شاید کہ منکر متعصب شود و ران کلمات ایشان عافانا اللہ من ذلک سخن درینجا از وجہ علم شریعت است آرے مروی و مسنون و زیارت سلام بر موتی و استغفار برائے ایشان و قرات است لیکن درینجا نہی از استمداد نیست پس زیارت برائے امداد موتی و استمداد از ایشان ہر دو باشد بر تفاوت حال زائر و مزور باید دانست کہ خلاف در غیر انبیا است صلوٰۃ اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کہ ایشان احیا اند بحیات حقیقی دنیاوی باتفاق و اولیا بحیات اخروی و معنوی و کلام درینمقام بحد اطناب و تطویل کشید بزعم منکران کہ در قرب این زمان این فرقہ پیدا شدہ منکر اند استمداد و استعانت را از اولیاء خدا کہ نقل کردہ شدہ اند ازین دار فانی بدار بقا و زندہ اند بنزد پروردگار خود و مرزوق و خوشحال اند و مردم را ازان شعور نیست و متوجہان بجناب ایشان را مشرک بخدا و عبدۂ اصنام میدانند و میگویند آنچہ میگویند دعمر ما است کہ تحقیق و تفصیل این مسئلہ بخطور خاطر فاتر بود الآن توفیق الٰہی مساعدت کرد اب دیکھنا چاہیے کہ شیخ علیہ الرحمۃ ثابت کرتے ہین استمداد کو اور منکر اپنے مطلب پر دلیل لاتا ہے اُنکے قول سے یہ کیا بیباکی اور جرأت ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ قرآن مین نماز سے منع فرمایا ہے اور پڑھے آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ اور اَنْتُمْ سُکَارٰی نہ پڑھے اور ایسی ہی سند بیان کرتے ہین عبارت فتح القدیر کی کتاب جنائز مین عدم سماعت موتی پر اما عند اکثر مشائخنا وھو ان المیت لا یسمع عندھم اور حالانکہ عبارت فتح القدیر یہ ہے اما التلقین بعد الموت وھی فی القبر فقیل لا یومر ولا ینھی وقیل یفعل وحقیقتہ ما روینا ونسب الی اھل السنۃ والجماعۃ وخلافہ الی المعتزلۃ ویقول یا فلان بن فلان اذکر دینک الذی کنت علیہ فی الدنیا بشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ پس شیخ ابن ہمام ثابت کرتا ہے تلقین کو اور کہتا ہے کہ یہ مذہب اہل سنت جماعت ہے اور مانعین تلقین معتزلہ ہین جو منکر سماعت موتی ہین اور دلیل مانعین تلقین کو رد کیا ہے یہان منکر اُسی قول مردود شیخ ابن ہمام کو قول شیخ قرار دیکر سنداً بیان کرتا ہے کہ شیخ ابن ہمام کا یہ قول ہے اور اس قسم کے افترا اور تحریف اور جعل اُن لوگون کے کلام مین بہت ہین اسلیے لازم ہے کہ جس مسئلہ مین سند علماے سلف کی بیان کرین بغیر مطالعہ اُس کتاب کے باور نکرے

اور اسیطرح بہت آیتین اور حدیثین ہین کہ علمائے سلف اور مفسرین نے اُنکے معنی کچھ اور تحقیق کئے ہین اور یہ برخلاف اُسکے بیان کرتے ہین لہذا چاہیے کہ پہلے علمائے مفسرین اور ائمۂ دین نے جو کچھ تحقیق کیا ہے اُسکو بھی معلوم کرے جب حقیقت اُنکے جھوٹ سچ کی معلوم ہو اور اسیطرح حدیث ضعیف جب اپنی رائے کے موافق ہو سند پکڑتے ہین جیسے حدیث ابن عمر کی ترمذی سے دربارہ منع کراہت نماز کے قبرستان مین سند لاتے ہین اور وہ حدیث ضعیف ہے خود ترمذی نے لکھا ہے کہ حدیث ابن عمر لیس بذلك القوی وقد تکلم فی زید بن جبیرة من قبل حفظه اور ایسی ہی حدیث ابو سعید کی اُسی باب مین ترمذی سے سند لاتے ہین خود ترمذی نے لکھا ہے ہذا حدیث فیہ اضطراب اور ایسے ہی کبھی سند پکڑتے ہین ایسی حدیث سے کہ اُسکے معنی کو کچھ مناسبت اُس مطلب سے نہین ہوتی جیسے اُسی باب مین حدیث ابو مرثد غنوی کی لاتے ہین لاتجلسوا علی القبور ولاتصلوا الیہا یعنی نہ بیٹھو قبر پر اور نہ نماز پڑھو طرف قبر کے۔ یہ ممانعت اُسوقت ہے جب قبر روبرو بجانب سجدہ کے ہو نہ قبرستان مین الغرض ہر مسلمان کو لازم ہے کہ قرآن وحدیث سے موافق تحقیق علمائے حق اور ائمۂ دین کے اپنے عقائد اور اعمال درست کرے ورنہ تمام فرق باطلہ روافض اور مرجئہ اور قدریہ اور معتزلہ وغیرہ سب قرآن وحدیث سے سند پکڑتے ہین مگر جب خلاف تحقیق علمائے اہل سنت وجماعت ہے لہذا باطل اور مردود ہے۔ یہ چند مسائل اور کتنی سندین بطور نمونہ واسطے آگاہ کرنے لوگون کے ذکر کی گئی ہین آیندہ ہادی حقیقی خدا تعالیٰ ہے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ اور جبکہ اس رسالہ مین بلا تعصب سخن محقق لکھا گیا ہے لہذا اسکا نام **جوہر الایقان فی حفظ الایمان** رکھا ہے واللہ اعلم ؛

تمام شد

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک عالم کامل وعلامۂ فاضل جناب ابو محمد عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دام فیضہ

نحمدہ ونستعینه ونصلی علی رسوله صلی اللہ علیه وآله واصحابه وسلم اما بعد اگرچہ حرفاً حرفاً اس رسالہ کے مطالعہ کی فقیر کو مہلت نملی مگر تاہم اکثر مباحث کو دیکھا اس کتاب کے مصنف علیہ الرحمۃ نے

مسائل مختلف فیہا مین مخالفون کے ساکت کرنیکی بہت کچھ کوشش کی ہے اور بہت کچھ لکھا ہے - اگرچہ اس فن مین اور علمار نے بھی اس سے پیشتر بہت کچھ لکھا ہے مگر مصنف مرحوم نے بہت ہی اچھا لکھا ہے اور حق ظاہر کرنے مین ٹری کوشش کی ہے - یہ کھنا کہ یہ رسالہ اس فن مین بے مثل ہے یا اسکی مانند اور کسی نے آجتک نہین لکھا مبالغہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ مصنفون کی تصانیف پر رائے ظاہر کرتے وقت مبالغہ کر جاتے ہین مین اسکو پسند نہین کرتا صرف سچی بات اسقدر کافی ہے کہ بہت خوب لکھا ہے - ہان یہ بات ضرور رہگئی کہ اول مخالفین کے عقیدہ کو بلا تعصب اُنکی کسی معتبر کتاب سے نقل کرتے اور اُسکے ساتھ اُنکے دلائل بھی بیان کردیتے پھر اُسکا جواب یا اُسکے خلاف مین دلائل پیش کرتے آجتک مسائل متنازعہ مین میری نظر سے ایسی کتاب نہین گزری اور نہ آجکل ہمارے معاصرین کو اسطرف توجہ ہے قدیم سے باہم اسی قسم کی قیل و قال کرتے آئے مین الا قلیلا اسمین توکوئی شبہ نہین کہ اسلام نے دنیا کو توحید خالص سے بہرہ مند فرمایا اور مسلمانونکے دلونمین مسائل توحید ایسے رچ گئے ہین کہ جسکا نظیر کسی مذہب و ملت مین نہین پایا جاتا ہے - اس مذہب کا یہ ایک ایسا سچا اصول ہے کہ جس سے اسنے تمام مذاہب پر فتحیابی حاصل کی جبل الطارق سے لیکر چین تک ایسا کوئی بھی مسلمان نہوگا جو خدا تعالی کی قدرت و صفات مین کسی اور کو بھی شریک کرتا ہو یا اُسکے احکام کے مقابلہ مین کسی اور کے حکم کو واجب التعمیل سمجھے - ہان اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ جب مسلمان دنیا مین پھیلے اور ہر قوم سے اُنکا سابقہ پڑا اور صحبت اور بود و باش بھی ہوئی تو جہل کی وجہ سے اور لوگون کے مسائل کو دوسرا لباس بدلکر اپنے دین مین داخل کیا دیکھو ہنود کے ہان دیوالی مین روشنی ہوتی ہے ان جاہلون نے شب برات مین آتشبازی جاری کی یا اُنکے ہان ہولی مین سوانگ بناتے ہین ہندوستان خصوصا مدراس و دکن و ممالک متوسطہ کے جاہل مسلمانون نے عشرہ محرم مین اس سے بھی بڑھ چڑھکر کرنا شروع کیا کوئی حسینی کا ریچھ بنتا ہے کوئی لنگور اور کیا کیا خرافات کرتے ہین - ہندون مین بت پرستی عرصہ دراز سے جاری ہے ہزارہا خیالی معبود ہین اور تھان اور جھنڈے کھڑے ہوئے ہین پوجتے ہین اسیطرح جاہل مسلمانون نے اپنے اولیار کرام اور اُنکے مقابر و مشاہد مقدسہ کے ساتھ کرنا شروع کیا جسکو قرآن اور سچے اسلام سے ملاکر دیکھئے تو بالکل شرک معلوم ہوگا - علمار کی ایک جماعت نے اُسکے منع کرنے پر کمر باندھی مگر شدہ شدہ یہانتک بڑھ گئی کہ جو جائز اور مستحسن باتین تھین اُنکو بھی حرام اور شرک قرار دیدیا اور پھر اُنکے پیرو ونے اور بھی غلو کیا یہانتک کہ مسلمانون مین تلاطم پیدا ہوا اور جھگڑے برپا ہوے اسلئے انکی اس زیادتی کے روکنے کے لئے اس کتاب مین لکھی گئین اور ضرور لکھنی چاہئے تھین ہان باہم ذاتیات سے بحث کرنا اور سخت کلامی اور سب و شتم تک نوبت

پہونچا دینا اسوقت کے جہل کا مقتضی ہے مین اُسکو کبھی پسند نکرونگا +

اسیطرح ہر مرشد اور ہادی کے بعد جون جون زمانہ گزرتا ہی پچھلے لوگ اسکی تعلیم مین اپنے خیالات کو بھی دخل دیا کرتے ہین اور ایسی کچھ قلعی چڑھا لیتے ہین کہ اصلی اور زائد بات کی تمیز کرنے مین بڑی دقت پیش آجاتی ہی پھر ایک زمانہ گزرنیکے بعد پچھلے مشائخ کی قلعی اور اختراعی مسائل جو معجون مرکب کئے گئے ہین متاخرین کیلئے سند ہوجاتے ہین اور ان تراشیدہ باتون کو جو کوئی دور کرنا چاہتا ہی تو اُسکو بڑی مصیبت اُٹھانی پڑتی ہی اسلئے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمادیا ہی کہ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ اور بہت سی حدیث مین اس بادتی وکمی کی اشد ممانعت ہے بمقصود آنحضرت صلعم کا یہ تھا کہ جو دنیا مین مین چھوڑے جاتا ہون لوگ اسمین ملونی نملائین اس ملونی کو شرع مین بدعت سیئہ کہتے ہین اور اسکے ضلالت ہونے مین شبہ بھی نہین ہے۔ پس جسطرح توحید مین جہلانے رخنہ اندازی پیدا کرکے شرک فی الاسلام کیا تھا جسکو علمانے مٹایا اور اسمین بعض نے افراط وتفریط بھی کی اسیطرح اس بدنصیب بدعت کے مٹانے مین بھی بہت نے کمر ہمت باندھی اور سلف سے آجتک ایسا کرتے آئے مگر بعض لوگون سے اسمین بھی افراط ہوگئی انہون نے اسلام کی کارآمد اور مستحسن باتون کو کہ جنکو علماء کرام نے قرآن وحدیث مین غوض وفکر کرکے نکالا تھا اور وہ صاحب شرع کے مطالب مین سے تھین انکو بھی بدعت قرار دیدیا پھر اسمین بھی باہم بڑی قیل وقال ہونے لگی دراصل بدعت کو امر مستحسن سے الگ کرکے دکھادینا بڑا بھاری کام تھا۔ عرب مین محمد بن عبد الوہاب نجدی اور اُسکے متبعین سے اور ہندوستان مین بعض مولویان سے اس بارہ مین افراط ہوگئی اور بات حد اعتدال سے بڑھ گئی جس لئے وہابی بدعتی کا قصہ ہندوستان بھر مین پھیلا اور طرفین سے علمانے کتابین اور رسالے لکھنے شروع کردیے چنانچہ منجملہ انکے اس مصنف کا یہ رسالہ بھی محمد بن عبد الوہاب اور اُنکے گروہ کی زیادتیون کے رد مین ہے +

مسلمانون کو اگر وہ اسکو بغور دیکھینگے ایسے مسائل مین بہت کچھ فائدہ دیگا خدا مصنف مرحوم کو جزاء خیر عطا فرماوے آمین - ابو محمد عبد الحق - ۲۰ شوال المکرم ۱۳۱۰ھ بمقام دہلی در ریاست الور

قطعہ تاریخ طبع جوہر الایقان فی حفظ الایمان از نتائج فکر حکیم محمد عمر صاحب قد فصیح ملا دہم

ہوا طبع جب حفظ الایمان فصیح	پئے سال آیا مجھے بھی خیال
تو مجھ سے کہا ہاتف غیب نے	کہ لکھدو چھپا نسخہ بے مثال

۱۳۰۹ھ

(جملہ حقوق بذریعہ رجسٹری محفوظ ہیں) تمام شد (طبع اول [illegible] ۱۳۰۹ [illegible])

تقریظ دلپذیر حکیدۂ قلم معجز رقم زبدۃ الحکما سید الشعرا وحید زمن جامع علم وفن ابو احمد حکیم محمد حسن المتخلص بہ حسن دہلوی مقیم الوعم فیضہ

متاع بیش بہائے ایمان کے غارتگر۔ الناہی عن المعروف والآمر بالمنکر۔ آثاثہ عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت کے چور سرکش گستاخ بے ادب بدلگام موہنہ زور۔ ماحیٔ آثار تکریم وتبجیل حضرت خیر الوریٰ۔ معرض اتباع واقتدائی حضرت ائمہ ہدیٰ عظمت وکرامت جناب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر لفظاً مومن معناً کافر۔ یزید علیہ ما یستحقہ کی امامت اور جناب سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بغاوت کے قائل۔ حق سے روگردان۔ باطل کے مائل۔ زیارت مشاہد کرام سے نفور۔ سرگردانِ فیافیٔ ضلالت منزل مقصود نجات سے کوسون دور۔ ابواب ایصال ثواب اموات کے منغلاق۔ مرگئے مردود جنکی فاتحہ نہ درود کے مصدق ولمیعون الماعون کے مصداق۔ صدقات وخیرات کے راہ بند کرنیوالے۔ بزرگان دین کے ارادتمندون کے نام دھرنیوالے۔ شریعت کے رہزن طریقت کے قطاع الطریق ورطہ وساوس شیطانی کے غریق۔ اہل بیت نبوت کے دشمن اولیاء اللہ سے بیزار۔ ابن تیمیہ کے دلبند شیخ نجدی کے یادگار۔ گم کردہ صراط المستقیم ایمان نام کے عباد اللہ کام کے عبد الطاغوت عبید الشیطان مطفی نور اللہ بافواہم ضلالت وگمرہی مین راسخ ثابت قائم۔ کتاب التوحید کے حافظ تقویۃ الایمان کے بل۔ معالی کتاب اللہ مین ناصواب اندیشہ مملو از خلاف وخلل کہ اپنے کج طبع کج فہم کج بین بدگو بدشنو بددین بدآئین لوگون کے خانہ خرابی کے ساعت استیصال کی گھڑی آئی کہ روشن روان دانا دل تفقہ فی الدین مین مشار الیہ انامل۔ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول۔ حامی ملت بیضا مقتدی ائمہ ہدیٰ ممیز حق وباطل اثبات حقیت عقائد کے شاہد عادل قالع آثار رسوم فضیحہ قامع بنیان بدعات قبیحہ قائد شاہراہ طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سائق سبیل سنت مصطفوی ہادی صراط المستقیم۔ سالک منہج قویم عالم فقید المثل فاضل عدیم السہیم حضرت مولانا حکیم مولوی مفتی محمد عبد الکریم صاحب دہلوی برد اللہ مضجعہ ونور اللہ مرقدہ نے رسالہ جواہر الایقان فی حفظ الایمان بکمال حسن عقیدت وخلوص سنت باستدلال آیات کلام الٰہی وتطبیق احادیث حضرت نبوت پناہی حسب عقائد صحیحہ اہل سنت وجماعت ایسی صحت کے ساتھ عبارت سلیس وفصیح اردو مین لکھا ہے کہ دیدۂ بصیرت سے دیکھنے والون اور چشم انصاف سے پڑھنے والون کے لئے ایک تبصرۂ کامل مکمل کردیا ہے رسالہ کیا لکھا ہے گویا مستسقیان جگر تشنۂ زلال تحقیق کے لئے برفاب تسکین کی سبیل لگا دی ہے اور گمرہان بادیہ طلب حق الامر کے لئے خضر مضمون ہدایت پیدا کردیا ہے یہ رسالہ ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے معرض ضبط مین آیا ہے کہ خوبیان اسکی اور محامد ومحاسن اسکے ملا ئے حیطہ ضبط سے خارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکے مولف ورسالہ اور شائع کو جزائے خیر دے اور انکی سعی کو مشکور کرے ہر مسلمان مومن دیندار کو جو نجات کا طالب اور اتباع سنت سنیہ کا راغب ہے اس جزوہ کاملہ کا بغرض تکمیل ایمان وتصحیح عقائد اپنے پاس رکھنا واجب ہے۔ اللہم وفقنا لما تحب وترضیٰ من

العبد [illegible] ۳ محرم [illegible]

اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع

دیجاتی ہے کہ اس کتاب مسمی جوہر الایقان با حفظ فی

الایمان کا حق تصنیف و تالیف ہمیشہ کے لیئے مشتہر کو حسب

اقرار نامہ اسٹامپ کے عطا کیا گیا ہے اور مشتہر نے بموجب قانون بستم

سنہ ۱۸۴۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ انڈیا بھی کرا دیا ہے لہذا بخدمات

اہل مطابع و تاجران کتب وغیرہ التماس ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے جزو یا کل کے

طبع کا بدون اجازت تحریری میری کے قصد نفرمائین ہان جسقدر

جلدین مطلوب ہون مشتہر سے طلب فرمالین فقط

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار

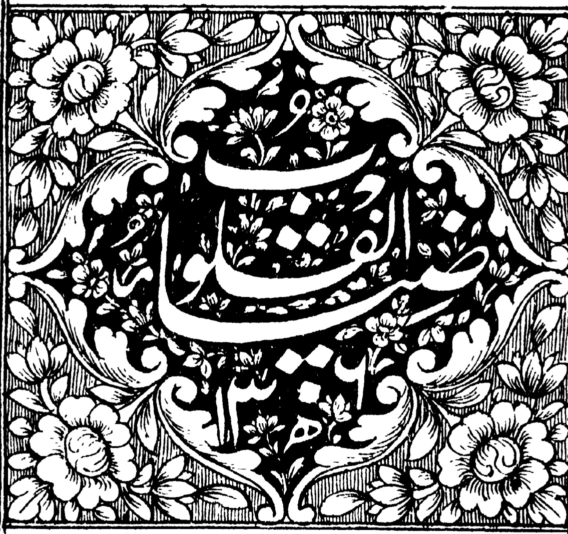
بیگ مہتمم اکمل الاخبار دہلی

ساکن بازار دریا گنج محلہ

قاضی واڑہ

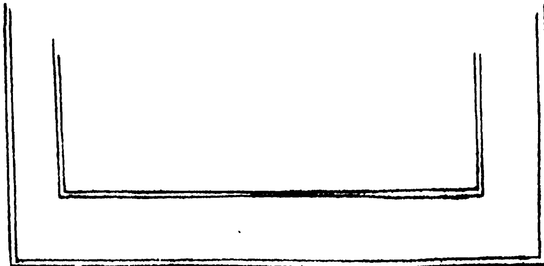
یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان مسعود و آوان محمود مسیحائے امراض نفسانی شفائے اسقام روحانی یعنی کتاب مرغوب



تصنیف حامی شریعت رہبر طریقت خدا آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب دام ظلہ باہتمام مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب

در مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی مراتب حمد مر ذات واحد را کہ اوست معبود کل و موجود مطلق تعالی شانہ و جمیع مدارج نعت خاص رسول اکرم را کہ اوست مظہر عالم و نائب حق صلے اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین **اما بعد** احقر ناچیز سراپا گناہ امداد اللہ فاروقی چشتی تہانوی کہ یکے از کمترین خدام و کہترین مریدان و خاک روب آستانہ حضرت ایشان اعنی جناب اوہ حقیقت آگاہ کمالات دستگاہ صاحب الشریعت و الطریقت بحر الحقیقت و المعرفۃ ہادی دین متین امام السالکین و پیشوائے عارفین مکرم معظم حضرت نور الاسلام مولانا و مرشدنا و ہادینا میانجیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ است عرض مینماید کہ بعضے از یاران طریقت خصوصاً عزیزم سعید کونین پسندیدہ اخلاق حافظ محمد یوسف فرزند رشید امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد ضامن شہید فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ملتمس شدند و باعث برین گردیدند کہ انچہ اذکار و اشغال و مراقبات خاندان عالیہ چشتیہ صابریہ قدوسیہ معمول اند برائے یاران تعلیم آرد تا در مفارقت بعیدہ کہ تو خدمت حرمین شریفین اختیار کردہ و یاران دور دراز در خاک ہندوستان افتادہ ایم ہمان عمل کردہ آید و آیندہ را ہم بکار آید چون این ہیچکارہ نالایق لیاقت و منزلت این مرتبہ شیخ کامل مکمل ہست اینکار را دشوار پنداشت لیکن از وفور التماس عزیزان ... ندارد کہ این ... ریدہ

وملتجی بجناب قدس حق تعالی گردیدم پس بدلم القا شد که بنویس زیرا که عادت الله جاریست که هر انچه از زبان وقلم شخصیکه با عقیدت وارادت دارند مے بر آید موثر ومفید تر میشود اگرچه همون در کتب موجود باشد لهذا انچه از حضرت مرشد خود واز بزرگان خاندان رسیده اذکار واشغال ضروریه چشتیه وقادریه ونقشبندیه می نگارم شاید که دعاء وهمت سالکان وباعثان تحریر این رساله این مدبر راهم بکار آید وشاهد مقصود رخ نماید بعید نیست فَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اکنون باید دانست که اکثر اذکار واشغال حضرات چشتیه وقادریه بسبب اتحاد واتفاق نسبت بزرگان هر دو خاندان عالیشان مخلوط گردیده اند وآن شغل که خاص چشتیه راست قادریه میکنند وآنکه مختص بقادریه است چشتیه هم بعمل می آرند وما آل هر دو واحد است لهذا این ناچیز نیز چندان تفریق نکرده اشغال هر دو طریق چیزے چیزے مے نگارد وخود را بری از سهو وخطا نه دارد وبر سالک تفریقش واضح خواهد شد ونام این رساله ضیاء القلوب نهاده شد والله ولی التوفیق

مقدمه بدان اَیَّدَکَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی طَرِیْقِ سُلُوْکِ الْحَقِّ که سالک را چون خواهند که توفیق سلوک راه حق تعالی دهند اول نوری از انوار هدایت یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ در دل او فرود آید وزنگ ضلالت وگمراهی از سینه او بزداید پس سر آئینه حطام دنیا بر دل او سرد شود وطلب آخرت در سینه او گرم گردد وکف عنان توبه زند وقدم در رکاب ندامت آورده بر اسپ استغفار سوار بوده عزم بالجزم کند وجمله معاصی را پس پشت انداخته رو بسوی قبله طاعات وعبادت حق تعالے آرد در آن وقت او را از مرشد کامل راه دیده جامع شریعت وطریقت که مقتدا ار وقت باشد چاره نبود که خود را در پاے سعادت خدمت او بیندازد ودست در دامن دولت او بیاویزد تا از مکائد شیطانی ومکروهات نفسانی که راهزن سالکان اند بمیمنت توجهات او محفوظ ماند ودر معالجه امراض باطن خود بر حسب ارشاد او مشغول شود که تا وقتیکه همه امراض معنوی که صفات ذمیمه اند مثل حسد وبخل وکبر وکینه وعجب وریا وبغض وغیره دفع نشوند وبجاے آنها همه اوصاف حمیده چون علم وحلم وسخا وتواضع وذلت نفس ورضا وتسلیم وغیره کم خوردن کم خفتن

کم گفتن کم با خلق بودن حاصل نشود استعداد وصول الی الله میسر نباید لهذا صحبت مرشد و اتباع او ضروری افتاد چنانکه در قرآن نیز میفرمایند قوله تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ هر دو جا امرست و امر مقتضی وجوب است او پوشیده نیست که نائبان صادق و صادقان منیب همین قوم اند و بیعت و صحبت سنت است فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم و آله و اصحابه رضوان الله علیهم اجمعین قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ اَیْضًا اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ لهذا فرموده اند اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِهٖ ونیز مقتدایان دین فرموده اند مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّجْلِسَ مَعَ اللّٰہِ فَلْیَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ چنانکه آنجا صحبت نبی ضرورست اینجا نیز از آن شیخ بودن ضرور بود لاریب و بلاشبه پس اگر در نظر شیخ کامل بوده کار بفرمان او کند و همگی اختیار و اراده خود بدست اختیار مرشد دهد امید قویست که زود بمنزل مقصود برسد انشاء الله تعالی **تنبیه** حالا طریق سلوک مجمل تحریر می آید مفصل در وقت سلوک واضح خواهد شد **بدانکه** طریق سلوک بے نهایة اند زیراکه طبائع طالبان راه حق مختلف میباشد و شیخ که طبیب دلست موافق مرض مرید علاج میفرماید لهذا فرموده اند الطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اما طریق ازان طرق قریب تر اند **اوّل طریق اخیارست** و آن بکثرت صوم و صلوٰة و تلاوت قرآن شریف و حج و جهاد وغیره است و روندگان این راه در زمان طویل بمقصود رسند **دوم اصحاب مجاهدات و ریاضات اند** که جهد در تبدیل اخلاق ذمیمه بحمیده میکنند این طریق ابرارست پس واصل می شوند ازین راه اکثر ازانها **سوم اصحاب شطاریه اند** که از ریاضت بگریزند و از صحبت خلق بپرهیزند کار ایشان جز درد و اشتیاق و شوق و ذکر و فکر و شکر نباشد پس واصل اند ازین طریق اکثر ازانها اکثریه بتزکیه نفس و تصفیه قلب و تجلیه روح مشغول باشند و کشف و کرامات را بجوے نخرند و غیر استقامت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا نقد وقت ایشان نباشد و این طریق ازان دو طریق اقرب الطریق الی الله است وصول

(حاشیه:) [illegible]

این طریقهٔ شطاریه بده چیز فرموده اند **اول** توبه و آن بیرون آمدن است از هر مطلوب ما سوا الله چنانکه وقت موت باشد **دوم** زهد و آن ترک کردن است دنیا و ما فیها را چنانکه وقت موت باشد **سوم** توکل و آن ترک کردن است اسباب ظاهری را چنانکه وقت موت باشد **چهارم** قناعت و آن ترک کردن است شهوات و خواهشات نفسانیه را چنانکه وقت موت باشد **پنجم** عزلت و آن انقطاع و گریختن است از خلق چنانکه وقت موت بود **ششم** توجه الی الله و اعراض از ما سوا الله چنانکه وقت موت بود پس باقی نماند کدام مطلوب و محبوب و مقصود جز الله جل شانه **هفتم** صبر و آن ترک کردن است حظوظ نفسانیه را از مجاهدات چنانکه وقت موت بغیر مجاهده ترک میکند **هشتم** رضا و آن ترک کردن است از رضا نفس خود بدخول رضا حقتعالی و تسلیم کردن خود را بحکم ازلی حق تعالی چنانکه وقت موت بود **نهم** ذکر و آن ترک کردن است ذکر غیر الله چنانکه وقت موت **دهم** مراقبه و آن ترک کردن است حول و قوت خود چنانکه وقت موت پس طالب را باید که اول بارشاد مرشد از صفات ذمیمه بشریه که از لوازمه حیوانی و عنصری است بر آید و بر هیز دو او صاف حمیده پیدا سازد و دل را از کدورات غیر الله پاک و صاف نماید تا لیاقت وصول الی الله حاصل آید

فصل در بیان طریق بیعت

پیر شخصے را که ارادت بیعت دارد پیش خود دو زانو باادب نبشاند اول خطبه خواند یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ خوانده پیر دست خود بر دست مرید بنهد و بخواند يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا وَنَفَعَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ و اگر مریدعورت باشد گوشهٔ چادر یا عمامه یا رومال بدست او دهد و بگوید مرید را که بگو بیزار گشتم

از ہمہ ادیان شرکیہ وکفریہ وانچہ در انہا است وایمان آوردم باللہ و رسول او و قبول کردم دین اسلام وانچہ در وست و توبہ کردم و بیرون آمدم از جملہ معاصی و داخل شدم در زمرۂ مطیعان حق تعالے وترک کردم دنیا و ما فیہا را برائے رضائے مولے و بگوید رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و بگوید اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بعد بگوید کہ بیعت کردم بدست فلان ونام پیر خود گیرد و اختیار کردم سلسلہ فلان و دعا کند کہ خدا وندا فیض و برکت بزرگان این سلسلہ نصیب ما کن و در زمرۂ ایشان برانگیز بعد ازان مرشد طریق ذکر مناسبت استعداد و قابلیت او تلقین فرماید و از آداب سلوک اطلاع نماید و توجہ بر حال او مرعی دارد و بہ تحصیل مسائل فقہ ضروریہ و بہ تصحیح عقائد اہل سنت و جماعت تاکید کند و رغبت و تحریص بر اتباع شرع شریف نماید کہ بے این وصول مطلوب مشکل ست و ارشاد فرماید کہ مکاشفات و ارادات خلاف شرع را اعتبار نسازد و برا دامر شریعت مستقیم باشد و از ممنوعات او بپرہیزد و از لقمۂ حرام و مشتبہ احتیاط کند و احکام شریعت را بر ہمہ امور مقدم دارد۔

باب اول در بیان اذکار و اشغال و مراقبات حضرات چشتیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

فصل اول در بیان ارشاد تلقین ذکر

بدانکہ پیر بعد از ادائے ختم و فاتحہ بارواح مشائخ طریقہ مرید را حکم کند کہ سہ روز متواتر روزہ دارد و درین روزہا کثرت کلمہ تہلیل و استغفار و درود کند و کم از ہزار گان بار نگوید روز سویم مرید آخر شب یا بعد نماز صبح و یا بعد نماز عصر لیکن اول اولی است پیش مرشد بیاید تا مرشد او را در خلوت کہ در آنجا بجز پیر و مرید دیگر نباشد زیرا کہ تلقین مرشد اسرار حق است و ہر طالب مخصوص باسرارے باشد پیش خود باادب دو زانو بنشاند اول مرید را توجہ دہد تا تخم ذکر و جذب باطن در و نشیند و ذکر بلفظ تمام قبول نماید و طریقۂ توجہ اینست کہ مرشد خود را از ہمہ خیال خالی کردہ دل خود را با دل مرید

مقابل کند و ضرب اسم ذات بخیال بدل او زند و تصور نماید که کیفیت ذکر این اسم و جذب و شوق
از دل من بدل مرید میرود و سرایت میکند باندازهٔ صدق و یکدم او را توجه دهد تا حرارت ذکر و جذب
در باطن او سرایت کند و دلش متحرک بذکر گردد بعد ازان هر ذکری که ملائم حال مرید و استعداد او باشد
ارشاد فرماید و مرید برارشاد مرشد با ذکر مشغول شود و از اظهار اسرار پرهیزد تا مثمر انوار و اسرار شود

طریق دیگر اینست که یکبار مرشد بگوید و مرید بشنود باز مرید گوید و مرشد بشنود همچنین سه بار تکرار کند بعد ازان
مرشد بگوید که آنچه ما را از پیران رسیده ترا دادیم و مرید گوید قبول کردم بعد ازان حکم کند که در خلوت تنگ
و تاریک که دران فقط قیام و قعود و غلطیدن تواند و از متاع خالی باشد و از شور و شغب دور شود
با طهارت کامل چار زانو یعنی مربع بنشیند و پشت راست دارد و چشم بند نماید و هر دو دست بر زانو نهد
و انگشتان کشاده دارد تا نقش لفظ الله پدید آید و نر انگشت پای راست را بر رگ کیماس نهد و رگ
کیماس رگیست که در باطن زانوی چپ است و مربوط بباطن قلب است بعده این دعا را سه بار
بخواند یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ
یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ بحضور قلب و تصور معنی بعد ازان بطریق محاسبه و مجاهده بذکر یا فکر و ملاحظه و واسطه
با توجه اتم و قوت و شدت جهریه یا خفیه بانچه ذوق و انبساط دست دهد و لذت ذکر او را بر باید
مشغول شود و اگر خطره غیر درآید بمشاهده جمال مرشد آن خطره را دفع سازد و باز بذکر مشغول شود تا تزکیه
نفس و تصفیه قلب و تجلیه روح حاصل آید و خطرات و وساوس ما سوا الله محو گردد و اثر خشوع و خضوع
در قلب ذاکر ظاهر شود و اثر ذکر در تمام اعضا و رگها و گوشت و پوست و خون
و استخوان و مغز درآید و ذکر تیغ گیر شود و ثمر مکاشفات و انوار و واردات غیبی گردد
و حقیقت اشیا بر وی منکشف گردد و بعالم ارواح ملاقات شود و ذکر حقیقی و شهود حق
درین مقام فتح گردد **فائده** بدانکه چون دل بذکر الله متحرک گردد و ذکر از زبان دل مسموع شود و آن
حرکت از دل در جسم پراگنده گردد و بصورت انتشار او آن بود که اول حرکت عضوی چنانکه
حرکت در قلب او بود ازان عضو مفهوم گردد پس باید که بآن متوجه نشود و توجه بقلب دارد

گاه دست گاه پائے گاه سر بے آنکه قصد کند متحرک گردد بلکه تمام عالم را در حرکت یابد
و چون نور ذکر منتشر گردد در اندک زمانه تمام اطراف بدن را محیط شود و از سر تا ناخن
پا بذکر معمور گردد و احوالهائے مختلف روے نماید گاه گریان و گاه خندان و گاه
افسرده گاه حیران گاه پریشان اما هیچ ملتفت نشود مشغول بذکر با فکر که مقصود
اصل است باشد بامداد الٰهی چنان شود که بیک مرتبه از تمام بدن ذکر الله شنوند و همه
اعضا با دل موافقت نمایند و بیک صورت و آواز درین حال غلبهٔ ذکر در بعضے اعضا
زیاده و در بعضے کم بود و گاه غلبه در جمیع اجزا متساوی باشد درین وقت لذت بیشتر یابد
و این کیفیت را در اصطلاح قوم سلطان الاذکار میگویند و ذاکر آواز ذکر بگوش خود
استماع نماید و آنچه مشهور است که چون ذکر غلبه کند آواز ذکر آن غیر هم میشنوند غلط عام
است پس ذکر دل ذاکر هم سالک تواند شنید و بس دگروهے که بر آنند که آواز ذکر غیر آواز
دور و نزدیک حسب مراتب ذاکرین سامعین تواند شنید اصلے ندارد **دربیان ذکر**
بدانکه ذکر آنرا گویند که بیاد الٰهی جمیع غیر الله را فراموش سازد و بحضور قلب قرب و معیت حقیقے
چنانکه فرمود أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ وَأَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي
حاصل آید بحکم سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا با توجه و فکر تمام چندان مشغول و مستغرق بذکر
گردد که از خود بے هوش بود و در زمرهٔ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ
داخل شود و ذکر حیات گردد **و بدانکه** ذکر براقسام است و مقصود از ذکر حصول مذکور است
بحضور قلب پس هر عملی و فعلی که از ان حصول مطلوب است هم ذکر است کلمه باشد یا نماز
یا تلاوت قرآن یا درود یا ادعیه که مطابق قرآن و حدیث باشد و یا دیگر عبادات و یا بعبارات دیگر
که بملاحظه معنی آن یافت مذکور و مطلوب است آن هم جمله ذکر است و آن حصول مذکور بے فنا
ذاکر حاصل نمی شود پس طالب را باید که در ذکر الله سبحانه چنان مستغرق شود که غیر حق و خود را فراموش سازد که
وصول الی الله بدون نفی ما سوا الله ممکن نیست چون باین مرتبه رسد زهد و تقوی و توکل و عزلت و قناعت و صبر و تسلیم و رضا

وغیره بے قصد حاصل آید و از نتیجهٔ این ذکر بر قلب ذاکر انوار تجلیات ظاهر شود که در ظهور آن حواس خمسه
سالک مستور گردد نه ذاکر ماند نه ذکر و ذاکر مذکور گردد و ذکر ذکر حق شود شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ **فائده** پس باید دانست که اکثر مشایخ اول مرید را بحکم افضل الذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ذکر نفی و اثبات
تلقین فرمایند و این ذکر را مراتب اند که بقلم مے آیند **در میان مراتب ذکر** بدانکه ذکر
چهار نوع است ذکر ناسوتی چون لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ و ذکر ملکوتی چون اِلَّا اللّٰهُ و ذکر جبروتی چون لفظ
اسم ذات یعنی اَللّٰهُ و ذکر لاهوتی **هو هو** و نیز ذکر زبان را ناسوتی و ذکر دل را ملکوتی و ذکر روح را جبروتی
و ذکر سر را لاهوتی میگویند و نیز ذکر زبان را ذکر جسمی و فکر را ذکر نفسی و مراقبه را ذکر دلی و مشاهده را
ذکر روحی و معائنه را ذکر سری میگویند **فائده** یعنی ذاکر را باید که درین ذکر از نفی لَآ اِلٰهَ همه موجودات
را از نظر بردارد و از اثبات اِلَّا اللّٰهُ تمام اجزاء بدن خود را معمور سازد بعد کمال این ذکر اثبات را
هم محو کند که اثبات نیز نفی شود و نفی در نفی اثبات ذات است

فصل در بیان ذکر جهر نفی و اثبات مع دوازده تسبیح که معمول حضرات چشتیه است

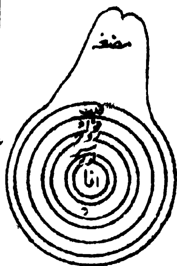
طریق ذکر دوازده تسبیح اینست بدانکه بعد نماز تهجد که دوازده رکعت بشش سلام اند
و در هر رکعت بعد فاتحه سه سه بار سوره اخلاص میخوانند بعجز و زاری دست برداشته این دعا را اَللّٰهُمَّ
طَهِّرْ قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ بحضور قلب سه بار
یا پنج بار یا هفت بار تکرار نماید و توبه و استغفار و کلمه تمجید بطور زمزمه بخواند و بست و یک بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ بگوید بعده این درود را بر سرور کائنات صلی الله علیه وسلم بفرستد
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ سه بار بطریق عروج و نزول بخواند و جلسه مربع نشیند و از سر انگشت پای
راست و دوم انگشت که متصل آنست رگ کیماس را که در باطن زانو است محکم بگیرد و پشت راست دارد و رو بقبله آرد
و هر دو دست بر زانوها نهد و انگشتان را در حالت نفی بر دارد که اشارت بر فنا غیر است و در اثبات فرو آرد که اشارت
بثبوت هستی مطلوب حقیقی است و خاطر را جمع کند و حاضر دارد و ذکر را با حرمت و هیبت تعظیم شروع کند با حسن صوت و الحان خوش

بعد از اعوذ و بسم الله به اخلاص تمام سه بار کلمهٔ لا اله الا الله محمد رسول الله
و یک بار کلمهٔ شهادت بخواند بعد از ان سر را بر زانوی چپ برده بسجدهٔ نگون سازد که پیشانی قریب
زانوی چپ برسد و از انجا لفظ لا اله را آغاز کند و سر را بر زانوی راست آورده دوره تمام بکتف راست
برساند و دم آنقدر دراز کند که ضربات ثلاثه و یکدم برآیند و سر و پشت و کمر برابر شود و اندک سر را بجانب
پشت کج کرده تصور کند که همه خطرات ماسوا الله را پس پشت انداختم و نگاه دارد دم را و لفظ الا الله را بزور
و قوت بر فضای دل که زیر پستان چپ بفاصله دو انگشت واقعست مانند گل صنوبر ضرب کند و تصور کند
که عشق و ذکر الهی را بدل آوردم و در حالت نفی چشم را کشاده دارد و در حالت اثبات بند نماید و این نفی و اثبات را
با فکر ملاحظه و واسطه باین طریق مذکور و صد بار بگوید و این ذکر را چهار ضربی نامند و درین ذکر نه بار
لا اله الا الله و نهم بار محمد رسول الله هم بگوید بعد از ان بطریق سابق سه بار کلمهٔ طیب
و یک بار کلمهٔ شهادت بگوید اما مبتدی در کلمهٔ لا اله لا معبود و متوسط لا مقصود و یا لا مطلوب و منتهی
لا موجود و همه اوست ملاحظه کند بعده لمحه دو لمحه مراقب شود و تصور کند که فیضان از عرش بسینهٔ
مومن می آید لیکن باید دانست که زانوی چپ مقام خطرهٔ شیطانی است و زانوی راست مقام خطرهٔ
نفسانی و کتف راست مقام خطرهٔ ملکی است و قلب مقام خطرهٔ رحمانی است بر زانوی چپ از لا اله
نفی خطرهٔ شیطانی تصور کند و تا رسانیدنش بر زانوی راست نفی خطرهٔ نفسانی و تا رسیدنش بکتف
راست نفی خطرهٔ ملکی تصور کند و بلفظ الا الله اثبات خطرهٔ رحمانی نماید و این مراتب را اگر مرید عجمی باشد
بهر زبان که او دانسته باشد تلقین فرماید **طریق دیگر نفی و اثبات** بدانکه در نفی خطرات جداگانه
گونه تفرقهٔ باطن است و مقصود کلی حضوری و جمعیت است پس مرشد را باید که نفی کلی تلقین فرماید
تا نفی خطرات یکبارگی حاصل آید چنانکه متاخرین همین را اختیار کرده اند یعنی کلمهٔ لا را از اندرون
دل با شدت و قوت تمام برکشیده و اله را بکتف راست رسانیده و سر را مائل به پشت کرده تصور کند
که غیر الله را از دل برون آورده پس پشت انداختم و دم را نگاه داشته بلفظ الا الله بزور بر دل
ضرب کند و ملاحظات اینجا همان است که بیان کرده شد و در ذکر نفی و اثبات بهر طور که باشد

خواه بدو و حبس و یا بحبس و خواه در ذکر جاروب خواهند و کراره و غیره بجز ذکر حدادی مربع می نشینند
باقی اذکار دو زانو نشستن اولی است **طریق ذکر اثبات مجرد** بدانکه پشت را راست کرده
و هر دو دست بر زانو نهاده جلسه دو زانو بنشیند و سر را بجانب کتف راست برده لفظ إِلَّا اللّٰهُ را
بشدت و قوت بر دل ضرب کند و در کلمه لَا إِلٰهَ ملاحظه مفهوم و معنی لَا مَوْجُوْدَ وَلَيْسَ مَعَهُ غَيْرِيْ
کند که مقصود نفی غیر در ملاحظه است این را چهار صد بار دمادم بگوید و این ذکر را یک ضربی میگویند
بعد ازان بطور سابق سه بار کلمه طیب و یک بار کلمه شهادت بگوید و لمحه دو لمحه بطور سابق مراقب باشد
طریق ذکر اسم ذات بعد ازان بحکم قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ ذکر اسم ذات دو الفی یعنی
اَللّٰهُ اَللّٰه باین روش که اول حرف های لفظ اَللّٰه را ضمه و ثانی های لفظ اَللّٰه را ساکن کند
یعنی جزم دهد پس هر دو چشم بسته و سر را بجانب کتف راست آورده با ملاحظه اسماء صفات امهات لفظ
اَللّٰهُ جهراً اول ضرب بر لطیفه روح که زیر پستان راست و قعست زند و دیگر ضرب لفظ اَللّٰهُ
بر فضاء دل بزند طریق دیگر آنکه هر دو ضرب بر دل زنند این ذکر اسم ذات دو ضربی را ششصد مرتبه
بگوید لیکن نه بار اَللّٰهُ اَللّٰهُ و دهم مرتبه یک اسم ازین اسماء یعنی اَللّٰهُ حَاضِرِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ
اَللّٰهُ مَعِیْ بخواند باینطور که در عشره اول اَللّٰهُ حَاضِرِیْ در دویم عشره اَللّٰهُ نَاظِرِیْ در سویم عشره
اَللّٰهُ مَعِیْ بگوید باز اَللّٰهُ مَعِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ حَاضِرِیْ باز اَللّٰهُ حَاضِرِیْ
اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ مَعِیْ بطریق عروج و نزول هر عشره خوانده باشد معه ملاحظه معنی تا کیفیت و
لذت ذکر و دفع غفلت و خواب دست دهد بعد ازان بطور سابق کلمه طیب سه بار و کلمه شهادت یکبار
بگوید بعد ازان یکضربی همان طور سر را بجانب کتف راست کج کرده لفظ اَللّٰه را بر دل ضرب کند این را
یکصد بار دمادم بگوید بعده سه بار کلمه طیب یکبار کلمه شهادت گفته درود و استغفار یازده یازده بار
بخواند و فاتحه بارواح مشائخ سلسله بفرستد بعد ازان مراقب شود هر قدر که تواند اگر دل بجهید و ذوق
دست دهد فبها و الا بهر ذکر که ذوق آید خواه جاروب خواه اره خواه حدادیه و غیره مشغول ماند تا نماز صبح
و بعد نماز اگر میسر آید در خدمت شیخ حاضر بوده اخذ توجه نماید و الا نه در خلوت رفته بذکر و شغل و مراقبه و محاسبه

مشغول شود و بابراداران طریقت حلقه نموده در ذکر جهر یا در مراقبه شاغل گردد اما باید که کلمه اَللّٰه را از
کلمه اِلَّا اللّٰه بسیار و کلمه اِلَّا اللّٰه را از کلمه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه بسیار گوید بعد فراغ از ذکر دست برداشته دعا کند
و فاتحه بارواح پیران و حضرت رسول الله صلی الله علیه وسلم و آله و اصحابه اجمعین بخواند و نذر نماید **ایضاً**

طریق دیگر ذکر نفی و اثبات بمناسبت هفت لطائف دل که اِنَّ فِی جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً
وَفِی الْمُضْغَةِ قَلْبٌ وَفِی الْقَلْبِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ رُوْحٌ وَفِی الرُّوْحِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ نُوْرٌ وَفِی النُّوْرِ
اَنَا بیان یافته اند بقلم می آید بدانکه در ذکر نفی و اثبات نیز هفت مرتبه مقرر کرده اند که در هر درجه نفی و
اثبات است پس ذکر زبانی متعلق باجسام است مرید را باید که باین ذکر چنان مشغول شود که غیر ذکر نماند و از هر حواس جز
ذکر نیاید چون سالک باین مقام رسد از عالم اجسام ترقی کرده بمرتبه لطیفه قلب که نفس است برسد و ذکر با فکر
تعلق بلطیفه قلب دارد درین مرتبه بذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه با فکر چنان مشغول شود که لَا اِلٰهَ که نافیه است نفی شود
و جز اثبات اِلَّا اللّٰه هیچ نماند اگر سالک باین مرتبه رسد از مقام نفس ترقی کرده بمرتبه دل رسیده باشد و ذکر دل
اِلَّا اللّٰه است و اِلَّا اللّٰه را بحضور دل تصور کند و بدلائل خود را و صفات خود را بذات و صفات حق ربط
داده بذکر اِلَّا اللّٰه چنان مشغول گردد که استثنا که در اِلَّا اللّٰه است نیز نفی شود و بجز اَللّٰه هیچ نماند چون
سالک باین مقام رسد از خطره ملکوتی گذشته و مرتبه دل را طی کرده بمرتبه روح برسد و ذکر روح اسم ذات است
و اَللّٰه ذات جامع جمیع صفات است و الف و لام اشاره با فعال و اسماء و صفات است و حرف ها که در لفظ
اَللّٰه است اشارت بذات است پس سالک را باید که چندان بذکر اسم ذات مشغول شود که الف و لام که در
اَللّٰه است نیز نفی شود جز هو هیچ نماند اگر سالک باین مرتبه رسد خود ذاکر گردد و از مرتبه روح ترقی نموده بمرتبه
سر رسیده باشد باز بذکر هو چندان مشغول شود که خود مذکور گردد و فنا در فنا عبارت ازین است و اگر باین
مرتبه برسد بمقام بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ رسد و خود نور گردد باز در یاب که لوازمه نور ظهور است
باز ظهور کند بمقام عبدیت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ که مرتبه عبدیت مقام انتهای
سالک است در ان مقام حقیقت عبدیت و معبودیت مکشوف شود باز در عبادت که حق عبادت است
مشغول شود و حفظ مراتب را بوجه احسن بجای آرد و بکمال اتباع شریعت نماید و بر مسند ارشاد جاده گزین گردد



طالبان حق را راه نما باشد و ولایت و مشیخت لله بر دو او را مسلم باشد **فائده** آگاه باد ای عزیز هر چند
در وصال محبوب بر اشتیاق غالب و لذت بیشتر و هر که طلب مردانه و همت شیرانه دارد و در طلب ستوار قدم
باشد و نا امید نشود ان شاء الله تعالی آخر کار اگر طالب صادق است شاهد مقصود رخ خواهد نمود و کرشمه

طریق ذکر پاس انفاس باید که بیدار و هوشیار باشد بر انفاس خود و دل هرگز صاف نشود از
کدورات نفسانی و شیطانی تا مدد پاس انفاس نکند و پاس انفاس اینست که مکان و زمان را در یابد یعنی
در بر آمدن نفس و فرو رفتن نفس طالب ذاکر باشد خواه بذکر جلی خواه بذکر خفی پس وقت بر آمدن دم لا اله گوید
و وقت فرو رفتن الا الله گوید اما در ذکر خفی بدم ذاکر گردد و در بالا کشیدن و فرو گذاشتن نظر بناف
دارد و از انجا ذاکر گردد و دهن بسته بیحرکت زبان بدم ذاکر بود و چندان مشغول باشد که دم ذاکر گردد

طریق دیگر آنکه لفظ الله بالا کشد و هو را فرو گذارد و ملاحظه کند که همون اندرون و همون بیرونست
یعنی هو الظاهر و هو الباطن ملحوظ دارد و این ذکر را چندان ورزش نماید که دم ذاکر شود و مستغرق بذکر گردد و ذکر
حیات شود و در بیداری و در خواب ذاکر باشد و پاس انفاس حاصل آید و دل از ما سوا الله پاک
و صاف و نورانی گردد لهذا این ذکر را جاروب قلب گویند زیرا که دل را از همه کدورات و کثافات
صاف گرداند و مثمر تجلیات و واردات سازد **فائده** اگر مرید ساده دل باشد و از کیفیت
و لذت ذکر لذت گیر نگشته باشد باید که مرشد او را پیش خود زانو بزانو بنشاند و بگوید که چشم را
بندد و سر را نگون سازد و کمر کج کرده و سینه را پیش آورده مقابل شود و مرشد
انفاس او را احساس نماید وقت فرو بردن نفس مرید مرشد نفس خود را بر دم او بگذارد
و وقت بر آوردن او دم را دم خود در ادراک شد چون باین طور مشغول شود یکبارگی
لرزه در بدن مرید یا نعره از وی بر آید و هر ذکر که اراده مرشد باشد جاری گردد

علاج دیگر مرید غبی

اگر مرید بسیار غبی باشد و هیچ ذکر در و تاثیر نکند باید که مرشد او را ذکر اسم مربی او تعلیم نماید
و صورت دریافت اسم مربی او اینست که مرشد او را در خلوت پیش خود بنشاند و اسمے

از اسمای حسنی گرفته بهمت تمام متوجه قلب بتصور آن اسم مذکور از قلب خود قلب مرید ضرب کنند چند ضرب
همین طور بزنند اگر ضرب این اسم تاثیر کند فبها و الا اسم دیگر از اسمای حسنی گرفته همین طور ضرب آن اسم
از قلب خود بر قلب مرید بزنند الغرض همین طور یک یک اسم را گرفته بعمل آرد ضرب اسمیکه بر وی تاثیر کند
بداند که اسم مربی او همین است و نیز اسم اعظم همونست در حق آن پس آن اسم را بذکر سه ضربی یا
چهار ضربی حکم کند تا ورزش نماید انشاء الله در چند عرصه ذکر او را بباید و انوار ذکر بر وی تابد

بیان ذکر اسم ذات زبانی طالب را باید که با وجود ذکر پاس انفاس اسم ذات را زبانی
نیز هر روز یک لکهه و بست و پنجهزار بار که مرتبه نهایت است تکرار کند اگر نتواند بست و چهار هزار بار
که مرتبه اوسط است بگوید و حکمت درین آنست که آدم در شب و روز بست و چهار هزار دم میگیرد پس
گویا که بهر دم ذاکر گردیده و در زمره قوله تعالی وَالذّاکِرِینَ اللهَ کَثِیرًا وَّالذّاکِرَات
داخل شد و الا نه کم از دوازده هزار بار که ادنی رتبه ذکر این است بگوید و فائده درین ذکر آنست که ذکر
لسانی میرساند ذاکر را بذکر قلب پس در حالت جمع زبان و دل بیشک ترتیب امر ذکر بکمال است و این
ترتیب در اکثر سلاسل است لیکن در سلسله نقشبندیه اختصار بر ذکر قلبی بجذب باطن میکنند۔
و مبتدیان را همین ذکر شروع میکنانند **طریق ذکر اسم ذات معه ضربات** بدانکه ذکر اسم ذات
بر اقسام است یکضربی و دو ضربی و سه ضربی و چهار ضربی و آنکه در یک ضربی میکنند
این است که هر دو چشم را بسته و سر را بجانب کتف راست برده لفظ الله را جهراً بقوت بر دل
ضرب زنند و در دو ضربی اول بر روح دویم بر دل ضرب زنند و در سه ضربی اول بر زانوی راست دویم
بر زانوی چپ سویم بر دل و در چهار ضربی اول بر زانوی راست دویم بر چپ سویم بر روح چهارم بر دل ضرب کنند

طریق دیگر از یک ضرب تا هفت ضربی میکنند خواه نشسته خواه ایستاده رو بقبله باادب تمام
بعمل می آرند در یکضربی بطور مذکور سر را بجانب کتف راست آورده لفظ الله بر دل ضرب کنند و در دو ضربی
اول بر روح دویم بر دل و در سه ضربی اول جانب چپ دویم جانب راست سویم بر دل و در چهار ضربی راست و چپ
پیش چهارم بر دل و در پنج ضربی راست و چپ پیش و پس پنجم بر دل و در شش ضربی راست چپ پیش پس بالا

سوی آسمان ششم بر دل و در هفت ضربی راست جیب پیش لب تحت فوق هفتم بر دل ضرب بزند
و درین ضربات ملاحظه بکمال فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ دارد و مستغرق شود کیفیت ولذت
این ذکر ذاکر داند حاجت بیان نیست و اگر این ذکر را بملاحظه بکمال رساند و استغراق و محویت
رونماید از در و دیوار و سنگ و شجر آواز ذکر مسموع شود و مضمون وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ
بِحَمْدِہٖ مکشوف گردد و بمذکور رسد طریق دیگر چهار ضربی مستقبل قبله بنشیند
و مصحف پیش دارد یا قبر بزرگی پیش بود ضرب اول بر جیب دویم بر راست سیوم بر مصحف یا بر قبر چهارم
بر دل زند و مستغرق ذکر گردد و درین ذکر کشف معانی قرآن و کشف قبور فرموده اند وَاللّٰهُ یَرْزُقُ
مَنْ یَّشَآءُ طریق دیگر اسم ذات قلندری چون سالک خواهد که بمقام هویت رسد
باید که باین ذکر مواظبت نماید و پیوسته در خلوت مشغول باشد باید که جلسه مربع نگاهدارد و سر را در میان
هر دو زانو برد و بزبان اَللّٰهُ گفته سر را بردارد و هر دو دست بر زانو سخت کرده هو را از بهر ضرب
کند همین طور ذکر گوید و مشغول باشد تا موصوف بصفات اللّٰه گردد اکثر مشائخ رضوان الله علیهم
در عمل آورده اند طریق ذکر چهار ضربی بدانکه لَا اِلٰهَ را از زانوی چپ آغاز نموده و سر را بر زانوی
راست آورده دور تمام بکتف راست رسانیده و اندک سر را بجانب پشت کج کرده ضرب اِلَّا اللّٰهُ
بشدت بر دل زند و دوام ورزش نماید درین ذکر دو زانو بنشیند طریق ذکر حدادی
بدانکه همان طور دم را بزور کشیده و دو کلمه لَا اِلٰهَ را بکتف راست رسانیده هر دو زانو ایستاده
شود و هر دو دست بردارد و کلمه اِلَّا اللّٰهُ را بقوت تمام بر دل ضرب زند و هر دو دست [illegible] بر زانو
بزند و بنشیند چنانکه حداد [illegible] دست بر آهن بقوت میزند بهترین طریق [illegible] ذوق و شوق
این ذکر را نام حدادی منقول است حضرت شیخ جلال تهانیسری قدس سره فرموده که اینجا این ذکر
حضرت شیخ [illegible] فقیر را بحضور خود مشرف فرموده اند چنان مشاهده و معائنه
گشت که بطاقت [illegible] الا بفضل الله و عونه طریق ذکر اره
بدانکه [illegible] گرده [illegible] دوره لَا اِلٰهَ بکتف راست رسانیده اندکی

سر را بجانب پشت مائل کرده ضرب الا الله بر دل زند **طریق دیگر ذکر ارّه** چشم را بسته و زبان را
بکام چسپاینده و دم را واژگون کرده لفظ الله را از ناف بشدت کشیده و تا بکتف راست رسانیده
ضرب لفظ هو بقوت بر دل بزند چنانکه درو دگر ارّه بچوب میکشد دادم نفس را بزور و آواز
سخت جاری دارد ملاحظه صفات امهات نگاه دارد و تصور کند که بر قلب ارّه میکشم و بجائے
برُاده که از چوب درودگر وقت ارّه کشی مے برآید ذرات انوار صفات همراه هو از دل میریزند
و در تمام اعضاء بدن منتشر میشوند و از جسم برآمده تمام عالم را محیط بوده همراه وجود ذاکر وجود
عالم را مستور و محو گردانیده اند درین ذکر چندان مستغرق شود که محویت کلی حاصل آید و مشاهده
رونماید و کیفیت این ذکر تعلم نمی گنجد هر که کند داند **فائده** بدانکه در اذکار جهریه تقلیل غذا چندان
نکند که ضعف لاحق آید بلکه ربع معده خالی گذاشتن کافی ست و استعمال روغن و مغزیات در خوراک
از ضروریات است تا یبوست و خشکی و پریشانی در دماغ عارض نشود و ربط قلب با شیخ باعتقاد و محبت
و تعظیم تمام درین راه سلوک شرط مقدم و رکن اعظم است و مقصود از چندین اذکار همان ذکر دوام
و حضور تمام است باید که خود را دایم ذاکر دارد و از کار برهد و از گفتار و اظهار بگریزد تا غذای
دل و روح همان ذکر گردد و همواره مونس وی شود **بیت** کار کن کار بگذار از گفتار ٭ کاندرین راه کار دارد کار

فصل دوم در بیان اشتغال ذکر باید دانست که دل دو سوراخ دارد یکی زیرین و دوم بالا دروازهٔ
بالا آنکه متصل بجسم است و دروازهٔ زیرین علاقه بروح دارد چون ذاکر بذکر جهر بامد و شد
و تحت و فوق مشغول شود در بالا کشاده گردد اما دروازهٔ فرودینه بذکر خفی که مراد از حبس دم است
مفتوح میگردد و حبس دم در ذکر اصل الاصول است و شرط کرده اند این را حضرات چشتیه و قادریه
لیکن حضرات نقشبندیه شرط نکرده اند مگر منکر او نیز نیستند و فائده ها درین بسیار اند
زیاده تر آنکه حرارت در باطن پیدا آید و دسومات اندرونی گداخته شوند و عروق که متصل بدل اند چربی
بسیار دارند و بواسطه چربی خناس دهندهٔ وسواس که بر در دروازهٔ دل گرفته مثل عنکبوت
نشسته و پردهاے فرو هشته قرارگاه خود ساخته است بدان عروق تعلق میکند و خطرات

و وسواس باطله در دل می اندازد چون دم بسته شود و حرارت دم بآن چربی رسد گداز شود و صفائی دل حاصل آید و خناس مقهور گردد **طریق ذکر برای دفع خطرات فاسده که در دل نشینند و دور نشوند** باید دانکه صورت خناس مثل اژدها هست و خرطوم دارد • بر خرطومه خارهائی پر زهر دارد هرگاه که از مرید قصوری واقع شود و یا طعام از ناوجه میخورد خناس قوت گیرد و خرطوم پر زهر را برگرد دل میگرداند و آن زهر در دل اثر میکند و سیاهی پیدا می آید پس چون مرید بعد توبه و استغفار بپاس انفاس بذکر جلی و خفی مشغول میشود خناس ضعیف میگردد و دل صفائی پذیرد **فائده** پس هرگاه که خطره سخت فاسد و بد عقیده در دل قرار گیرد • بهیچ وجه دور نشود علاجش آنکه دم را از ناف کشیده در دل حبس کند و قرار دهد و کلمه لَا اِلٰهَ را از دل برآرد و تصور کند که خناس که برگرد دل حلقه کرده مثل مار نشسته است دُمش از مقراض لَا اِلٰهَ گرفته میکشد و تا بکتف راست رسانیده ضرب کلمهٔ اِلَّا اللّٰه بر دل بشدت و قوت زند و خیال کند که صدمهٔ ضرب اِلَّا اللّٰه از دل بر سر خناس افتاد و پاش پاش شد و از اندرون بیرون افتاد همین طور کشاکش دم مادام مشغول شود بعونه تعالی در اندک عرصه خطرهٔ فاسد دفع شود و خناس خطره دهنده هلاک گردد و دل اصاف مثل آئینه منور منور ذکر شود در ذکر ملاحظه حبس دم شرط است و الا بی حبس نیز فائده خواهد بخشید مگر دران شرط است

طریق حبس نفی و اثبات که آنرا شغل نفی و اثبات گویند طریقش اینست که هر دو چشم بسته و زبان بکام چسپانیده اول دم را از ناف کشیده در دل قرار دهد باز همان طور کلمه لَا اِلٰهَ را از زانوی چپ آغاز یده بزانوی راست آورده و دورِه تمام بکتف راست رسانیده ضرب اِلَّا اللّٰه بر دل زند همین طور اول روز بده دم سه بار بهر دم مشغول شود بعد ازان هر روز درجه بدرجه یک یک زیاده کند و عدد وتر که الله وتر و یحب الوتر نگاه دارد تا در باطن حرارت پیدا آید و وسوسات اندرونی گداز و خطرات دفع گردد و خناس بگریزد و حالات ظهور گیرند و چون کشش دم فوق المعتاد باشد خطره بندی و محویت بر دل زود پیدا آید و حرارت در تمام اندام سرایت کند و ذکر در همه اعضاء جاری شود و آتش عشق شعله زند بعونه تعالی اما کشش دم را و خطره بند سے را

خلو معده از طعام وشراب شرط است خصوصاً در ابتدا حال **فائده** ونیز در حبس دم عدم استعمال
مبردات مثل آب وهوا سرد ضرورست تا سرفه نکند حرارت قلب را ونیز از طعام حار پرهیز و برابرست
که حرارت طبعی باشد یا عارضی زیرا که موجب ایجاد مرض یا ازدیاد مرض میگردد و عظم شرط آنست که در حجره
اوسط را نگاهدارد نه چندان پر بی شکم که کاهل شود ونه غایت گرسنگی که ضعف آرد **طریق دیگر حبس**
نفی و اثبات آنکه باید که در خلوت جلسه مربع بنشیند وچشم بند نماید واز انگشت پای راست
وانگشت که متصل آنست رگ کیماس را محکم بگیرد وهر دو دست بر زانو نهد بعده دم را از زیر ناف
قبض کرده وبجانب دل آورده بام الدماغ قرار دهد وحرف **لا** را از ناف با فکر وملاحظه بحرکت لب و
زبان از خیال کشیده وبجانب روح برده وحرف **اِلٰه** را بدماغ رسانیده از دماغ بیرون دهد
ولفظ **اِلَّا اللّٰه** بر فضاء دل ضرب کند همین طور در یکدم پنج یا هفت بار بگوید بعد از آن باهسته
نفس را از روزن بینی بگذارد ووقت گذاشتن **محمد رسول الله** صلی الله علیه وسلم گوید وچشم را
بکشاید وملاحظه لا معبود الا الله کند ووقت گرفتن دم چشم بپوشد وتصور **لا موجود**
الا الله کند ودم باهستگی قبض کند وباهستگی گذارد وهمین طور ده نفس هر روز بعمل آرد وهر دم یوماً
فیوماً یک یک بار زیاده کند حتی که در یکدم تا یک صد وبست ویک بار رساند
آن زمان روزن دل بکشاید واز نور مشاهده منور گردد بفضله تعالی **طریق شغل سه پایه**
دوره چشتیه شغل سه پایه اینست که بالفاظ الله سمیع الله بصیر الله علیم
ذکر کند این شغل را حضرت چشتیه سه پایه میگویند واکثر اهل سه درین عمل مشغول گشته اند طریقش آنکه جلسه مربع نشیند
وفکر وتصور سلطاناً نحو جاً وسلطاناً نصیراً نگاهدارد ودم را حبس کرده از زیر ناف بام الدماغ
رساند چون دم بام الدماغ برسد الله سمیع گوید وبی یسمع تصور دارد وباز بر دل الله بصیر
گوید وبی یبصر تصور کند وباز بر ناف الله علیم گوید وبی ینطق تصور دارد وباز از سر گیرد
بام الدماغ الله علیم وبر دل الله بصیر وبر ناف الله سمیع گوید همین طریق عروج ونزول
کند ومشغول شود چند آنکه در یک دم یکصد ویکبار شغل سه پایه مذکور گوید مشاهده لایزال

بروی نماید و شغل مذکور را در سلسله شطاریه به هشت رکنی نیز گویند از انکه تصور هشت چیز درین شغل
لابد باید بیت برزخ و ذات و صفات و شخنه مد و تحت و فوق ❖ می نماید طالبان را کل نفس و حق شهود
تفصیل احوالیکه درین شغل رو می نماید در قلم آوردن ادب نیست مگر سه حال درین شغل سه بابه ذاتی است
یکی قرب نوافل دوم قرب فرائض سیوم نه قرب نوافل نه قرب فرائض بلکه عین عین سالک معائنه
کند کما المعائنة رویة الله بلا حجاب تعین عین ذات ذات اوست **فائده** باید دانست که قرب
دو قسم است قرب نوافل و قرب فرائض اما قرب نوافل این است که صفات بشریه سالک از وی
زائل شوند و صفات حق تعالی بروی ظاهر آیند چنانچه زنده گرداند مرده را و بمیراند زنده را باذن الله
تعالی و بشنود و ببیند از جمیع بدن خود و بشنود مسموعات را و ببیند مبصرات را از بعید و علی هذا القیاس
باقی صفات سوای این ہمین معنی فناء صفات بنده است بصفات حق تعالی و این ثمرهٔ
نوافل است و اما قرب فرائض پس آن عبارت است از فناء عبد بالکلیه از شعور جمیع موجودات
حتی که از نفس خود نیز فانی شود بحیثیتی که باقی نمانده باشد در نظر سالک مگر وجود حق تعالی
و این معنی فناء بنده است در ذات او تعالی و این ثمرهٔ قرب فرائض است **طریق شغل**
سلطاناً نصیرا از حضرت خواجه معین الدین چشتی قدس سره منقول است که این شغل
ثمرات بسیار دارد خصوصاً برائے خطره بندی تاثیر عجیب و غریب دارد طریقش آنکه وقت صبح یا شام
رو بقبله دو زانو بنشیند و دل را بهمت تمام جمع نموده نظر هر دو چشم خود یا یک چشم بند نموده بچشم دیگر
بر پره بینی خود دارد بے آنکه پلک زند و ملاحظه نور غیر معین یا معین مثل نور چراغ یا نور ستاره
رخشان کند در آن چندان مشغول شود که مستغرق و محو گردد در ابتداء حال هر دو چشم درد میکند و آب از و
جاری شود مگر در چند عرصه مزاولت درد سر و چشم دفع شود و نظر بر قرار آید و تمام چهره شاغل
پیش نظر در آید چنانکه در آئینه می بیند و روے شاغل منور گردد و نور بے کیف و لطیف مشهود
شود و مذاق و کیفیت حسب استعداد او حاصل آید **طریق شغل سلطاناً محموداً**
باید دانست که چنانکه در شغل سلطاناً نصیرا نظر بر پره بینی دارند درین شغل نظر خود را در میان

فرق هر دو ابروے خود میدارند درین شغل سر شاغل در نظرش آید چون سر نمودار شود بکیفیت عالم بالا اطلاع یابد **طریق شغل سلطان الاذکار** بدانکه سالک در حجره تنگ و تاریک که از شور و شغب دور باشد داخل شود و درود و استغفار و اعوذ و بسم الله خوانده این دعا را سه بار بحضور قلب و تصور معنی تکرار نماید اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا بعد ازان نشسته یا ایستاده یا غلطان بهر صورت که باشد بدن خود را بے اختیار و سبک گذارد و مثل مرده انگارد و از سر تا قدم بهر بن موے وجود خود بجمیع همت متوجه شود و قتیکه دم بالا کشد اسم ذات یعنی اَللّٰه و چون بیرون دهد هو تصور کند یعنی بداند که در آمد و رفت نفس از هر بن موے اَللّٰه هُوْ جاریست و دران شغل چندان مستغرق شود که شعور از خود نماند و ملاحظه معنے هو الحی القیوم کند بعونه تعالی در چند عرصه ذکر اَللّٰه از هر بن موی جاری شود و مسموع گردد و مثمر انوار و تجلیات شود لیکن مشغول بودن شرط است **طریق دیگر سلطان الاذکار** باید که حواس خمسه را از پنبه یا از انگشتان بند کرده دم را از زیر ناف کشیده بام الدماغ حبس کند در آنجا بدل الله و بر دو یاد ذکر قلبی اسم ذات از جانب صنوبری در ضمن استماع آواز احدیت و تصور نقطه درخشنده اندرون دل مدور که محاذش در بام الدماغ است که آن را لطیفه اخفی هم مے گویند اشتغال دارد تا آنکه این نقطه پهنا در گردد بحدیکه تمام جسدش منور گردد بعده همه آفاق بلکه فرش تا عرش نور محض شود و دران نور صور پاکیزه از عالم ملائکه و حق پدید آید چون این شغل بکمال خود رسد حقیقت سالک که متصرف در تمام افراد عالم است مشهور گردد درین مقام سالک را باید که صفات خود را صفات حق داند اَللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ **طریق شغل سرمدی** که آن را نحد و سلطان الاذکار نیز گویند بطریق معهود چشم و گوش را از انامل بند نماید و حواس را جمع نموده تصور نماید که در دماغ آوازے مثل آواز افتادن آب از بالا به نهجم مسموع میگردد و بهمت تمام متوجه باستماع آن آواز باشد چنانکه گفت **بیت**

در راه عشق وسوسه اهرمن بسے ست … هشدار گوش دل به پیام سروش دار

و یک لحظه ازو غافل نشود رفته رفته آن آواز قوت گیرد تا آنکه بے بند کردن گوش

هم غایب نشود وشور عالم او را مزاحمت نرساند بلکه آواز سرمدی بر همه آواز غالب باشد
ودرین مشغولی نفق وشوق فروگیرد که بتحریر نمی آید وچون ذکر در تمام بدن سرایت کند تمام اندام مملو با آواز
باشد که مثلش مانند آواز در گنبد بدبد می آید واین آواز را صوت حسن وهمس می نامند چنانکه فرموده
وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا وگویند که همین آواز بود که موسی علیه السلام
از شجر تمامی بدن خود شنیده بودند ودلیل ظهور وحی بران علیه السلام بود واولیا نیز باین آواز
بالهام مستفید میشوند وعارفان ازین آواز حق تعالی را یافته اند وبدوام ذکر روز بروز صدا در ذکر
غالب میشود گاه گاه مثل سلسله جرس می یابند چنانچه حافظ شیرازی لسان الغیب اشارت فرموده اند

بیت کس ندانست که منزلگه آن یار کجاست ٭ این قدر هست که بانگ جرسی می آید ٭

وگاه گاه بانواع دیگر می آید وچون غلبه وی بکمال رسد سلطان ذکر گردد وآواز رعد و
صاعقه ظاهر شود ودر تمام اندام لرزه پیدا شود ومحویت وبیخودی ظهور گیرد وگاه گاه انوار نمودار
شوند مثل برق وستاره وماه وآفتاب وغیره اما سالک را باید که ملتفت باین انوار نشود زیرا که مقصود اعلی
نور ذات است که بی جهت وبی کیف است

طریق شغل بساط

باید دانست که در ام الدماغ نقطه ایست درخشان مثل آفتاب آنرا دل مدور گویند وصوفیه اخفی می نامند
وگویند که این شغل بلا واسطه از سرور عالم صلی الله علیه وسلم بحضرت خواجه معین الدین قدس سره
رسیده بود وحضرت ایشان را به برکت این شغل معراج معنوی حاصل شده بود وازهمین جا است
العلم نقطة طریقش آنکه چشم را بسته وزبان بکام چسپانیده ودم را بام الدماغ حبس کرده در آنجا
گرده هو هو بصورت آفتاب درخشان برنگ سرمئی سیاهی وسرخی مائل مثل
نقطه چشم تصور نماید وهم تصور کند که گرده مذکور منبسط بوده همه اعضا را محیط شده است
وگویا بدن سالک را محو ساخته وجود آن گرده هو که عین ذات بی جهت وبی کیف است

بجایش قایم گشته مصرع رفت او زمیان همین صد ااماند خدا؛ همین مرتبهٔ فنا را مسمے بروئیت و تجلی ذاتی و لاهوت محمدی گفته اند درین شغل اگر نور زرد نیز در نظر آید نور نفس و ناسوت است و اگر نور سرخ رخ نماید نور ملکوت و اگر نور سبز نماید نور جبروت است و اگر نور سیاه صرف سیاه است نور لاهوت است ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

فصل سویم در بیان مراقبات و انوار یکه در حالت ذکر و مراقبه پیدا میشود

طریق مراقبه بدانکه چون طالب از انوار ذکر جهریه و خفیه منور گردد و ذکر در رگ و پوست سرایت کند و جمعیت و محویت رو دهد مراقبات تلقین فرمایند و مراقبات بر اقسام اند هر انچه طالب را فایده بخشد و بمنزل مقصود رساند بعمل آرد درینجا چند مراقبه بیان کرده مے آیند

طریق مراقبه باید که بجلسه صلوٰة سر را بر زانو نهاده و قلب را از جمیع ماسوا الله نگاه داشته بحضوریت حق سبحانه تعالیٰ حاضر دارد اوّل اعوذ و بسم الله خوانده سه بار اَللّٰهُ حَاضِرِیْ اَللّٰهُ نَاظِرِیْ اَللّٰهُ مَعِیْ بر زبان تکرار نموده بعده سر بجیب مراقبه برده بدل معنی آن ملاحظه کند و تصور نماید یعنی بداند که الله سبحانه تعالیٰ حاضر و ناظر و با من است درین دانست چنان خوض نماید و مستغرق گردد که شعور از غیر حق بکلی برود تا از خود هم خبر نماند اگر بطرفة العین این علم برود مراقبه نباشد در ابتدای حال بتکلف مراقبه شود رفته رفته بجای رسد که باز داشتن از ان ممکن نباشد اما برین مرتبه بتدریج میرسند باید که تنگ شده ترک ندهد

مراقبهٔ دیگر بدانکه مرض دل سه چیز است تا بدان سبب بغیر حق مشغول است یکی حدیث نفس که مدام بقصد و اختیار خود در دل حدیث میکند خواه در ملا خواه خلا دویم خطره که آن بغیر قصد مے آید و مے رود سویم نظر بغیر یعنی علم باشیاء متکثره و اصل علاج آن مرض شغل باطن است و آن بر انواع است باید که اسم ذات در مقام حدیث نفس و اسماء صفات امهات در مقام خطره بنشاند و نظر دل بر جمال مرشد که خاص مظهر اوست دارد

مراقبهٔ رویت اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى با ملاحظه معنی صورت رویت حق تعالے خود را در ملاحظه

وارد و برآن مواظبت نماید تا وجدان صورت ملکه گردد **مراقبه معیت** وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ بالملاحظه معنی تصور نماید که او تعالی با من است بهر حال و بهر جا در خلا و ملا و دران مستغرق شود **مراقبه قربیت** نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ با ملاحظه معنی تصور نماید که او سبحانه قریب تر است از من بمن و دران محو شود **مراقبه وحدت** همه اوست هُوَ الْأَوَّلُ هُوَ الْآخِرُ هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ برزبان گفته با ملاحظه معنی تصور کند که هیچ نیست مگر اوست و دران مستغرق شود **مراقبه فنا** كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بالملاحظه معنی صورت یقینی فنا جمله موجودات و بقا آن ذات بی کیف تصور نماید و بچشم دل آنرا به بیند و دران محو شود تا که این معنی بوجه احسن جلوه گر گردد و فنا وجود سالک و اضمحلال عقل و علم رو نماید و دیگر **مراقبات بسیار اند** مثل أَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ایضاً كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ایضاً وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ایضاً وَفِيْ أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ایضاً هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ایضاً مراقبه آیات و مراقبه جمیع اسماء حسنی وغیره حاصل آنکه هر کلمه آیت کلام سبحانی که دلالت بر توحید کند در تصور معنی آن چنان خوض کند غرق شود که بجز ملاحظه آن هیچ نماند و دران مستغرق گردد همین مراقبه است **مراقبه دیگر** بعضے چشم کشاده نظر بسوی بالا یا مقابله خود در هوا اندازند و دران کوشند که پلک نزنند و ازین شغل انوار پدید مے آیند و آتش از پلک میخیزد و جمله اندام را میگیرد و عشق پیدا می آید و این را مراقبه هوامی نامند درین مراقبه بعضے اولیاء چشم در هوا انداخته سالها در عالم تحیر مانده اند **مراقبه دیگر** در حجره تنگ و تاریک چشم کشاده بر هوا دریک جا دارد انوار قدس بتابد و بحق برسد **مراقبه** بعضے صرف خاموش باشند و فکر میکنند که من نیم مگر اوست اگر درین معنی خوض کامل نماید بحکم آیه جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ انا و انت از دل بر آید و این راقریب تر است **مراقبه** بعضے آن ذات را محض دریای آب صاف و روشن ملاحظه نمایند و وجود خود را قطره آن دریا و دران مستغرق شوند **مراقبه** بعضے آن نور مطلق را دریای نور غیر متناهی تعبیر نمایند و خود را

قطرهٔ نور مستهلک دران دریای نور **مراقبه** بعضے آن را ظلمت محض قرار دهند و خود را ظل که در شب دیجور مستهلک دران بود دانند و امثال آنها این همه تمثلات و تصورات برای آنست که معقول باحساس عقول ضعیفه آید و آن ره بمقصود بردو الا ذات مطلق سبے بے کیف و بیچون و بیچگون و بی شبه و بے نمون پاک و منزه است ازین تصورات و تمثیلات و ادراکات تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ٥ و مقصود و مطلوب از همه حیلها افنا هستی موهوم است که بر دیدهٔ دل سالک حجاب از مشاهده وجود مطلق که حقیقت اوست گشته است چون بغلبه حال و استغراق افنا خویش حاصل آید هر قدر که از خود رفت با حق بپیوست پس حاصل آنکه سالک را باید که هستی و فعال و صفات حق بیند و دران مستغرق شود تا حقیقت او برو منکشف گردد و ره بمنزل مقصود برد **فائده** از اذکار جهریه و خفیه و سریه که تعلیم آمد چون بفضل الٰهی مرید ترقی کند و بکمال رسد مرتبه ذکر معنوی و حقیقی که آن را ذکر روحی و سری و ذکر مشاهده و معائنه نامند ظهور کند و حال مذکور روی نماید درین مقام سالک از غلبه نور عظمت الٰهی بیهوش شود چون بهوش آید خود را عاجز و حقیر بیند و طالب ترقی شود بعد ازان نور جمالی ظهور کند بغلبهٔ آن نور حواس خمسه سالک معطل گردند و آن نور را بغلبه دیده معنوی از دیده صوری مشاهده کند اگر آن نور تجلی بر دل سالک قرار گیرد اراده و فعل سالک موافق اراده و فعل حق گردد بحکم وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ هر چه بیند از حق بیند و هر چه بشنود از وی شنود و هر چه داند از حق داند و هستی حق را در جمیع اشیاء یابد و لسهو سے او شتابد این مرتبه قرب نوافل و مقام مشاهده است و این را حدے نیست درین مرتبه اول نظر معرفت سالک از صنع بصانع رود چون سالک باین مرتبه رسد بعد از کمال این مرتبه او را سالک مجذوب میگویند و او مصداق این حال میگردد بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ وَبِیْ یَعْقِلُ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ فِیْهِ بعده **بیت** علم حق در علم صوفی گم شود ٭ این سخن کے باور مردم شود و درین مرتبه بر دل سالک گاه گاه انوار آن تجلی مثل اجسام ظهور میکند و آن را نور حق داند اگر

اگر برین حال سالک قرار یابد و قیام نماید درین مرتبه دوم نظر معرفت سالک از صانع بصنع آید و تجلی ذاتی بر دل سالک وارد شود که دران تجلی آن نور را بے مانند و بے مثال بیند و ہستی حق داند و حق را بے حجاب اشیا مشاہدہ نماید و ہر فعلی و صفتی که از و یا از موجودات دیگر بظهور آید بیقین داند و ملاحظه نماید که این افعال صفات خلق افعال و صفات او سبحانه اند که از عالم ظاهر سے آیند اینمقام قرب فرائض است چون باین مرتبه رسد بعد از کمال این مرتبه او را مجذوب سالک می گویند که صفات و ہستی ذات حق را در ہمه اشیاء جلوه گر می بیند کما قال مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا وَرَأَيْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ و این مشاہدہ را نہایتے و پایانے نیست اگر ازین مرتبه ترقی در ترقی کند و از فضل الٰہی تجلی ذاتی با جمیع صفات وارد گردد سالک دران تجلی ذات جمع مستغرق شود درین مرتبه سوم ہمه صانع بود و ہیچ صنع نماند اینجا ظهور اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ پیش آید و سر مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بکشاید و جز ہستی حق در و ہیچ نماند پس سالک فنا بزیرد كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ظهور گیرد حق باقی ماند ہمیشه الآن کما کان درینجا معائنه نماید که بچشم روح که نور ذاتی حق است او را بے پرده بیند چنانکه رَاَيْتُ رَبِّيْ بِرَبِّيْ شاہد این معنی است که سالک ذات را بنفس ذات او تعالی معائنه کند و خود را در میان نیابد این را فنا گویند

بیان مراتب فنا

بدانکه فنا را درجات اند و در ہر درجه او را حدی است چنانکه ذکر را پنج درجه اند ذکر جسم ذکر نفس ذکر دل ذکر روح ذکر سر که ذکر آنہا بالا گذشت فنا را نیز پنج درجه اند اول در مرتبه غلبه ذکر زبانی که آن را ذکر جسمی گویند فنا صفات ذمیمه که صفات نفس اماره است در صفات حمیده که او امر شریف اند میشود دوم در مرتبه غلبه ذکر فکری که ذکر نفس است فناء خواهشات نفسانی که صفات نفس لوامه است بوجه آتش ربانی مے شود تا برا احکام طریقت استحکام یابد و طریق مکاشفه و الہام که مقام نفس ملہمه است مکشوف گردد سوم در مرتبه غلبه ذکر قلبی که آن را مرتبه میگویند فناء افعال و اوصاف موجودات در افعال

و اوصاف موجود مطلق میشود تا در حقیقت هر شے اثر و افعال حق ملاحظه نماید و اطمینان قلبی که مقام
نفس مطمئنه است حاصل آید چهارم در مرتبه غلبه ذکر روح که آنرا مشاهده گویند فنا ر کثرت در وحدت حق
میگردد تا بحدیکه در مشاهده او بجز ذات بحت حق هیچ نباشد این مرتبه مشاهده است پنجم در مرتبه غلبه ذکر
سری که آنرا لذت اذکار و نفور از خلق و معائنه میگویند فنا ر ذات خود سالک در ذات مطلق
گردد این معائنه است و این را فنا ر سالک میگویند که خود را هیچ وجه در خود نیابد بعد ازان چون یا فت
فنائیت هم نماند فنا الفنا گردد درین مرتبه باقی نماند علم نه ذات سالک راه حق و نه
حقیقت لِی مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ خبر ازین مقام دهد وَمَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَ الْحَقَّ ازینجا
رونماید **بیت** تو درین گم شو که توحید این بود ٭ گم شدن گم کن که تفرید این بود ٭
درین مرتبه سیر الی الله که مقصود سالک است و سیر فی الله که تصور سالک است تمام شده
بمطلب اصلی وصول یافته جمیع موجودات از ظهور خود بداند یعنی هستی سالک بالکلیه نماند اینجا حضرت
سلطان العارفین بایزید بسطامی میفرمایند که تا غایب بودم او را می جستم و خود را می یافتم اکنون
سی سال است که خود را می جویم و او را می یابم اگر تجلی این مرتبه در تمام عمر یک بار بر دل
سالک وارد شود او را ولی میگویند اما این مرتبه گاه گاه رونماید بعضے را در هفته یک ساعة
یا دو ساعة مانند یک مرتبه دو مرتبه وارد بشود و یا هر روز یک مرتبه دو مرتبه تا یک ساعة
و یا دو ساعة یا سه ساعة این فنائیت باقی ماند یا دو سه روز یا زیاده کم و این متعلق با حوال
عارفان است و هر یک را درینجا فهم و ادراک گذر ندارد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
پس هرگاه که او تعالی خواهد که سالک را ازین فنا ر بقا دهد بنور ذاتی خود او را باقی گرداند این مرتبه را
جمع الجمع میگویند که محل حیرت کبری است و این را مقام آخر گفته اند **فائده** بقا بالله
رجوع الی البدایت است یعنی در بدایت که در مرتبه تفرقه و ادراک من حیث تعینات است
نظر مبتدی غیر ظاهر بر مظاهر می افتد و این مقام موجب غفلت تمام هست و بعد از فنا
و بیخودی خود و بر آمدن از قیود و تعینات و تشخصات رجوع باز باعتبار تعینات می کنند

درین وقت نظر اوّل بر ظاهر که ذات مطلق است می افتد بعد از ان بموز آن ذات
بمظاهر تعینات و تشخصات را می بیند اگرچه هر دو مرتبه باعتبار تعینات بایک دیگر شریک اند.
امّا فرق ظاهر است که بیان کرده شد پس عارف هستی حق را در جمیع احوال و اوقات معائنه کند
هیچ شی او را حجاب نشود از رویت حق و رویت حق مانع نگردد از رویت اشیاء زیرا که عارف
بحقیقت انسانی خود که الوهیت است رسیده است چنانکه الوهیت را وجوب و امکان مساوی است
همچنان عارف کامل را حق از خلق و خلق از حق حجاب نشود وَمَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰهَ مَعَهٗ
و خلق را معدوم محض بیند. و حق را وجود مطلق و از علم حق خود را یابد که مطلق بقید آمده است
و از تقیدات خود را عبد شناخته لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ گوید درین مرتبه له
مرتبهٔ عبدیت [illegible] حق بوده بنده [illegible] ظاهر عبد باطن حق
بود این مقام [illegible] البرازخ می گویند وجوب امکان در و یا [illegible] اند که یکی بر دیگری
غالب نشود مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ و این حفظ مراتب
مقام اهل تمکین [illegible] است درین مرتبه عارف متصرف عالم گردد و سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ظهور پذیرد و صاحب اختیار باشد هر تجلی حق را که خواهد بر خود ظاهر سازد و به صفتی که
خواهد متصف بوده اثر آن صفات بظهور آرد درین مقام حال تابع سالک گردد زیرا که او
متصف بصفات حق و متخلق با خلاق الله گردیده و جمال اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
وَّبَاطِنَةً دیده و نور علی نور شده و این راه را حدی و نهایتی و پایانی نیست بیت

هیچکس این درد را درمان نیافت — هیچکس این راه را پایان نیافت
ای برادر بی نهایت درگهیست — هرچه بروی میرسی بروی مایست

فائده پس طالب صادق را باید که شب و روز در ذکر زبانی و دلی جهراً و خفیةً خلوتاً و جلوةً چنان
مشغول و مستغرق گردد که خود را در ذکر خود را فراموش سازد و محو گرداند بعونه تعالی چندان انوار و اسرار الٰهی
بر ذاکر جلوه گر شوند که در بیان نیایند و در اشراق آن انوار لذت جمال کور و تجلی حق بوصول [illegible] مقصود در

فائده اگر درینجا ہوشیار و مرقب باید بود چنان نشود کہ بنور غیر مقصود مائل شود و لذت گیرد و در خسارت افتد و از غیرت معشوقیت سوختہ گردد اگرچہ جلالی و جمالی ہمہ انوار حق اند غیرے را گنجایش نیست اما فرق مقام و حفظ مراتب واجب ہست و در محمودہ و مذمومہ فرق ضرور و مناسب است والا خوف کفر و زندقہ است نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْھَا لہذا علامت و آثار انوار محمودہ و غیر محمودہ باید دانست

بیان کیفیت انوار و آثار محمودہ و غیر محمودہ بدانکہ چون قلب سالک بذکر حق جاری گردد و ذکر در جوارح او سرایت کند و از ملوثات و کدورات ماسواپاک و مصفا و منقا گردد و نسبتے در بطے بروحانیت حاصل آید ورود انوار شروع میشود گاہ درخود دیابد گاہ در خارج از خود آنانوریکہ در دل خود یابد یا در سینہ یا در سریا در دست راست یا در دست چپ یابد و گاہ در تمام بدن این ہمہ انوار محمودہ اند و اما اگر در خارج از خود گاہ از زمین گاہ از جانب سر گاہ از پیش پیدا شود این ہمہ بہتر است مگر التفات را نشاید و بدانکہ اگر نور متصل کتف راست بہر رنگے کہ باشد ظاہر شود نور ملایک است و اگر نور سفید خالص ہست از کرام کاتبین است و اگر مردم سبز پوش و خوشرو و یا بصورت دیگر پاکیزہ ظاہر شوند ملائکہ اند کہ برای حفاظت تو حاضر اند و اگر نور غیر متصل از کتف راست یا برابر چشم راست پیدا شود آن نور مرشد ہست کہ رفیق راہ ہست و اگر نور از پیش ظاہر شود نور محمدیست کہ ہادی صراط مستقیم است صلے اللہ علیہ وسلم و اگر نور متصل از کتف چپ پیدا شود آن نور ملایک کاتب سیئہ است و اگر نور بے اتصال از کتف چپ ظاہر شود بہر رنگے کہ باشد آن نور ابلیس است و نور دنیا ہم میگویند علے ہذا القیاس اگر صورت یا آواز وغیرہ از چپ یا از پس باشد تلبیس ابلیس ہست بلا حول دفع کند و معوذتین خواندہ بدمد و التفات نکند و اگر نور از بالا یا از پیش ظاہر شود نور ملایک است کہ محافظ تو اند و اگر نور بلا جہت ظاہر شود و در خاطر دہشت آید و بعد از فنن او ہیچ حضور در باطن نیاید آن نور ابلیس و تلبیس است لاحول باید خواند و اگر بلا جہت ظاہر شود و بعد از فنن او حضور و لذت در باطن خود یابد و اشتیاق و طلب غالب و زیادہ گردد آن نور ملکوت ست

رَزَقَنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ واگر نور از بالا سینه یا بالا ناف پیدا شود رنگ آتش دود دار دآن نور خناس
دمنده وسواس وتلبیس ابلیس است اعوذ باید خواند واگر نور از درون سینه یا بالا دل یا بدان
نور صفا دل است واگر نور از دل سرخ یا سفید زردی آمیز پیدا شود نور دل است واگر خالص
سفید است آن نور روح است که در دل طالب تجلی کرده هستی خود را نموده واگر نور از جانب
سر است آن نیز نور روح است ونوریکه بصورت آفتاب باشد آن نور هم در روح است وبعضی
آنرا نور ذات گفته اما اگر از بالا است ذات است واگر مقابل است نور روح است واگر
بصورت قمر پیدا شود نور دل ونزد بعضی اگر مقابل است نور محمدیست صلی الله علیه وسلم
ونوریکه از جانب سلطانا محمودا وسلطانا نصیرا پیدا شود آن هم نور ذات است اما
طالب را باید که هیچ ازین انوار بجز نور مطلوب مشغول نشود وانشراح ولذت نگیرد بلکه در نور
الٰهی هم ترقی جوید که تجلیات الٰهی را انتهای نیست واگر تاریکی مثل سیاهی کاجل دگرد آن
خط نورانی خفیف تر ومکدر پیدا شود آن نور نفی است اگر بسوی او متوجه شود البته نفی حاصل آید
آن مطلوب است که از کدورت ماسوا مصفا گردد ودر هر تجلی آثاری وافعالی وصفاتی که
انوار آنها سفید وسبز وسرخ است محویت وفنا مطلق رونماید چون باز بخویش آید در دوشوق
وبیقراری عشق در ترقی باشد واز هر تجلی عروج نموده باقسام دیگر تجلیات بیابد واین کیفیت و
حال در قال نمی آید بر هر که گذرد داند بعد از کمال سیر عروجی تجلی ذاتی بر دل عارف جلوه فرماید آن
نور تجلی ذاتی برنگ سیاه مثل سیاهی چشم است ودران فناء الفناء عارف است بدانکه
در ابتدای این تجلیات انوار عالم ناسوتی بمناسبت اوصاف زنگار رنگ بر دل سالک ظهور گیرد
وسالک نیز مثل آن انوار نور مجسم بوده دران انوار سیر نماید لیس سالک را باید که از انها
لذت نگیرد ودران مشغول نشود وآن را صنعت حق دانسته وبرآن تیغ لا کشیده بشوق
تمام متوجه بسوی صانع که مقصود ومطلوب اوست گردد از امداد الٰهی بتوجه مرشد سالک تا آسمان
رسد ودرآنجا عجائب وغرائب سماویه ملاحظه نماید وبارواح انبیا واولیاء وفرشتها ملاقات نماید وملائکت را

باقسام اجسام یابد و همراه ملائک مثل آنها بر هر آسمان عروج کرده عجائبات آنها معاینه نماید پس مرید را باید که در سیر آنهم متوجه نشود و با درد و بیقراری عشق ترقی خواهد با مداد الهی از توجه مرشد بر عرش و کرسی برسد کرسی را پر از نور عرش و عرش را مثل خورشید درخشان یابد و از نظارهٔ غرائبات آنجا چشم را منور سازد پس سالک را باید که در تماشای آن نیز لذت نه گیرد و همه را در تحت لا کشد و با شوق و درد عشق طالب ترقی گردد درین مرتبه نفس مرید صفت عنصریه را گذاشته صفت اطلاق پیدا کند مگر تاهم برآن مطمئن نباید بود که هنوز خطره راه در پیش است و از ملاحظهٔ گوناگون اوصاف حق آتش عشق او سبحانه تعالی در دل مرید غلبه کند و عقل و هوش او را سوخته گرداند چون بخود آید بغلبهٔ شوق و اشتیاق باضطراب کلمات بیباکانه عاشقانه بر دل راند و نداند که چه میگویم درین حال از غلبهٔ عشق از جمیع تعلقات ماسوا الله مجرد گردد و طلب اشتیاق و بیقراری رو بترقی آرد اگر امداد الهی شامل حال است مرید ازین تجلیات جهتی کیفیتی عروج کرده تجلی حقیقی بے کیف و کم یابد و درآن محو و مستغرق گردد و از خود و ماسوا بیخبر شود و بجز حق نه بیند و بیقین داند که حق است چون باز بخویش آید از فنا خود زیاده تر درد اشتیاق وصال محبوب حقیقی در خود یابد و در سکر و نشهٔ آن حق را در تقیید خود یافته کلمات منصورانه بر زبان آورده نداند که چه میگویم و این تجلیات افعالی و صفاتی بود بعد ازان از امداد الهی بتوجه مرشد باوجود درد بیقراری عشق مرید بر و تجلی ذاتی مطلوب حقیقی جلوه فرماید درین مقام مرید چنان از هستی خود رود که علم فنائیت هم نماند و فنا الفنا پیش آید بعد ازین فنائیت بقائیت حقیقی مرید را حاصل آید و حفظ مراتب رود و خلافة حق بالید چنانچه گفته شد

باب دویم در بیان اذکار و اشغال حضرت عالیه قادریه جیلانیه رحمة الله تعالی علیهم اجمعین

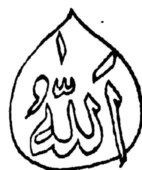
فصل اول در اذکار بدانکه درین خاندان عالیه طالب را اول کلمهٔ طیبه زبانی بجهر متوسط ارشاد فرمایند باین طریق که کلمهٔ لَا اِلٰهَ را با مد و شد از اندرون خود کشیده ضرب اِلَّا اللّٰه بر دل ضرب کند باین طور روز و شب در خلوت و ورزش نماید هر قدر که تواند تکرار نماید و در آخر صد بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یک بار بگوید و بهتر است

که یک ہزار و یک صد و یازده بار در یک جلسه بگوید چون درین مزاولت نماید بعرصه چند اثر آن که لذت ذکر و محویت و بیخودیست ظاہر شود بعد از ان طریق ذکر نفی و اثبات تلقین نمایند باین طریق که در خلوت رو بقبله با ادب تمام دو زانو بنشیند و ہر دو چشم بہ بندد و لا نفی را از زیر ناف بقوت و شدت برون آرد و دراز کشیده تا بکتف راست رساینده لفظ اِلٰہَ را از ام الدماغ برون دہد و اِلَّا اللّٰہُ را بقوت بر فضا روی دل ضرب زند و از لا اِلٰہَ نفی معبودیة و مقصودیة و موجودیة غیر الله ملاحظه نماید تا وجود غیر از بصیرت او منفی گردد و از کلمه اِلَّا اللّٰہُ اثبات وجود مطلق او تعالے نماید **طریق حبس نفی و اثبات** بدانکه نفس را از زیر ناف حبس کند و حرف لا را بملاحظه نفی ما سوا از ناف بخیال بر آورده و برابر پستان راست برده لفظ اِلٰہَ را از دماغ بیرون دہ اِلَّا اللّٰہُ بر دل ضرب نماید و وقت گذاشتن نفس مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ باہستگی و نرمی بگوید و بسینه اشاره کند روز اول سه بار بعده یک یک بار بتدریج زیاده کند تا دو صد و زیاده ازین بیاید فائده حبس بیان کرده شد **طریق پاس انفاس** بدانکه وقت بر آمدن نفس لَا اِلٰہَ و وقت فرو رفتن اِلَّا اللّٰہُ از دل بگوید **طریق اسم ذات باضربات** بعده اسم ذات را باضربات ارشاد نمایند طریقش آنکه در یک ضربی لفظ مبارک اَللّٰہُ را با شد و مد جہراً بقوت تمام بر دل ضرب نماید بعده توقف کند تا دم قرار گیرد و باز ہمان طور ضرب زند بچنین معمول دارد و ورزش نماید و در دو ضربی اسم ذات موصوف را یک بار بر زانو راست و دیگر بر دل بزند و در سه ضربی آن اسم را یک ضرب بر زانو راست و دیگر بر زانو چپ سوم بر دل بشدت و جہر بزند و در چہار ضربی ضرب اول بر زانو راست دوم چپ سوم در پیش خود چہارم بر دل بزند لیکن در یک ضربی و دو ضربی دو زانو و در سه ضربی و چہار ضربی جلسه بر ربع بنشیند

فصل دوم در بیان اشغال قادریه ٭ طریق شغل اسم ذات خفیه

بعده ذکر اسم ذات خفیه فرماید طریقش آنکه زبان را بکام چسپاند و بدل ہر قدر که تواند

شب و روز ہمین تصور باشد تا پختہ شود و بی تکلف جاری گردد و اگر با س انفاس بذکر اسم ذات
نماید طریقش آنکہ اسم ذات را بالا از ناف تصور نمودہ لفظ ہو را بخیال دراز کردہ از افلاک بگذرانند
ہمین طور بہر دم اشتغال نماید و طریق ذکر ارّہ کہ شغل مخصوص این خاندان است بالا ذکر یافتہ
شغل برزخ اکبر و این چند نوع است اول آنکہ حبس دم کردہ نظر درمیان دو ابرو دارد۔ نوع دوم
نظر درمیان ہوا دارد نوع سوم چشم راست کشادہ و چشم چپ بند کردہ و دریدۂ
راست بینی ملاحظہ نور بے کیف وجود مطلق کہ منزہ است از تقییدات نماید تا ظاہر گردد و فنائے
حقیقی حاصل آید اما بشرطیکہ ہر نوع کہ عمل نماید پلک نزند و یقین بر آن کند کہ ہر چہ می بینیم
و می یابم مقصود من است انشاء اللہ بمقصود خواہد رسید **شغل اسم ذات طریق**
شغل اسم ذات آنکہ در پارچہ کاغذ شکل قلب صنوبری برنگ سرخ یا نیلگون کشیدہ



و دران لفظ اَللّٰہ را بآب طلا یا نقرہ بنویسد و پیوستہ نظر بران دارند تا آنکہ نقش این اسم
در دل پدید آید یا صورتِ ہمی را بر صفحۂ دل بنویسد و مدام متوجہ بآن باشد تا غیب از حواس پدید آید
طریق شغل دورہ قادریہ آنکہ رو بقبلہ باادب دو زانو نشستہ ہر دو چشم بند نمودہ و زبان را
بکام چسپانیدہ بحضور قلب تصور نماید یعنی بزبان دل اَللّٰہُ سَمِیْعٌ بملاحظہ نور خط نورانی از ناف
بر آوردہ تا بوسط سینہ کہ مقام لطیفہ سر است رساند و از سینہ اَللّٰہُ بَصِیْرٌ را بر آوردہ تا بدماغ برساند
و از ام الدماغ اَللّٰہُ عَلِیْمٌ بر آوردہ تا بعرش رساند باز اَللّٰہُ عَلِیْمٌ از عرش تا بدماغ
وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ از دماغ تا بسینہ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ از سینہ تا بناف آرد این جملہ یک دورہ گردید بعدہ
باز از ناف شروع کند و درجہ بدرجہ بطور مذکور بطریق عروج و نزول کردہ باشد بعضے بزرگان ہمراہ
این کلمات مذکورہ اَللّٰہُ قَرِیْبٌ زیادہ کنند برین تقدیر اَللّٰہُ قَدِیْرٌ را تا آسمان چہارم برند وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ
را تا بعرش رسانند و در اینجا چندے قرار کنند ثمرات و کیفیات این شغل بقلم نمی آید ہر کہ کند داند

بعد از حصول ثمرات ذکر و شغل مراقبہ تلقین فرمایند

فصل سوم در مراقبات قادریہ

مراقبہ مشتق از رقیب است و رقیب نگاہبان را گویند پس دل را از یاد ماسوا و خیال غیر حق نگاہدارد طریقش آنکہ

ہر آیت و کلمہ کہ مراقبہ آن منظور باشد آن آیت یا کلمہ را تلفظ نمودہ باادب تمام دو زانو بند لب و

بجارت خود رو بقبلہ بنشیند و دل را از ماسوا خالی نمودہ در تصور معنی آن خوب خوض نماید

چندانکہ دران مستغرق گردد و اصل در مراقبہ حدیث شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

است یعنی اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ و از آیات

کلام اللہ شریف گویا کہ سر ہمہ مراقبات است کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ

وَالْاِکْرَامِ طریقش آنکہ ذات خود را مردہ و بوسیدہ و خاکستر شدہ تصور نماید و داند کہ بادہا را

جابجا میگردانند و آسمان را شگافتہ و تمام عالم را برہم درہم چنانکہ روز قیامت فانی خواہد شد

ملاحظہ نماید و ذات مطلق اللہ تقدس و تعالی را موجود و باقی داند درین شغل مشغول ماند تا وقتیکہ نتیجہ او

کہ محویت و بیخودیست بوصول انجامد مراقبہ دیگر اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ انوار الٰہی را کہ در

ہر مکان و زمان موجود است چنانکہ وجود ہستی او کہ ہر جا ثابت است ملاحظہ نماید و مستغرق گردد و ہمچنین

مراقبہ آیت اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ ایضا اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا

یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ و دیگر کلمات مراقبہ کہ سابق

مذکور شدہ از انجا گیرند پس ہرگاہ کہ ثمرات این مراقبات مترتب شوند و کیفیات و انوار آنہا مشہور

گردد مراقبہ توحید ارشاد فرمایند **مراقبہ توحید** و آن بر انواع است اول مراقبہ توحید افعالی طریقش

آنکہ حرکات و سکنات تمام عالم را حرکات و سکنات حق داند و فاعلان صوری را بمنزلہ آلات و حق را

فاعل مطلق تصور نماید چون بروجہ کمال برین حالت ملازمت کند ثمرات عجیبہ و اخلاق پسندیدہ بہ بدا

آید و خوب و زشت در نظر شان یکسان گردد نظم

مردان قفس ہوا شکستند ✿ از نیک و بد زمانہ رستند ✿ در بحر فنا چو غوطہ خوردند ✿ جز حق ہمہ را وداع کردند

دوم مراقبہ توحید صفاتی است

و آن اینکہ صفات خود و صفات موجودات را پرتو صفات حق داند

و دران مستغرق گردد ثمرات آن نیز در بیان نمی آید مجمل آنکه صاحب این مراقبه خود را مصدر کثرت که در عالم است
میداند و صورتش آنکه بدن خود را فراخ و پهنا می یابد باین مرتبه که از فرش تا عرش تمام عالم را در گرفته
است و همه عالم را در خود می بیند و درین حالت کیفیت عالم برو منکشف گردد و آن کشف او
مطابق واقع باشد لیکن درین توقف نکند و قصد ازان با نوار کند که حجاب ذات است
گاه انوار رنگارنگ ظهور گیرند و انهم حجاب ذات بحت اند ازان هم ترقی جوید و حجاب های
انوار سخت تر اند بدرگاه الهی بعجز و انکسار استمداد نموده بنظر خیالی ازان بگذرد و آخر این حجب
جمالی است لطیف بی لون که آنرا بنسبت بیرنگی تعبیر نمایند آنجا نیز گاهی توقف میشود
و بعضی آنرا مقصود اصلی دانسته در آن مرتبه توقف میکنند و اگر امداد الهی و جذبه غیبی شامل حال است
تمام حجاب طی شوند و بمرتبه معرفت ذات بحت بیچون برسد و در آنجا حالات عجائب و غرائب
پیش آید و این را سیر فی الله گویند و این را پایانی نیست و همین مقام را انتهای سلوک
و معرفت فرموده اند و الله یؤتی من یشاء **سوم مراقبه توحید ذاتی** که همه ذوات را حق داند و غیر
او را موجود نداند محققان حال این مراقبه را منع فرموده اند که فهم آن بدون وجدان
راست نیاید بطریق اجمال دائما درین حال باشد بعنایت الهی رفته رفته بروجه کمال کشف
خواهد شد و در ابتداء حال بتفتیش و استیقان مشغول نشود **فائده** باید که در مراقبه بغایت ملازمت
و مشق نماید تا حاصل آید که دل ازان بتکلف باز توان داشت بلکه دل ازان باز داشتن ممکن نباشد
و ازان حالتی و حضوری و محویت و نفی خود و عالم و اثبات حق پیدا آید و اگر یک لحظه موقوف شود
خوف هلاکت او باشد **طریق کشف ارواح و ملائکه و هر روحی که باشد**
پس طالب را باید که طرف راست گوید سبوح و چپ قدوس و طرف آسمان رب الملائکة
و در دل والروح ضرب کند هزار بار بگوید و توجه بمطلوب کند پس آن روح در بیداری یا در
خواب ملاقی شود و اگر ده هزار بار گوید زود بمقصود رسد **ذکر برای کشف آینده**
راست یا احد چپ یا صمد بگوید هزار بار و نیز سر را بجانب کتف راست گرداینده

یا حیُّ و در دل یا قیّومُ ضرب کند و برای دفع بلا همین کند هزار بار ذکر برای شفای مریض
در راست یا احدُ در چپ یا صمدُ و طرف آسمان یا وترُ و در دل یا فردُ هزار بار بگوید۔

ذکر برای حصول امور مشکله و کشف وقائع آینده بعد تهجد هزار بار بطرف راست
یا حیُّ و در چپ یا قیّومُ و بآسمان یا هوُ و در دل یا اللهُ ضرب کند و دعا کند

ذکر برای کشف قبور اول بست و یکبار یا سُبُّوحُ بگوید و بطرف آسمان یا روح
و بر قبر یا روحُ و بر دل یا روحَ الروحِ ضرب کند حال میت معلوم شود علانیه یا در خواب

طریق دیگر نزدیک قبر بنشیند اول فاتحه بر میت خواند بعد ازان بطرف آسمان
اکشف لی یا نورُ باز بر دل ضرب کند اکشف لی یا نورُ بعده بر قبر ضرب کند عن حاله و متوجه بقلب شود

ذکر کشف روح مبارک صلی الله علیه وسلم صورت مثالیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم را
تصور نموده درود خوانده بطرف راست یا احمدُ و چپ یا محمدُ و در دل یا رسول الله
ضرب کند هزار بار بگوید علانیه و یا در خواب ازین دولت دیدار مبارک مشرف شود

ذکر برای آمدن حاجت هر مشکلی و مهمی و حاجتی که پیش آید اسمی از اسماء حسنی
مطابق حاجت خود گرفته بذکر سه ضربی یا چهار ضربی مشغول شود مثلاً برای کشایش رزق
یا رزّاقُ و برای شفای مریض یا شافی و برای حفظ موذیات یا حفیظ و برای گرسنگی
یا صمد و برای دفع دشمن یا مذل و برای دفع بلا و انشراح خاطر یا حی یا قیوم و علی هذا القیاس

باب سوم

در اذکار و اشغال و مراقبات حضرات طریقه عالیه نقشبندیه رحمهم الله تعالی

باید دانست که چون طالب صادق بتوفیق الٰهی متوسل بزرگی از بزرگان این سلسله عالیه شود
اول الامر استخاره فرمایند پس از دو حال خالی نباشد یا اجازت یا منع در صورت اجازت باو مشغول
شوند و الا جواب دهند که قسمتش بجای دیگر است و نیز توجه مرشد تام بمقام استخاره میشود

طریق استخاره آنکه بعد نماز عشا وضو تازه کرده صد و یک بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ بصدق تمام بخواند بنیت
آنکه انچه از من تقصیرات ظاهری وباطنی صادر شده از جمله توبه کردم واز سر نو مسلمان شدم بعده
دو رکعت نماز استخاره باین نیت که از حق تعالی می خواهم که بر اتباع شریعت رسول الله صلی الله علیه
وسلم بوسیله مرشدم محکم دارد ودو رکعت در اول بعد فاتحه آیة الکرسی ودر دویم با فاتحه قل یا ایها
الکفرون بخواند بخشوع وخضوع تمام ادا نماید وبگریه وزاری پردازد بعد سلام نماز صد ویک بار
کلمهٔ تمجید خوانده ودست برداشته دعا کند چون خواب غلبه کند برزمین بخسپد واگر معذور است
اختیار دارد بعده انچه در خواب اشارت شود از مرشد بیان کند واگر در روز اوّل بشارت نشود
سه روز بکند وبر استخاره نظر بر قلب خود کند اگر قلب در اعتقاد همچنان محکم است که سابق ازین بود
همین بشارت است پس مرشد اخذ بیعت او را تلقین ذکر اسم ذات بواسطهٔ لطائف سته نماید
باین طریق که زبان را بکام چسپانیده هر دو چشم بند نماید وبزبان خیال از دل صنوبری بگوید
بهیچیکه این اسم را غیر ذات نداند واین حیثیت را بوسع خود در حال نشست وبرخاست از دست ندهد

بیان لطائف سته وطریق ذکر آنها باید دانست که لطائف شش اند یعنی شش
موضع اند در جسم انسان که پر فیوض وپر انوار ومشتمل بسیار برکات اند اول لطیفهٔ قلبی که مقام او
دو انگشت فروتر زیر پستان چپ است ونور او سرخ است دوم لطیفهٔ روحی
که مقام او دو انگشت فروتر زیر پستان راست است ونور او سفید است سوم لطیفه
نفس که موضع آن زیر ناف است ونور او زرد است چهارم لطیفه سرّی مقام آن
مابین سینه ونور او سبز است پنجم لطیفه خفی مقام آن بالای ابرو ونور او نیلگون است
ششم لطیفه اخفی محل آن امّ الدماغ است ونور او سیاه است مثل سیاهی چشم

فائده بدانکه این لطائف شش گانه را به ترتیبی که مذکور شد بخوبی ذکر باید نمود حتی که
خود بر ذکر آنها واقف شود ومرشد بهمت تمام بالقاء آن ذکر در لطیفه مرید متوجه شود
وا[illegible] دعا از حق نماید ومرید را بگوید که زبان را بکام چسپا نهده از زبان قلب اسم ذات را بی حرکت

فائده [margin note, illegible handwriting] ... علی صلاتهم دائمون ... الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ... ۱۲

زبان بگوید وخود بقوت وہمت تمام توجہ کند یعنی ذہن قلب خود را بر قلب مرید تصور نماید
وخطرہ غیر را آمدن ندہد وبجذبہ قلبی قلب مرید را بطرف خود کشد تا از اثر توجہ او در لطیفہ
مرید جنبش پدید آید وذکر جاری گردد ونور ذکر در دل مرید توسّط پیدا کند ونسبتی وحضوری
بحضور حق تقدس وتعالیٰ ظہور گیرد وباین حیثیت تا یک ساعت کم زیادہ بحال مرید متوجہ باشد
وارواح متبرکہ اکابر این سلسلہ را شامل حال خود دانستہ این تصرف را از امداد ایشان داند

فائدہ بدانکہ این دل صنوبری آشیانۂ قلب حقیقی است کہ از عالم امر است مسمی بحقیقت
جامع ونیز چون مرید متوجہ بقلب شود عادت اللہ جاریست کہ از مبدأ فیض بواسطہ قلب حقیقی
فیض میرسد چون مشق لطیفہ قلبی باتمام رسد وفناء قلبی حاصل آید ہمین طور لطایف باقی را
جداگانہ مشق نماید وفناء لطائف عبارت ازان است کہ دران لطیفہ استغراق بہم رسد
وتکلف نماند وگاہے میباشد کہ مرید را در لطیفہ قلبی تجلیات رو مید ہند امّا باید کہ بوسع امکان
خود را مغلوب تجلے نسازد بلکہ تنزیہ او تعالیٰ را بنظر قلبی متیقن خود سازد ودرین لطیفہ قلبی
نفی واثبات صغیر میفرمایند طریقش آنکہ ہر دو چشم وہر دو لب بند کردہ ودم را از ناف آوردہ
در قلب حبس کند وکلمہ لا را از ناف برآوردہ تا گلو رسانیدہ الہ را از گلو تا لطیفہ روحی فرود آوردہ
ضرب الا اللہ بر قلب بزند بحیثیتی کہ اثر ذکر بر ہمہ لطائف برسد وملاحظہ نفی ماسوا اللہ واثبات
ذات مطلق بے کیف کردہ باشد اول در یکدم سہ بار بعد ازان درجہ بدرجہ برعایت عدد طاق
یک یک زیادہ کردہ باشد تا بست ویک بار رساند ومدوشد نگاہدارد تا اثر ظاہر گردد واگر
اثر ظاہر نشود دلیل بیحاصلی است باز از سر نو شروع کند واثر ذکر آنست کہ در وقت نفی وجود
بشریت منفی گردد ودر اثبات آثار جذبات الٰہی ظہور گیرد درین ذکر چندان مشغول شود کہ مذکور
بر دل ذاکر مستولی شود ونام معشوق ہم فراموش کند ومستغرق بجلوہ معشوق گردد

طریق شغل لطائف ستہ اینست کہ دم را از زیر ناف بہ
کشیدہ بہمان لطیفہ کہ شغل آن باید نمود قرار دہد ودر ذکر اسم ذات اللہ اللہ بالاحظہ معنی وتوکز مقام

چندانکه دست دهد مشغول شود و این اسم را غیر ذات نداند و ذکر این مقامات بدون حبس دم هم میکنند
و ذکر همان اسم ذات است **وطریق ذکر جاروب** این لطائف این ست که دم را بشدت
تمام بملاحظهٔ اسم ذات بدون حبس دم از همان لطیفه که جاروب آن کند کشیده باز ضرب هو
بهمان لطیفه زند چنانچه اگر جاروب لطیفه قلبی کند دم را بشدت تمام از قلب با ملاحظه اسم ذات
کشیده تا موضع روح رسانیده ضرب دم بملاحظه هو باز بر دل بزند و بهمین طور جاروبهای دیگر
لطائف هستند در عمل آوردن شطری ست **وطریق ذکر اره** این لطائف این ست که دم بشدت
تمام بملاحظه اسم ذات از همان لطیفه که اره او ورزش نماید واژگون کشیده باز ضرب هو یعنی
بملاحظه هو بهمان لطیفه بزند چنانچه در جاروب لطیفه قلب گفته شد اما چون از مشق لطائف ستہ
فراغ نماید و ملکه حاصل آید بعده مرشد فرماید که جمع همت نموده متوجه بهمه لطائف یک مرتبه شود
و مرشد نیز توجه نماید تا همه لطائف بخوبی جاری شوند اگر در سیر لطائف چیزی از تجلیات وغیره
پیش آید در آن متلذذ بوده مستغنی نشود بلکه طالب ترقی شود **فائده** بدانکه در اصطلاح ایشان
این سیر را سیر لطائف میگویند چون این سیر تمام شود سلطان الذکر فرمایند **طریق سلطان الاذکار**
مرید را باید که از سر تا قدم متوجه بهر بن موی وجود خود شده ملاحظهٔ اسم ذات نماید و مرشد نیز
بهمت تمام و کمال متوجه بر همه اجزاء مرید شود و این شغل را چندان کند که از هر بن موی بدن
ذکر جاری گردد حتے که اگر خود را غافل سازد ممکن نباشد تا اینجا اذکار متضمن بلطائف سته وغیره بود
تمام شد چرا که نزد مشائخ این سلسله قطع این راه جمله سفت قدم است پنج ازان از عالم امر
که قلب و روح و سر و خفی و اخفی اند و دو از عالم خلق که نفس و قالب اند و قالب مرکب بار بعہ عناصر
است درین صورت ده لطیفه شد شروع سلوک از قلب که از عالم امر است میکنانند
نصف دائرہ گذاشته اند از برای همین اقرب است و لطائف قالب یعنی اربعه عناصر را
در ضمن لطیفه نفس سلوک میفرمایند بعد ازان ذکر نفی و اثبات را ارشاد نمایند **بیان طریق نفی
و اثبات** بدانکه از قدیم بناء این طریقه و کمالات ولایت بر همین ذکر است و ذکر اسم ذات

در لطائف ستہ از تجویز قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ است **طریق شغل نفی و اثبات** آنکہ چشم را بستہ و زبان را بکام محکم نمودہ نفس را از زیر ناف بر آوردہ در دماغ قرار دہد و حرف لا را از ناف کشیدہ تا ام الدماغ رساند و از انجا الٰہ را بجانب لطیفہ روحی فرود آوردہ ضرب الا اللہ بر دل زند و از لا الٰہ نفی ماسوا اللہ تصور کند و از لفظ الا اللہ اثبات ذاتی ملاحظہ نماید مبتدی لا معبود الا اللہ و متوسط لا مقصود الا اللہ و منتہی لا موجود الا اللہ تصور کند و منتہائی عدد در یک دم بست و یکبار است اگر اثر این شغل کہ بے تعلقی از ماسوا است در دل پیدا آید شکر بجا آرد و الا نہ باز از سر نو شروع کند تا اثر حاصل آید **طریق** اذکار تکرار اسمی تمام شد اکثر سلوک مشائخ نقشبندیہ تا باینجاست بعد ازان مراتب مراقبات و اذکار کہ مذکور میشوند اول مرید را فنا در افعال کہ آنرا مراقبہ توحید افعالی میگویند تلقین فرمایند **مراقبہ توحید افعالی** طریقش آنکہ مرید افعال خود را و جمیع موجودات را مظہر افعال حق داند و در ہمہ اشیا او را فاعل مطلق تصور نماید فاعلیت غیر از نظر برخیزد بعدہ **مراقبہ فنا صفات** کہ آنرا مراقبہ توحید صفاتی می گویند ارشاد نمایند یعنی ہمہ صفات خود را و صفات جمیع موجودات را در صفات حق مستہلک داند حتے کہ مصداق حدیث قدسی کُنْتُ لَہٗ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ الخ گردد بعدہ **مراقبہ فنا ذاتی** کہ آنرا مراقبہ توحید ذاتی میگویند طریقش آنکہ مرید را باید کہ در اندرون قلب حقیقی کہ سراسر نور است نظر اندختہ ذات خود را و ذات ہمہ موجودات را مظہر ذات حق داند و ذات بے جہت و بے کیف را در آفاق و انفس یعنی در اندرون بیرون خود حاضر داند و جز او کسی را نہ بیند ازین دانش گاہی غافل نشود و اگر غفلت آید باز رجوع باین معنی شود تا آنکہ در انوار مشاہدہ اش مستغرق گردد و بجز ذات مطلق خود را و غیر خود را نیابد بدانکہ بعضے بزرگان برای تکمیل این نسبت مراقبہ توارد میکنانند طریقش آنکہ حقیقت جامعہ را مثل آفتاب خیال کند و جمیع موجودات را انوار تصور نماید کہ در مقابلہ آن آفتاب اند و تمام انوار بنور واحد منور گردیدہ اند و دران موجودات بجز یک نور نیست اگر این مراقبہ بکمال رساند وجود مطلق را در جمیع افراد ساری

درجمیع افراد ساری دیده دیگرے را موجود نه پندارد مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ
جز اینمقام است و تمام اشیا را لغلبهٔ شهود احاطه معیت او تعالی عین او تعالے یابد این را در اصطلاح
این قوم توحید وجودی میگویند این ولایت متعلق بلطیفهٔ قلب است که از عالم امر است و محیط همهٔ اشیا
یعنی این ولایت از و میخیزد و اگر همهٔ اشیا را از نظر انداخته و گم کرده مشاهدهٔ جمال لایزال حق رو نمود
این نسبت را توحید شهودی میگویند و این ولایت علاقه بلطیفهٔ روح اعظم که محض نور است میدارد
و این هر دو مرتبهٔ ولایت خاصه اولیا است است درین مرتبه علم لدنی و مرتبهٔ قطبیت و ابدالیت
وغیره امور دیگر حاصل میگردند وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ چون این نسبت بکمال رسد مرید را باید که
برین تجلیات و مشاهدات لذت یافته قرار نگیرد بلکه طالب ترقی شود اگرچه این هم کمال و سیت
اما درین مرتبه نوعی شرکت مفهوم میشود تا وصول مطلوب حقیقی بے تلبیس اشیا باشد بعده مرید را
باید که بامداد توجه مرشد خود را از غلبات این تجلیات و مشاهدات و واردات اگرچه لطیف باشد
و آنچه ذهن نشین است از حق باشد یا از غیر حق خالی و صاف سازد و بتلقین مرشد بمراقبهٔ نایافت
و ورا الورا مشغول شود **مراقبه نایافت** طریقش آنکه لطیفهٔ سری را از واردات مذکوره
خالی ساخته نظر امن بر آن دارد و حق تعالے را به تنزیه تمام تصور نماید و هرچه در ذهن و خیال
او باشد از همه پاک و منزه و بے جهت و بے کیف او الطلبه تا هیچ در نظر او غیر مطلوب نماند حتی که بحز
نور یقین معلوم هیچ نماند همچنین تنزیه بلا نهایت رساند و هیچ جا قرار نگیرد **بیت** ای برادر
بے نهایت درگهی است ؛ هرچه بروے میرسی بروی مایست ؛ چون حاجت لطیفه نماند و آئینه
سری از توجهات و تصورات صاف و مصفا شد و بی جهتی و بے کیفی رو نمود مرتبهٔ نایافت
و ورا الورا و ولایت اخص که ولایت ملایک مقرب است بوصول انجامید و این و تمامیه متعلق
بلطیفهٔ سر است واللّٰه اعلم **بیت** هر کرا از فضل حق باشد مدد ؛ این همه لعنار حق او را رسد
بدانکه چون مرید لطیفهٔ سری را از تجلیات اگرچه مشاهده باشد خالی ساخت داخل
دائرهٔ حقیقی شده لیکن چون از حقیقت آگاه نیست از ارباب جهل است پس اگر امداد الهی

و جذبہ معنوی شامل حال است جمیع مراتب عنصری و نوری را طے کردہ آید بعد از مرتبہ نایافت
وراء الوراء حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص کہ ولایت انبیا علیہم السلام است
روے نماید پس وصول این نسبت محض سعی در خلو متخیلہ باطنہ من جہت حقیقت از یافت
حق و غیر حق است حاصل اینکہ اول ولایت خاص اگرچہ ولایت است لیکن درین ولایت
وجود غیر در نظر است یعنی تمیز در ظاہر و ظاہر باقی است پس ازین نسبت مرتبہ
عالیۃ الشان بوی شرک می آید و در ولایت اخص اگرچہ تنزیہ است کہ جمیع مراتب ذاتیہ و صفاتیہ
و کمالیہ خود را مظہر ذات و صفات و کمالات حق تعالی می بیند و بجز مظہریت ہیچ نمی یابد
و تنزیہ او میکند اما تنزیہ سایر الناس بیش ترتبہ علو انبیاء علیہم السلام حکم تشبیہ دارد
پس دل را از حضور غیبت کہ نزد ایشان غیر حق است و او تعالی از ملاحظہ تنزیہ نیز منزہ و پاک است
تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا از ہر دو خیال خالی سازد و طالب ساقی شود تا تجلی
بی کیفی و بی جہتی بر دل مرید وارد بشود و تجلیات انوار قدم متجلی گردد ہرچند خلو زیادہ دخل
در دائرہ این ولایت بیشتر بعد از ان کمالات نبوت انبیا علیہم السلام است و حقیقت این
مرتبہ خارج از تحریر و تقریر است محققان این قدر فرمودہ اند کہ اگرچہ ولایت انبیا و نبوت ایشان
ہر دو در دائرہ اصالت اند و ہر دو از ظلیت خالی و بری لیکن این قدر ہست کہ در ولایت وصول
بحقیقت صفات حضرت عزت جل شانہ است و در نبوت وصول بحقیقت ذات بحسب تفاوت
مراتب استعداد چنانکہ فرمودہ قولہ تعالی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ رزقنا اللہ
وایاکم چون این نسبت بکمال رسد ملاحظہ از میان برخیزد و بمقام حضور در حضور و نور علی نور برسد
کہ مرتبۂ بقا باللہ است **ذکر مراتب اذکار و اشغال علیۂ نقشبندیہ**
بطریق اجمال و اختصار بقلم آمدہ اگر بتفصیل باید از کتب ایشان مثل
نسخہ متبرکہ انوار محمدیہ مصنفہ حضرت مولانا و استادنا مولوی شیخ محمد فاروقی
تھانوی سلمہ اللہ تعالی کہ خلیفہ خاص حضرت مرشدم و ہادیم قطب الاقطاب

مولانا میانجیو نور محمد شاہ جھنجھانوی اند قدس اللہ سرہ باید جست اما در بیان اشغال طریقہ احمدیہ حضرت
شیخ عبد الاحد را مکاتیب اند از انجملہ مکتوبی مسمی بکحل الجواہر بغایت متین است و نیز طریق تحصیل مراتب سلوک این
طریقہ بتفصیل تمام باحسن وجوہ در رسالہ **انہار اربعہ** مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ کہ بغایت پسندیدہ است مرقوم است فقط اکنون بعضے کلمات مصطلحہ
حضرات نقشبندیہ کہ بنا بر این طریقہ بران است تعلم مے آید باید دانست و یاد باید داشت
و آنرا پیشوائی خود باید ساخت و آن این است ہوش در دم نظر بر قدم سفر در وطن
خلوۃ در انجمن یاد کرد باز گشت نگہداشت یادداشت وقوف زمانی وقوف عددی
وقوف قلبی یازدہ کلمہ اند **ہوش در دم** عبارت از انست کہ ہمیشہ
ہوشیار و آگاہ بر نفس خود باید بود تا کہ دم بغفلت نہ بر آید و این شغل دافع تفرقہ نفسی است
نظر بر قدم آنست کہ در آمد و رفت راہ ہر جا کہ باشد نظر بر پشت پا دارد تا نظر پراگندہ
نشود و بجمعیت اقرب باشد و در ابتدا دل تابع نظر است و پریشانی نظر در دل تاثیر میکند
و شاید نظر بر قدم اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع مسافت ہستی و طی عقبات خود پرستی یعنے
نظر او ہر جا کہ منتہی شود فی الحال قدم بر آن نہد **سفر در وطن** آنست کہ سالک در طبیعت بشری
سفر کند یعنی از صفات ذمیمہ بصفات حمیدہ بر آید کہ معنی تخلقوا باخلاق اللہ است
خلوت در انجمن آنست کہ بظاہر با خلق و بباطن با حق تعالی بود یعنی باہمہ حال متوجہ
الی اللہ بودہ باشد **یاد کرد** عبارت از ذکر لسانی و قلبی است یعنی دور کردن غفلت
را بذکر حق تعالی **باز گشت** و آن انیست کہ ہر بار یکہ ذاکر بزبان دل کلمہ طیبہ گوید
در عقب آن ہم بدل مناجات کند کہ الٰہی مقصود من توئی و رضا سئے تو۔ ترک کردم دنیا
و آخرت را برائے تو عطا کن بما سئے خود و وصول تمام بدرگاہ خویش و این شرط عظیم است
در ذکر ازین غافل نشود **نگاہداشت** مراد از مراقبہ خاطر است از خطرہ ماسوا اللہ چنانکہ اگر
در یکدم صد بار کلمہ طیب را گوید خاطر بغیر نرود بلکہ از اسماء و صفات ہم غافل بود و احدیت

مجرده را و وراء الورا را منظور نظر داشته باشد **یادداشت** عبارت از متوجه بودن بحق تعالی است
بهر دم و بهر حال بر سبیل ذوق و بعضے گفته اند که حضور بے غیبت و نزد اهل تحقیق استیلاء شهود
حق بر دل بتوسط حب ذاتی که کنایت از حصول یادداشت است و این را مشاهده گویند و حق
این است که انضمام مذکور که توجه تمام بحق است بدون فنای تمام و بقای کامل حاصل
نمیشود **و وقوف زمانی** آنست که بنده بهر حال واقف احوال خود باشد اگر بطاعت است
شاکر باشد و اگر بمعصیت است عذر خواهد یا آنکه پاس انفاس را نگاه دارد که بحضور میگذرد یا بغفلت
و علی هذا القیاس در قبض و بسط استغفار و شکر باید و این را محاسبه گویند **و وقوف عددی**
و آن عبارت از رعایت عدد طاق در نفی و اثبات چنانکه گذشت در رعایت عدد در ذکر
قلبی موجب جمع خاطر متفرقه است **وقوف قلبی** آنست که ذاکر آگاه و واقف باشد
با حق تعالی و یا وقوف قلبی عبارت از آگاهی و حاضر بودن دل است بجناب
حق تعالی بوجهے که دل را هیچ علاقه بغیر حق نباشد و بعضے گفته اند که در حین ذکر ارتباط
دوام آگاهی موجب شرط است که محققان فرموده اند که اگر طالب را ذکر قلبی در نگیرد و تاثیر نشود
وی را از ذکر باز داشته بوقوف قلبی امر فرمایند تا زود ذکر در گیرد **تصرفات مشایخ طریق توجه**
شیخ خود را از همه امور خالی ساخته متوجه شود بسوی نفس ناطقه خود در نسبتی که در مرید القایش
منظور باشد و توجه خاطر صرف بحالش نماید و تصور کند که کیفیت و جذب از من در مرید سرایت میکند
بفضله تعالی افاضه نور و برکات حسب استعداد آن میشود بعد اجرای لطیفهٔ قلب بر هر لطیفه درجه
بدرجه توجه نماید و همچنین در القای انوار و ترقیات لطائف مرید باین طریق توجه کنند در مرید غائب تصور
صورت او نموده توجه غائبانه بنمایند و فائده او را میرسانند **طریق سلب مرض** آنکه خالی کند نفس
خود را از همه خطرات و خیال کند نفس خود را بیمار بآن بیماریکه مریض دارد پس آن مرض منتقل میشود از مریض
بسوی او و این از عجائب صنعت الهی است در خلق **دیگر طریق دفع مرض و توبه بخششی** آنکه بعد استخاره
صاحب نسبت وضو کرده دو رکعت نفل ادا نماید و درود و استغفار خوانده و بعجز و زاری بدرگاه مجیب الدعوات

التجا نماید که از مریض مرض و یا از عاصی معصیت زائل شود بعد ازان مقابل مریض یا عاصی
بنشیند و همت تمام جمع نموده وقتیکه نفس میگردد تصور کند که مرض از قالب مریض و یا معصیت
از عاصی میگیرد و میکشد و دراز کند نفس را و وقت گذاشتن نفس خیال نماید که آن مرض و یا آن
گناه از اندرون سلب کرده بر زمین می افتد بعونه تعالی مریض شفا یابد و عاصی توبه کند

طریق دریافتن نسبت اهل الله زنده باشد یا مرده *

طریقش آنست که بنشیند روبروی او اگر زنده است و اگر مرده است مقابل قبر او پس
خالی کند نفس خود را از هر نسبت و التجا نماید بدرگاه علام الغیوب که یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ
یَا مُبِیْنُ خبر ده مارا و آگاه کن از کیفیت باطن این شخص و متوجه شود بسوی روح او زمانی چند
تا متصل کند روح خود را با روح او بعد وقفه رجوع کند بذات خود پس هرگاه دریابد در نفس خود
از کیفیات پس بداند که این نسبت آن شخص است و همین طریق دریافتن خواطر است **طریق
دریافتن خطره** نفس خود را از حدیث نفس و از هر خطره خالی ساخته بدل بسوی قلب او
متوجه شود هر چه از خیر و یا شر در خاطر خطور کند پس بداند که از وست **طریق کشف
وقایع آینده** بطریق معهود دل خود را از همه خطرات پاک نموده اول بجناب قدس عالم السر
والخفی التجا نماید یَا اَللّٰهُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ یَا مُبِیْنُ آگاهی بخش مرا برین واقعه پس اگر
منقطع شد تمام خطرات و حاصل شد انتظار کشف آن واقعه مثل تشنه که آب را میخواهد پس
متوجه کند روح خود را ساعت بساعت بسوی ملاء اعلی یا ملاء اسفل بقدر استعداد خود همت تمام پس
منکشف خواهد شد آن واقعه یا از هاتف یا بدیدن یا در خواب **طریق دفع بلا** بطریق معهود تخیل کند
آن بلا را بصورت مثالی و توجه و همت قوی نماید برای دفع بلا بامداد الٰهی دفع خواهد شد اما این تصرفات
عجیبه و غریبه بدون حصول نسبت فنا و بقا دست نمیدهد و این معاملات از متوسطان سلوک اکثر
واقع میشوند و از منتهیان بسبب عدم التفات شان باموری مذکوره کم ظهور گیرند و نیز باید دانست که
ضرور نیست که همه مکشوفات عارف صحیح و مطابق واقع باشند زیرا که کشف وقایع از امور ظنی است که احتمال خطا

هم دارد گاهی باشد که خلاف واقع افتد پس اظهار همچنین امور پیش یار و اغیار لا حاصل است و دعوی فضول

باب چهارم در بیان کیفیت تلاوت قرآن و ادای نماز و دیگر اعمال متفرقه

باید دانست که بهترین سلوک الی الله به طریق ذکر فرموده اند اول ذکر کلمه طیب لا اله الا الله محمد رسول الله دوم ذکر تلاوت قرآن شریف سوم ادای نماز باقی اذکار درین مندرج اند و از فضیلت اینها قرآن و حدیث و آثار صحابه مملو است و این مختصر متحمل آن نیست که بقلم آید و برکات و کیفیات آنها انچه هست این ذره بیمقدار را چه قدرت که بیان سازد فضیلت کلمه طیبه برای طالب صادق همین بس است که یک قدم از لا اله بر نفی ما سوا الله نهد و دیگر قدم از الا الله بجناب قدس نهاده واصل حق گردد و از فضائل قرآن شریف طالب را همین کافی است که از مشغولی او حضوریت حق و هم کلامی او تعالی حاصل شود و نماز جامع این هر دو است و دیگر جمیع اذکار و عبادات و دعا و تسبیحات را شامل است و نیز مدارج بیشمار در نماز مندرج است که بیانش از طاقت بشری دور است و سالکی که بغلبه استغراق و جذبات از نماز باز ماند از مدارج بسیار محروم ماند بلکه بمقصود اصلی نرسد و نماز سری است از اسرار الهی درمیان عبد و معبود او که مومن را در مشغولی آن انقطاع از ما سوا و قرب اتم بحضرت حق تعالی حاصل است پس طریق سلوک که بواسطه کلمه طیبه است بیان کرده شد اکنون چیزی از طریق و کیفیت تلاوت قرآن و ادای نماز بطور طالبان حق بیان کرده می آید

اول بیان طریق تلاوت قرآن شریف بدانکه تلاوت قرآن افضل عبادت است و کدام طریق برای تقرب الی الله سوای فرایض بهتر از تلاوت قرآن نیست پس آداب و استحباب او آنست که با خلاص تمام با طهارت کامل رو بقبله با ترتیل و خشوع و تحزن بعد اعوذ و بسم الله بملاحظه آنکه کلام با جناب او می کند و گویا او را می بیند و اگر نه تواند بداند که او مرا می بیند و باوامر و نواهی مرا حکم می فرماید و بر آیت بشارت فرحان و بر آیت وعید ترسان و گریان باشد و بجهر و الحان خوش که موجب جمعیت خاطر و دفع غفلت است بخواند و این عام است و طریق خاص آنکه طالب با شرایط مذکور در خلوت که کدام مخل خلوت نباشد بعد ادای

دو رکعت نفل با دب و حضور تمام بنشیند و قرآن شریف را در برو بہند و عظمت کلام کبریائی و تذلل خود ملاحظہ
نماید و دل را از جمیع خطرات خالی کرده متوجه بحقیقت قرآنی که صفت کلام نفسی حق است گردد و درین مراقبہ
اندک توقف کند چون خاطر جمع شود و حضوریت بحق تعالی چون شاگرد پیش استاد
بیقین حاصل آید بعد اعوذ بسم الله بخشوع و خضوع تمام با ترتیل و تجوید چنانکه پیش استاد میخوانند
و هیچ دقیقه قرارت فرو نگذارد تلاوت نماید و در عین قرارت خیال کند که زبان دہن و لسان دل
صنوبری هر دو برابر تلفظ میکنند از ین ملاحظه غافل نشود و اگر غفلت آید زود اعوذ خوانده دل را
حاضر کند چون از ین مشق جمعیت خاطر و حضوریت بحق تعالی حاصل آید بعد ازان تصور کند که بر بن موی
جسد قاری برائے قرارت قران زبان گردیده و هر بن مو الفاظ می برآیند و تمام قالب قاری حکم
شجره موسوی پیدا کرده است درین ملاحظه در عین قرارت مستغرق گردد چون درین ملکه حاصل کند
بعد ازان در وقت تصور کند که حقتعالے بزبان قاری میخواند و او میشنود و بعد ازان تصور کند که سالک
می خواند و حق بگوش سالک میشنود چون درین ملکه شود بعد ازان در قرارت خود تصور کند
که او تعالے خود میخواند و خود میشنود در این هیچ نیست نه وجود سالک نه وجود موجودات
بجز آنکه آواز لیست که از هر جهت می آید و سالک درین محو است چون این مرتبه بکمال رسد بفضله تعالے
امید است که معنی حقیقی و اسرار قرآنی منکشف گردد و سالک بمطلوب خود برسد

بیان طریق ادائے نماز

سالک طریقت را باید که در ادائے هر اعمال خصوصاً نماز بر مغز و ارواح آنها
که مراد از حب دل و اخلاص نیت و خشوع و قبولیت بدرگاه او تعالی و محویت پیش احدیت است
محافظت نماید اما اگرچه نماز اهل حقیقت حقیقت نماز است و بدان رسیدن و چنان گذاردن
مشکل است و صعوبتے بسیار دارد لیکن جهد و کوشش میباید کرد که خدا تعالی آسان گرداند
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا طریق ادایش آنکه اول نماز را صورتے تصور کند
که دل وی نیت خالص و روح او حضور و تن او اعمال ظاهره و اعضا رئیسه او ارکان و حواس او
تعدیل ارکان و تحسین قرارت است تا یکے ازین مراتب نباشد نزد اهل الله نماز نبود و نیز نماز را

طهارت حقیقی باید که بی آن نیز نماز نشود و آن طهارت دل است از ما سوا الله که نظر قبولیت
حق بر دل است که اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ
وَنِیَّاتِکُمْ پس هرگاه که دل نجس است بدن چگونه پاک شود که بدن تابع دل است پس چنان کن که
دل از غیر الله پاک باشد و جز حق تعالی مستحق کرامت و سزاوار بزرگی هیچکس را نداند تا قول الله اکبر درست آید
و چون دست برائی تکبیر برداری دانی که از دو جهان دست برداشتم و در وجهت وجهی
روئی دل بهمت تمام متوجه بحق بود و چون اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ گوئی بدانی که در عالم هیچکس مستحق حمد نیست
و جمیع محامد باو راجع است و در رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تصور کنی که نیست رب بجز او تعالی و در اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
امید بر کرم و رحمت او داری و بدان واثق باشی و در مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ خوف را پیش گیری
و روز قیامت را مشاهده کنی وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ یقین نمائی و چون اِیَّاکَ نَعْبُدُ گوئی
بیقین دانی که لا موجود الا الله و در اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ بحقیقت ملاحظه کنی که لا فاعل الا الله و در
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بدل راهی طلبی که بحق رساند و از صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
آن راهی خواه که انبیاء و اولیا رفته اند و در غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
پناه جو از غضب او و از گمراهی نفس خود و در حالت قیام استقامت بر طریق شریعت
و طریقت خواهی و در رکوع عظمت الهی و تذلل نفس خود و در سجده فنا نفس و اثبات حق خواهی
و در تشهد محویت خود بمشاهده حق خواهی و در آن کوشی که هرچه در نماز خوانی بدان صادق باشی
و الا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰهِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ و در حضور و اخلاص جهد کن و هر نمازی که بجا
آری مراقب باش در آن و اگر حضوری نبوده باشد باز اعاده کن و اگر باز در حضوری قصوری واقع شود
باز اعاده نمائی حتی که بنسبح یافت بار همین طور کنی امید قویست که بحکم آنکه من طلب
شیئا وجد وجد یعنی جوینده یابنده این دولت بحصول انجامد و نیز برین قناعت
مکن بلکه همواره ملتجی بصفت ایجابی او تعالی باشی تا بنماز حقیقی برسی و حق را یا بی
و مگوئی و برین عمل نما بیت دست از طلب ندارم تا کام من برآید + یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید

انشاء الله تعالی دست طلب بدامن مطلوب برسد بنه و کرسه **طریق دیگر در ادار نماز** بدانکه وقت ادائی نماز روی قلب را متوجه بسوی حقیقت کعبه که صفت موجودیت حق است سازد و نور حقیقت نماز را که صفت الوهیت او تعالی است ملاحظه نماید و تصور حقیقت خود که مرتبه عبدیت است بعجز تمام پیش آرد و خالص نیت ادار خدمت عبدیت کند در ادائی تکبیر دست بردارد و خیال نماید که از هر دو جهان دست برداشته رجوع الی الله گشته و بگوید الله اکبر و تصور کند گویا که نفس خود را به تکبیر ذبح کرده فنا ساخت و بعد تسبیح و تحمید قرارت شروع کند و در قرارت ملاحظه قبولیت حق تعالی کند چنانکه در حدیث شریف آمده است که وقتیکه گفت بنده اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرمود حق تعالی ستایش من کرد بنده من چون گفت اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فرمود حق تعالی. برمن ثنا کرد بنده من چون گفت مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ فرمود حق تعالی بیان بزرگی من کرد بنده من هرگاه که گفت اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ فرمود حق تعالی که این درمیان من و درمیان بنده من است و مر بنده مراست انچه خواست وقتیکه گفت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فرمود حق تعالی این برائے بنده من است و مر بنده مراست انچه خواست پس در ملاحظه معیاد به مستغرق گردد و در رکوع نظر بر پشت پا دارد و ملاحظه عظمت و کبریائی او تعالی و تذلل خود کند و در سجود نظر بر پرتہ بینی دارد و ملاحظه علو او تعالی و تحقر و خاکساری خویش نماید و در قعده نظر بر سینه دارد و ملاحظه معنی التحیات کند و در آنحالت یقین داند که در حضور حق تعالی در مجلس انبیاء و اولیاء داخل است و نیز در ہمہ نماز ملاحظه اَنْ تعبد الله كانك تراه ملحوظ دارد اگر خطره آید بملاحظه لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ دفع سازد و در قرارت آواز تلفظ چنان باید که گوش خود بشنود بلکه هر که برابر او باشد او هم استماع نماید اما چندان جهر نکند که آواز از حلق برآید الا در نماز جهریه **طریق دیگر نماز** بشرائط معهوده در حالت نماز نور حقیقت صلوٰۃ را مثل ستاره رخشان در حین قیام بر سجده گاه و در رکوع بر پیشانی و در حالت سجده بر پرتہ بینی

وقعود برابر سینه مشاهده کند مستغرق گردد پس چون باین طور مذکور در ادای نماز مزاولت
ومشق نماید بعونه تعالی نماز حقیقی رو دهد وحقایق ومعارف گوناگون مکشوف گردد و مرتبه الصلوة
معراج المومنین همین است که مقصود دنیا ومافیها را گذاشتن وباحق پیوستن است
وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ خداوندا ما را و جمیع دوستان ما را و همه طالبان حق را ازین دولت
مشرف گردان و درین سیران برانگیزان بمنه وکرمه بحرمت النبی وآله واصحابه اجمعین آمین آمین آمین

طریق حصول زیارت جمال مبارک صلی الله علیه وسلم

بعد نماز عشا با طهارت کامل وجامه و استعمال خوشبو با ادب تمام رو بسوی مدینه منوره بنشیند
وملتجی از جناب قدس حقیقت محمدی برای حصول زیارت جمال مبارک صلی الله علیه وسلم شود
و دل را از جمیع خطرات خالی کرده صورت آنحضرت بلباس بسیار سفید وعمامه سبز و چهره منور
مثل بدر بر کرسی تصور کند و الصلوة والسلام علیک یا رسول الله راست و الصلوة
والسلام علیک یا نبی الله چپ و الصلوة والسلام علیک یا حبیب الله در
دل خود ضرب کند این درود شریف را هر قدر که تواند پی در پی تکرار کند بعد از ان این درود را
اللهم صل علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیه اللهم صل علی محمد کما هو
اهله اللهم صل علی محمد کما تحب وترضاه هر قدر که تواند بعدد طاق
بخواند و بوقت خفتن بست و یک بار سوره اذا جاء نصر الله خوانده بتصور جمال مبارک درود گویان
سر بسوی قطب و رو بقبله و بر دست راست بخسپد و الصلوة والسلام علیک یا رسول الله
خوانده بر کف راست دمیده و زیر سر نهاده بخسپد این عمل شب جمعه یا شب دوشنبه بکند
چند بار بعمل آرد ان شاء الله تعالی بمطلوب خواهد رسید

طریق صلوة کن فیکون برای مشکلکشائی سریع الاثر است

هر کسی را که حاجتی سخت و دشواری پیش آید در شب چهارشنبه و پنجشنبه و جمعه با طهارت
تمام و اخلاص کامل دو رکعت نماز گذارد در رکعت اول سوره فاتحه یک بار و سوره اخلاص صد بار

و در دویم سوره فاتحہ صد بار و اخلاص یک بار بخواند وصد بار اینچنین گوید کہ اے آسان کنندۂ دشوارہا
وای روشن کنندۂ تاریکیہا وصد بار استغفار وصد بار درود شریف بخواند وبحضور قلب از خدا تعالی
دعا کند چون شب سوم آید بعد ادائے دوگانہ مذکور سر برہنہ بودہ آستین راست بر آوردہ در گردن بندازد
وبگریہ وزاری از جناب الٰہی دعا کند بنجاہ بار انشاء اللہ تعالے ضرور دعاء او مستجاب شود واین
عمل در خاندان چشتیہ بسیار مجرب وسریع الاثر است واین صلوٰۃ کن فیکون برائے ہمین نام مند
کہ در مطلب براری جلد تاثیر کند **طریق نماز استخارہ** بدانکہ در ہر امر استخارہ کند بعدہ آن کار را
بعمل آرد ودر استخارہ مسنونہ ہیچ خواب در رویا ضرور نیست فقط اطمینان قلبی کافیست اگر فرصت
نباشد صرف بر دعا اکتفا نماید طریقش آنست کہ دو رکعت نماز بہ نیت استخارہ ادا نماید
در رکعت اول بعد فاتحہ سورہ کافرون ودر دوم سورہ اخلاص بخواند بعد سلام این دعا بخواند
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ
فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ
فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ
عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ + **طریق دیگر استخارہ**
مشایخ چشتیہ فرمودہ اند کہ بعد نماز عشا دوگانہ بہ نیت استخارہ بگذارد در ہر رکعت بعد از فاتحہ
سورہ اخلاص سہ بار بخواند بعد سلام اول آخر درود شریف سہ سہ بار یَا سَلِیْمُ سَلِّمْنِیْ سہ
صد وشصت بار بخواند بعدہ این چہار اسم را صد صد بار یعنی یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ یَا بَشِیْرُ
بَشِّرْنِیْ یَا خَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ یَا مُبِیْنُ بَیِّنْ لِیْ. بعدہ رو بسوئے قبلہ وسر بطرف قطب کردہ
وپائے بجانب شمال کردہ بر زمین بخپسد اگر معذور است اختیار دارد اما با کس سخن نگوید درود گویان
بخپسد واین عمل از شب پنجشنبہ ویا دوشنبہ بجا آرد اگر در یک شب معلوم نشود تا بسہ یا ہفت شب

بکند انشاء اللہ ہر چہ مقصود باشد معلوم شود دیگر طریق سورہ فاتحہ یک بار سورۂ تبارک سہ بار سورہ فلق سہ بار سورہ اخلاص سہ بار سورۂ کافرون سہ بار سورہ اذا جاء نصر اللہ بست و پنج بار بعدہ ہر قدر کہ تواند درود شریف بخواند چندانکہ درود گویان بخسپد بوقت خفتن بدست راست قف زدہ و دست بزیر کلہ نہادہ بخسپد

کیفیت اعمال متفرقہ صبح و شام

بدانکہ شاغل اشغال قلبیہ را ضرور است کہ سوائے فرائض و واجبات و سنن بعضی از عبادات و طاعات و اوراد و وظائف لسانیہ کہ ممد و مقوی و مفید صفائی قلب باشند بعمل آرد چنانچہ نماز تہجد کہ دوازدہ رکعت است و نماز اشراق کہ شش رکعت است و دو نیز آمدہ است و چہار رکعت صلوٰۃ الضحیٰ و چہار رکعت صلوٰۃ الزوال و شش رکعت صلوٰۃ الاوابین و بست رکعت ہم آمدہ اند و چہار رکعت سنت قبل عصر و چہار رکعت قبل عشا و روز جمعہ صلوٰۃ التسبیح اگر فراغ باشد بخواند و سہ روزہ ایام بیض و روزہ پنجشنبہ و دوشنبہ و شش روزہ شوال و نہ روزہ اول ماہ ذی الحجہ و اگر نتواند روزہ عرفہ ضرور دارد و روزہ عاشورا و ہشت روزۂ اول ماہ رجب و اول شعبان دارد و تلاوت قرآن شریف بقدریکہ در چہل روز ختم کند و در میان سنت و فرض صبح چہل و یک بار سورہ فاتحہ مع تسمیہ بخواند و بعد نماز صبح سورۂ یٰسین و دہ بار کلمہ چہارم و صد بار سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العلی العظیم وبحمدہ استغفر اللہ بخواند و صد بار استغفار صبح و شام و کلمہ طیب صد بار و چہل و یک بار یا حی یا قیوم لا الہ الا انت اسئلک ان تحیی قلبی بنور معرفتک ابدا یا اللہ و درود شریف اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد بعدد کل شیء معلوم لک ہر قدر کہ تواند بخواند بعد نماز ظہر سورہ فتحنا و نیز اگر تواند منزل دلائل الخیرات نیز بخواند و بعد نماز عصر سورہ عم یتساءلون و صد بار آیہ کریمہ و بعد نماز مغرب سورہ واقعہ و بعد نماز عشا سورہ ملک و یا سجدہ و صد و یک بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث و اول و آخر درود یازدہ یازدہ بار بحضور قلب و تصور معنی بخواند و نیز صبح و شام سید الاستغفار یک بار و نود و نہ نام الہٰی

و اللهم انت السلام ومنك السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام
وادخلنا دار السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام و آیة الکرسی و آیة
آمن الرسول تا آخر سوره یک یک بار واعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق سه بار
و آیات آخر سوره حشر یک بار و سه بار بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء
فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم بخواند و سه بار رضیت بالله
ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا صلی الله علیه وسلم ویک بار حزب البحر
اگر تواند بخواند بعد هر نماز آیة الکرسی یک بار و سی و سه بار سبحان الله و سی و سه بار
الحمد لله سی و سه بار الله اکبر و یک بار چهارم کلمه یعنی لا اله الا الله
وحده لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی ویمیت وهو حی لا یموت بیده
الخیر وهو علی کل شیء قدیر. بخواند و در وقت شروع طعام بسم الله الخ بعده
اللهم بارک لنا فیه و بعد فراغ طعام الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا واوانا
وجعلنا من المسلمین بخواند و وقت خواب سوره فاتحه و آیة الکرسی یک یک بار
ومعوذتین سه سه بار و آیات آخر سوره کهف بخواند و وقت بیدار شدن از خواب کلمهٔ
چهارم بخواند و در حین دخول خلا اللهم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث وقت
بر آمدن از خلا غفرانک بخواند و در هر وقت نشست و برخاست بسم الله والله اکبر
واللهم انی اسئلک رضاک معمول دارد و نیز بعد نماز صبح و بعد نماز عصر مسبعات عشر هم بخوانند
و دیگر اوراد بسیار اند اگر زیاده مطلوب باشد از حدیث مثل حصن حصین وغیره بگیرند باقی
بهر حال باشغال قلبیه مشغول باشند و نیز بعضی بزرگان برائے جمعیت ظاهری وباطنی
ختم خواجگان بعد نماز ظهر یا بعد فراغ نماز چاشت میخوانند طریقش آنکه طریق

ختم خواجگان اول سوره فاتحه هفت بار بعده سوره الم نشرح هفتاد
و نه بار و درود شریف صد بار بعد ازان یکهزار بار سوره اخلاص بعد ازان هفت بار سوره فاتحه

وصد بار درود شریف وصد صد بار این اسماء یاقاضی الحاجات ویا کافی المهمات ویا دافع البلیات ویا حلال المشکلات ویا رافع الدرجات ویا شافی الامراض ویا مجیب الدعوات ویا ارحم الراحمین بخوانند طریق **ختم خواجگان چشت** برائے ہر مہمے وضو کردہ رو بقبلہ بنشیند اول ده بار درود شریف بعد ازان صد وشصت بار این دعا بخوانند لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَیْهِ بعده سه صد وشصت بار سوره اَلَمْ نَشْرَحْ بستر یا زدعا مذکور سه صد وشصت بار بخواند پس ده بار درود شریف خواند ختم کند وحاجت از خدا تعالے سوال کند **طریق ختم خواجگان قادریه** برائ حصول مہمات اول دو رکعت نفل میخوانند بعد ازان یک صد ویازده بار سوره الم نشرح میخوانند بعد ازان کلمه تمجید یک ویازده بار وسوره یٰسین یکبار بعد ازان اگر ختم کلان خوانند سوره الم نشرح ہزار ویازده بار بخوانند واگر ختم خورد خوانند یکصد وچہل ویک بار بخوانند بعد ازان ہر تقدیر درود شریف یکصد ویازده بار بخوانند واز خدا تعالے مطلب بخواہند **فصل در بیان مانع راه سلوک وطریق دفع آن** بدانکه طالب حق را حدیث نفس وخطرات بی معنی وتفکرات لایعنی وتشویشات خاطر مانع از راه سلوک است واین مرض سخت ہست بزرگان علاج آنہا فرموده اند پس اگر طالب حق را در اشغال ونسبت قلبیه بلحوق وساوس فاسده فتورے واقع شود غسل کند وجامه نو پوشد واستعمال خوشبو کند ودر خلوت که از شور وشغب خالی باشد درآید وبنشیند ومعوذتین واخلاص وفاتحه سه بار بخواند وسه بار استغفر اللّٰه من جمیع ما کره اللّٰه ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم تکرار نماید وسه بار اعوذ خوانده طرف کتف چپ تف زند وبعده بر نماسته دوگانه ادا نماید ودر انجا اللّٰهم طهر قلبی عن غیرك ونور قلبی بنور معرفتك ابدا یا اللّٰه یا اللّٰه یا اللّٰه ہر قدر که تواند تکرار نماید بعده بطرف چپ یانور وبطرف راست یانور ودر قلب یانور ضرب کند چند کرت تکرار کند واگر باز خللے خاطر شود فی الحال وضو کرده باز بہمین ذکر مشغول شود واگر باز مشوش شود

همین کند انشاء الله تعالی در دو سه مرتبه تسکین قلب خود خواهد یافت پس بذکر نفی و اثبات بملاحظه لَا فَاعِلَ اِلَّا اللہ وَلَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ مشغول گردد و عنایت مدد رسد و الحان خوش نگاهدارد

طریق دیگر آنکه بطریق معهوده اسمی ازین اسما یعنی یا اللہ یا فعال یا فتاح یا باسط گرفته بذکر سه ضربی یا چهار ضربی مشغول شود و اگر خطرات دفع نشوند و خاطر پریشان ماند چند بار نفی و اثبات بملاحظه مذکور مع شرایط ورزش نماید و تصور کند و یقین داند نیز آنکه این هواجس خبر با باشد که از موجودات و هستی هستند قایم بحق اند بلکه عین حق اند زیراکه باطل نیز از بعضے ظهورات حق است و بگوید هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم پس بلاشک باین تصور شوق و اشتیاق غلبه کند و همه خطرات محو سازد ۔

بیان دریافت کیفیت تفرقه ها و علاج آنها

بدانکه باعث تفرقه و تشویش خاطر بچند وجه فرموده اند گاهی از فنا و غلبه شوق و عشق هم میباشد صورتش آنکه عاشقان طالب وصال حق اند و آن حاصل نمیشود مگر بفنای طالب در ذات مطلوب و فنا موقوفست بمستی و انشراح خاطر بذات تعالی چون بعضی طالبین بغلبه شوق و درد اشتیاق ریاضت شاقه برخود می نهند و نفس را یک لخت از تلذذات و مالوفات باز میدارند و جوع و عطش مفرط و ترک راحت اختیار میکنند این امور باعث انقباض خاطر میگردد و آن انشراح و انبساط و شوق که پیدا شده بود بسبب فتور حواس مبدل بغم و پریشانی میگردد علاجش مطلق العنان کردن نفس را در خواهشات مباحه و ترک ریاضت تا آنکه آن شوق و انشراح و مستی عود کند و یا باعث تفرقه جبن و نامردی است که نفس در ترک مالوفات جسارت نمیکند و تفرقه و تشویش رو میدهد علاجش پند است که همت مومن و طالب حق ریاضت و طاعت است و همت منافق و دشمن حق طعام و شراب و مالوفات و تلذذات است و طالبان حق جان و مال فدائے دین حق میکنند و منافقان دین و ایمان را فدائے مال میسازند نعوذ بالله منها ۔ و یا باعث تفرقه و فکر بیست که شیطان بدلش انداخته میگرداند و را بسوی ناامیدی و وصول الی قدح

در بعضے امور رشد علاجش جمع کردن ہمت و خواندن لا تقنطوا من رحمة الله و یاد کردن قصۂ حضرت موسیٰ با حضرت خضر علیہم السلام یا باعث تفرقہ بقیہ رگ نفسانی ہست کہ ظلمت آن در بطن حق است از جہت غلبۂ آن پریشانی خاطر و غم و یاس بہجر دعلاجش کسر نفس است باختیار ذلت کہ بر نفس شاق باشد یا بدوام ذکر و خلوت تصفیہ نماید یا باعث تفرقہ قلق و اضطراب عزیمت کہ ہر چند خواہد کہ بتصفیۂ قلب و تجلیۂ روح مشغول شود نفس او فرمان بردار نمیشود پس موجب آن باختلال مزاجیست کہ اخلاط سوداویہ بدل ہجوم کردہ است علاجش تنقیہ و تعدیل مزاج است بفصد و استفراغ یا باعث تفرقہ نجاست است کہ بکثرت احداث و جنابات باشد علاجش مبالغہ در تطہیر بدن و جامہ است یا باعث تفرقہ ارتکاب معاصی از ظلم و غیرہ بر ساکین و تلف حق اہل حق علاجش تدارک آن خلل است یا باعث تفرقہ غذا از حرام و مشتبہ باشد علاجش ترک آن و توبہ و استغفار یا باعث تفرقہ سحر و دیوانگی کہ از شیاطین باشد علاجش خواندن معوذتین و مشغولی بذکر یا الله یا الله ہر قدر کہ تواند یا باعث تفرقہ سوء ادب نسبت مشائخ طریقہ باشد علاجش رفع آن سبب است. و نیز برائے دفع ہر تفرقہ و تشویش نفی و اثبات است با تطہیر بدن و جامہ بملاحظہ نفی آن جہات

در بیان طریق اربعین یعنی چلہ

بدانکہ اہل طریقت برائے حصول مقصود اربعین مقرر کردہ اند و سند و فوائد کثیرہ این عمل در کتب سلوک موجود اند و این مختصر متحمل آن نیست طریقش آنکہ اول نیت خالص نماید یعنی محض رضائے حق تعالیٰ بمتابعت سنت رسول الله صلی الله علیہ وسلم و تجرد از ما سوا الله و فراغ خاطر بنا بر عبادت و ذکر الله تعالیٰ قصد کند و محل خلوت در جامع مسجد اولی است کہ از فضل جمعہ و جماعت محروم نماند پس غسل کند و جامۂ نو پوشد و خوشبو استعمال نماید پس بستم تاریخ ماہ شعبان قبل از نماز عصر کہ وقت ادای نفل است اعوذ و بسم الله و معوذتین و کلمۂ تمجید خواند و استعانت و استمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد خود کردہ داخل خلوت شود و در حین دخول بسم الله والحمد لله

و در حین دخول بسم الله والحمد لله والصلوٰة علی رسول الله بخواند و قدم راست بنهد بعده
اللهم افتح لی ابواب رحمتک گفته داخل گردد و دوگانه نفل بنیت انقطاع از ماسوا الله و رجوع
الی الله بگذارد و اگر بعد نماز عصر داخل شود نفل نخواند و متوجه بسوی قبله بنشیند و فاتحه بارواح طیبه هادی
عالم صلی الله علیه وسلم و مشائخ طریقت خود بخواند و از روحانیت ایشان در باب حصول استقامت
استمداد نماید بعده بذکر و شغل و مراقبه هرچه وی را از مرشد خود رسیده باشد مشغول شود و شرایط
خلوت که دوام صیام و قلت طعام و قلت منام و قلت صحبت مع الانام و مواظبت بر طهارات
و عبادات و تلاوت قرآن و درود شریف و ذکر دایم از ارکان و شرایط طریق خلوت است
نگاهدارد و در هیچ امر از امور لغافل نورزد تا فائده خلوت حاصل آید و در اخیر عشره رمضان شبهای
طاق یعنی بست و یکم و بست سوم و بست پنجم و بست هفتم و بست نهم را زنده دارد تا از برکات
لیلة القدر بهره یابد و در شبهای دیگر تا ثلث شب بیدار باشد و ذکر گویان بخواب رود و چون
ثلث آخر رسد برخاسته جلد استنجا و وضو نموده تهجد ادا نماید و بذکر و شغل مراقبه مشغول شود
تا صبح چون هلال شوال نمودار شود بعد نماز مغرب دوگانه شکرانه ادا گذارده از خلوت بیرون آید

شرایط خلوت بدانکه مجتهد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سره چند
شرایط خلوت بیان فرموده اند یکے دوام وضو هرگاه که بشکند باز همانوقت وضو نماید که این
معنی موجب انشراح و نورانیت قلب است دوم دوام صیام و افطار قبل از مغرب
و اکل طعام بعد عشا اگر خاطر مشوش نشود و الا ما بین مغرب و عشا بخورد سوم تقلیل طعام
لازم داند ثلث معده خالی دارد و اگر نتواند ازین هم کم کند نچندانکه از غایت ضعف انشراح
و نشاط از دست برود و لذت در عبادت نماند غرض تقلیل غذا مورث رقت قلب و صفائی
دل است و مقوی قوت ملکیه است و مستجلب انوار الهیه است کما ورد الجوع طعام الله
چهارم دوام سکوت مگر ذکر الله تعالی پس سالک را باید که در خلوت با کسے سخن نگوید الا
بضرورت شرعیه که پیش آید یا حاجتے لهس با خادم بقدر ضرورت کلام کند بلکه بجز خادم خود کسی را

در خلوت راه ندهد زیرا که خاموشی مثمر حکمت است و تکلم بکلمات غیر ضروریه نورانیتی که بسبب ذکر
حاصل میشود برباد میدهد ششم دوام ذکر مراقبه است و ملاحظه انا جلیس من ذکرنی بوجهیکه هرگز غفلت
راه نیابد و غرض از خلوت همین است ششم نفی خطرات و دفع حدیث نفس است پس جهد بلیغ کند که
خطره غیر الله نیک باشد یا بد در دل نیاید زیرا که دخول حدیث نفس از ذکر باز دارد و قلب را مکدر سازد
و فائدهٔ خلوت برباد دهد هفتم دوام ربط قلب با شیخ خود باستمداد و اعتقاد آنکه این همان مظهر حق است
که او تعالی برای افاضهٔ فیض خود برمن مقرر فرموده و از همین راه وصول بآنجناب قدس متعین شده پس همیشه
بوصف محبت و تسلیم بجانب او متوجه باشد تا دروازهٔ فیض بر و مفتوح گردد و هیچگونه اعتراض شیخ در
دل خود نیارد که این معنی موجب سد راه حق گردد و نعوذ بالله من الحور بعد الکور

کلمات پند و وصیت

طالب حق را باید که اول تحصیل مسائل ضروریه تصحیح عقاید فرقه ناجیه نماید و اتباع کتاب و سنت
و آثار صالحه باید بعد ازان تزکیه و تخلیه نفس از رذایل شاید چنانچه بزرگے میفرماید **رباعی**

خواهی که شود دل تو چون آئینه ... ده چیز برون کن از درون سینه
حرص و امل و غضب دروغ و غیبت ... بخل و حسد و ریا و کبر و کینه

و باز تحلیه که اشارهٔ تحصیل اوصاف حمیده است که منازل سلوک اند نماید چنانچه رباعی ثانی ارشاد باسنت

رباعی خواهی که شوی بمنزل قرب مقیم ... نه چیز بنفس خویش فرما تعلیم
صبر و شکر و قناعت و علم و یقین ... تفویض و توکل و رضا و تسلیم

فائده و نیز سالک را باید که باوامر شریعت استحکام دارد و از ممنوعات او پرهیزد
و تقوی و پرهیزگاری را شعار خود سازد و در هر حال اعمال سنت را نگاه دارد و از منهیات و مشتبهات
احتراز نماید و اگر گناهے بظهور آمده باشد زود توبه کند و باستغفار و اعمال نیک تدارک
آن نماید و بوقت دیگر ندارد و نماز پنجگانه را با جماعت در مسجد ادا نماید و اوقات

خود را بعد ادای فرائض وواجبات وسنن در شغل باطن گذارد و بر زیادتی نوافل و اوراد نپردازد بلکه مشغول باطن را فرض دایمی داند وگاهی غافل نشود و چون ذوق و لذت بدان یابد شکر الٰہی بجا آرد و اندک را بسیار شمارد و هر عمل را برای رضای خدا تعالے کند و از کشف و کرامات لذت نگیرد بلکه بیزار باشد و در حالت بسط شاکر باشد و حدود شرعیه در آن حال نگاهدارد و چون قبض شود دل تنگ و مایوس نگردد و در کار باشد و در جمیع عبادات خود را متهم داشته در اداء آن خود را مقصر داند و احوال باطن را با جاہل ظاہر نکند و سخن تصوف بر ملا نگوید و با غیر محرم ہم نگوید و با محرم در گوشه گوید و اوقات خود را ضبط دارد و از تلون طبع دور باشد و از دنیا و ما فیہا من کل الوجوہ بدل تارک باشد والا اذکار و اشغال ہزار ساله بکار نیاید دل آئینه است از تابش غیر الله نگاهدارد و از طلب جاہ و مرتبه که گمراہی است پناه جوید و وقت را غنیمت شمارد از غفلت برباد ندہد که فائت را قضا نشود و در راه قدم مردانه نہد و غم و شادی این و آن را یکسو نہد که این حجاب است و از صحبت ناجنس خلاف شرع و منکر فقرا و مبتدعه بگریزد و از درویش خلاف شرع که بر وفق سنت رسول الله صلے الله علیه وسلم نباشد دور ماند اگرچه از وی کرامات و خرق عادات بظهور آید و بآسمان پرد و از مردمان بقدر ضرورت اختلاط کند و بهر نیک و بد بکشاده پیشانی پیش آید و بمردمان بعجز و انکسار معامله کند و نیستی و پستی را شعار خود سازد و اعتراض بر کسے نکند و سخن ملائم و نرم گوید و سکوت و خلوت را دوست دارد و بخاطر جمع در کار خود سر گرم باشد و تشویش را بدل راه ندہد و همه امور که پیش آیند از حق داند و مدام پاسبان دل باشد تا خطرۂ غیر نیاید و نفع رسانی را در امور دینی بر خود لازم داند و در ہر کار اول نیت خالص کند بعد ازان بعمل آرد و در خورد و نوش از اعتدال نرود نه چندان زیاده که کسل آرد و نه آن قدر کم که بسبب ضعف از عبادت باز ماند علے ہذا القیاس در ہر امر از افراط و تفریط بپرہیزد و اگر نفس را لقمۂ چرب دہی از و کارے ہم گیری و بہتر است که قوت از کسب سازد و اگر توکل کند ہم زیباست و لایق باشد بشرطیکه از کسے طمع ندارد و دل را

از تعلق غیر اللہ پاک دارد و از ہیچکس امید و ترس بجز حق تعالیٰ ندارد و بما سوا الله نگیرد
و در طلب حق بے آرام و بے راحت و مضطر ماند و هر جا که باشد با خدا باشد و بر بیش و کم
نعمت الٰہی شکر نماید و از فقر و فاقہ و تنگدستی و قلت معیشت دل تنگ نشود بلکه فخر و عزت خود
بران داند شکر بجا آرد که این منصب انبیاء و اولیاء است که مرا عنایت فرموده اند و با متعلقان
خود برفق و تلطف و مهربانی معامله کند و از نافرمانی شان درگذرد و عذر آنها بپذیرد و از
غیبت مردمان اجتناب نماید و عیب مردم بپوشد و عیب خود را در نظر دارد و همه مسلمانان را
از خود افضل داند و با کس بحث و جدال نکند اگرچه حق بجانب او باشد و مهمان نوازی و مسافر
پروری را پیشه خود سازد و بصحبت غربا و مساکین راغب باشد و در خدمت علماء
و صلحاء عزت و حرمت خود داند و آنچه میسر آید بمصرف صرف نماید تا زیان نرساند و تعلق دل با هیچ
چیز ندارد و وجود و عدم را برابر داند و لباس فقر را دوست دارد و هر قدر که طعام و لباس
میسر آید قانع بران باشد و ایثار پیشه خود سازد و گرسنگی و تشنگی را که طعام اہل الله
است محبوب دارد و کم خندد و بسیار گرید و از عذاب الٰہی و بے نیازی او ترسان و لرزان
باشد و موت را که بیخ کن ما سوا است هر وقت پیش نظر دارد و از دوزخ که جائے فراق است
پناه جوید و بهشت را که مقام وصال است بطلبد و محاسبه را بر خود لازم گیرد محاسبه روز
بعد مغرب و محاسبه شب بعد صبح کند و محاسبه آن را گویند که حساب کند که در شب و روز از
من چند نیکی و چند بدی بظهور آمده بر نیکی شکر نماید و بر بدی توبه و استغفار کند و صدق مقال
و اکل حلال را شعار خود سازد و در مجلس هزل و لهو و غیره غیر مشروع حاضر نشود
و از رسوم جهل بپرهیزد و دوستی و دشمنی و خشم و خوشنودی برائے خدا بود و کوتاه دست
و کوتاه طمع باشد شرمگین و کم گو و کم رنج و صلاح جو و بسیار طاعت و نیکو کار و نیکو
رفتار و با وقار و بردبار باشد و لبر این است نشان نیکو خوئے و اوصاف پسندیده و نیز هر که
این حاصل نماید باید که غره نشود و بر خود گمان نیکو نبرد فقط .

ونیز از زیارات مزارات اولیا و مشائخ مشرف بوده باشد و بوقت فراغ خاطر بر مزار آنها نشسته بجانب روحانیت اوشان توجہ نماید حقیقت آنرا بصورت مرشد خود تصور نموده فیضیاب شود و برکت گیرد و گاه گاه بر مزارات عوام اہل اسلام رفته موت خود را یاد کند و از فاتحه اوشان را ثواب رساند و ادب و حکم مرشد خود را بجاے ادب و حکم خدا تعالی و رسول الله صلی الله علیه وسلم داند که نائب اوشان است ونیز ہر کس که ازین فقیر محبت و عقیدت و ارادت دارد مولوی رشید احمد صاحب سلمه و مولوی محمد قاسم صاحب سلمه را که جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنی اند بجاے من فقیر راقم اوراق بلکه بمدارج فوق از من شمارند اگرچه بظاہر معامله برعکس شد که اوشان بجاے من و من بمقام اوشان شدم و صحبت اوشان را غنیمت دانند که اینچنین کسان درین زمان نایاب اند و از خدمت بابرکت ایشان فیضیاب بوده باشند و طریق سلوک که درین رساله نوشته شد در نظر شان تحصیل نمایند ان شاء الله تعالی بے بہره نخواہند ماند الله تعالی در عمر شان برکت دہاد و از تمامی نعماء عرفانی و کمالات قربت خود مشرف گرداناد و بمراتب عالیات رساناد و از نور ہدایت شان عالم را منور گرداناد و تا قیامت فیض اوشان جاری داراد بحرمة النبی وآله الامجاد اللّٰهم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا ولمشائخنا ولاحبائنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منهم والاموات برحمتك یا ارحم الراحمین آمین آمین آمین یا رب العلمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین

ہمچنین از انام مودہ محمد یعقوب صاحب نانوتوی و حافظ محمد ضامن صاحب تھانوی مولوی محمد صاحب سلمکم خلفاء و مولوی محمد ابراہیم سلمکم مرضی اجراء را دانند که اوشان خرقهٔ اجازت دارند و نیز مرحوم حکیم ضیاء الدین کہ خلیفه خاص حضرت قطب الاقطاب مولانا حافظ محمد ضامن شہید رحمة الله علیه اند مجاز اند ۱۲ منه ۱۲

ذکر کیفیت سلاسل مشائخ طریقت رضوان الله علیهم اجمعین

بیان سلسله حضرات چشتیه صابریه قدوسیه

باید دانست که فقیر حقیر ننگ خاندان و بدنام کننده بزرگان طریقه روسیاه امداد الله عفی الله عنه را نسبت بیعت و ارتباط صحبت و اجازت و خرقه از حضور ہدایت گنجور قطب دوران پیشوای عارفان

نور الاسلام حضرت مولانا و مرشدنا و هادینا میانجیو شاه نور محمد جهجهانوی چشتی است قدس الله سره و ایشان را از شیخ المشایخ حاجی شاه عبد الرحیم شهید ولایتی و ایشان را از شاه عبد الباری امروهی و ایشان را از شاه عبد الهادی امروهی و ایشان را از شاه عضد الدین ایشان را از شاه محمد مکی و ایشان را از شاه محمدی و ایشان را از شیخ محب الله اله آبادی و ایشان را از شیخ ابو سعید گنگوهی و ایشان را از شیخ نظام الدین بلخی و ایشان را از شیخ جلال الدین تهانیسری و ایشان را از قطب العالم عبد القدوس گنگوهی و ایشان را از شیخ محمد عارف ردولوی و ایشان را از شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی و ایشان را از شیخ شرف الدین ترک پانی پتی و ایشان را از مخدوم علاء الدین علی احمد صابر و ایشان را از شیخ فرید الدین شکر گنج مسعود اجودهنی و ایشان را از خواجه قطب الدین بختیار کاکی و ایشان را از خواجه معین الدین حسن سنجری و ایشان را از خواجه عثمان هارونی و ایشان را از خواجه حاجی شریف زندنی و ایشان را از خواجه مودود چشتی و ایشان را از خواجه ابو یوسف چشتی و ایشان را از خواجه ابو محمد محترم چشتی و ایشان را از خواجه ابی احمد ابدال چشتی و ایشان را از خواجه ابو اسحاق شامی و ایشان را از خواجه ممشاد علو دینوری و ایشان را از خواجه امین الدین ابو هبیره بصری و ایشان را از خواجه حذیفه مرعشی و ایشان را از خواجه سلطان ابراهیم بن ادهم بلخی و ایشان را از خواجه فضیل بن عیاض و ایشان را از خواجه عبد الواحد بن زید و ایشان را از امام العارفین خواجه حسن بصری و ایشان را از امیر المومنین علی کرم الله وجهه و ایشان را از سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و اصحابه اجمعین

سلسله چشتیه نظامیه قدوسیه

و نیز حضرت عبد القدوس گنگوهی را اجازت طریقهٔ نظامیه از مرشد خود شیخ درویش بن محمد قاسم اودهی و ایشان را از سید بڈهن بهرایچی از سید اجمل بهرایچی از سید

جلال الدین بخاری از مخدوم جهانیان جهان گشت از خواجه نصیرالدین روشن چراغ دہلی از سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن محمد بن احمد بدائونی از خواجہ فریدالدین شکر گنج مذکورتا سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ علیہ قادریہ قدوسیہ

ونیز حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ طریقہ قادریہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم اودھی از سید بدھن بہرائچی از سید اجمل بہرائچی از مخدوم جہانیان جہان گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن عیسی از شیخ عبید بن ابوالقاسم از شیخ ابوالمکارم فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغیث از شیخ شمس الدین علی افلح از شیخ شمس الدین حداد از امام الاولیا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید مخزومی از شیخ ابوالحسن قرشی علی الہنکاری از شیخ ابوالفرح طرطوسی از عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از داؤد طائی از شیخ حبیب عجمی از امام حسن بصری از امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم **ایضاً** ونیز فقیر را درین طریقہ قادریہ اجازت از مرشدم حضرت مولانا میانجیو نور محمد جھنجھانوی از حاجی عبدالرحیم شہید ولایتی از سید رحم علی شاہ از سید عبدالرزاق از سید عبدالحی از سید محمد غوث از سید ابومحمد از سید شاہ محمد از سید قمیص الاعظم از سید ایاس مغربی از سید عبدالحق مغربی از سید مولانا مغربی از سید احمد قدسی از سید عبدالقادر راسی از سید عبدالوہاب از سید موسی از سید یحیی زاہد از سید زین الدین از سید عبدالرزاق از غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ علیہ نقشبندیہ قدوسیہ

ونیز حضرت میران اجمل بہرائچی را از مرشد خود شاہ عبدالحق و ایشان را از خواجہ عبداللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤالدین عطار از خواجہ بہاؤالدین نقشبند از خواجہ سید

امیر کلال از خواجہ محمد بابا سماسی از خواجہ عزیزان علی رامیتنی از خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی از خواجہ
محمد عارف ریوگری از خواجہ عبد الخالق غجدوانی از خواجہ یوسف ہمدانی از خواجہ ابو علی فارمدی
از خواجہ امام ابو القاسم قشیری از خواجہ ابو علی دقاق از خواجہ ابو القاسم نصیر آبادی از خواجہ
ابو بکر شبلی از سید الطائفہ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی
از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیا حسن بصری از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲
ایضاً و نیز درین سلسلہ فقیر را اجازت و خرقہ از مرشد خود مولانا میانجیو نور محمد شاہ و ایشان را از
سید محمد شہید از شاہ عبد العزیز از شاہ ولی اللہ از شاہ عبد الرحیم از شاہ سید عبد اللہ از سید
آدم بنوری از امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ امکنگی از مولانا درویش از
مولانا زاہد از خواجہ عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم **ایضاً** و نیز
فقیر را بیعت و اجازت این طریقہ از مرشد سابق خود حضرت مولانا و ہادینا حلقہ مجاہدین مولانا
نصیر الدین دہلوی و ایشان را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ
حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت مجددؒ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

و نیز قطب العالم عبد القدوس گنگوہی را از مرشد مرشد خود سید اجمل بہرائچی
و ایشان را از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح از والد خود صدر الدین
از والد خود شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی از امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین
ابو النجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبد القاہر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد
دینوری از شیخ ممشاد علو دینوری از حضرت جنید بغدادی از معروف کرخی تا سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۵۱ و نیز ابو علی فارمدی را بیعت و اجازت از خواجہ ابو الحسن خرقانی از بایزید بسطامی از امام جعفر صادق از حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رض از حضرت سلمان فارسی از امیر المومنین ابو بکر صدیق رض از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۵۲ و نیز اجازت حضرت معروف کرخی را از امام علی رضا از امام موسی کاظم از امام جعفر صادق از امام محمد باقر از امام زین العابدین از امام حسین علیہ السلام از امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۵۳ و نیز حضرت مجدد را اجازت و بیعت طرق چشتیہ قادریہ و سہروردیہ و کبرویہ و مداریہ و قلندریہ از مرشد خود شیخ عبد الاحد و ایشان از مرشد خود شیخ رکن الدین گنگوہی و ایشان را از عبد القدوس گنگوہی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۵۴ و نیز سید اجمل را اجازت طریقہ مداریہ و قلندریہ از امام این طریقہ شیخ بدیع الدین شاہ مدار [illegible]

سلسلہ کبرویہ قدوسیہ

از شیخ جلال الدین بخاری را اجازت طریقہ کبرویہ از شیخ حمید الدین سمرقندی از شمس الدین بن محمود بن ابراہیم بن ادہم از شیخ عطا بایزخالدی از شیخ احمد باباکمال خجندی از شیخ نجم الدین از عمار یاسر از ابو النجیب سہروردی از شیخ احمد غزالی از ابو بکر نساج از ابو القاسم گرگانی از خواجہ ابو عثمان مغربی از ابو علی کاتب از شیخ علی رودباری از سید الطائفہ جنید بغدادی تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات

خداوندا باین پیران عظام
بحق آل و ازواج و باصحاب
بغوث و فرد و ابرار و باوتاد
ز دست نفس کافر کیش خونخوار

بوقت مرگ کن بالخیر انجام
بجملہ اولیاء ابدال و اقطاب
بعشاق و بعباد و بزہاد
الٰہ العالمین ما را نگہدار

بجوز مشغول دار اندر حیاتم
اگر میرم بدہ یارب نجاتم

تمت بالخیر

الحمد للہ کہ این کتاب فیض اکتساب تالیف شریف حامی شریعت زیب طریقت خدا آگاہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب حسب فرمایش جناب مولوی پیر محمد صاحب مدرس مدرسہ عربی سہانپور در مطبع مجتبائی واقع دہلی باہتمام حافظ محمد عبد الاحد صاحب مطبوع گردید فقط